فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم : اپنی عورتوں کو سورۂ نور کی تعلیم دو۔

(المستدرک، ۳/۱۵۸، الحدیث: ۳۵۴٦)

فیضانِ سورۂ نور

(مع تسہیل وحاشیہ)

مفسرِ شہیر، حکیم الامت، حضرت علامہ مولانا

تفسیر: مفتی احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللہِ الْقَوِی

المدینۃ العلمیۃ

(دعوتِ اسلامی)

(شعبۂ درسی کتب)

یادداشت

دورانِ مطالعہ ضرورتاً انڈرلائن کیجئے، اشارات لکھ کر صفحہ نمبر نوٹ فرمالیجئے۔ ان شاءاللہ عَزَّوَجَلَّ علم میں ترقی ہوگی۔

www.dawateislami.net
I.T. Majlis of Dawateislami

فرمانِ مصطفٰے صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ: اپنی عورتوں کو سورۂ نور کی تعلیم دو۔

(المستدرک، ۳/۱۵۸، الحدیث:۳۵۴۶)

"فیضانِ شریعت کورس" کے نصاب میں شامل تفسیر کی مختصر کتاب

فیضانِ سورۂ نور

(مع تسہیل وحاشیہ)

تفسیر از:

مفسر شہیر، حکیم الامت، حضرت علامہ مولانا مفتی:

احمد یار خان نعیمی عَلَیْہِ رَحمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی

پیشکش: مجلس المدینۃ العلمیۃ (دعوتِ اسلامی)

شعبہ: درسی کتب

الصّلوة والسّلام علیك یارسول اللہ وعلی آلك وأصحابك یاحبیب اللہ

نام کتاب : فیضانِ سورۂ نور
پیش کش : مجلس المدینۃ العلمیۃ (شعبہ درسی کتب)
کل صفحات: 128
ناشر : مکتبۃ المدینہ فیضان مدینہ باب المدینہ کراچی
سن اشاعت: شعبان المعظم ۱۴۳۴/جون 2013

مکتبۃ المدینہ کی شاخیں

۰۱	......کراچی: شہید مسجد کھارادر باب المدینہ کراچی	فون:021-32203311
۰۲	......لاھور: داتا دربار مارکیٹ گنج بخش روڈ	فون:042-37311679
۰۳	......سردارآباد: (فیصل آباد) امین پور بازار	فون:041-2632625
۰۴	......کشمیر: چوک شہیداں میر پور	فون:058274-37212
۰۵	......حیدر آباد: فیضان مدینہ آفندی ٹاؤن	فون:022-2620122
۰۶	......ملتان: نزد پیپل والی مسجد اندرون بوہڑ گیٹ	فون:061-4511192
۰۷	......اوکاڑہ: کالج روڈ بالمقابل غوثیہ مسجد نزد تحصیل کونسل ہال	فون:044-2550767
۰۸	......راولپنڈی: فضل داد پلازہ کمیٹی چوک اقبال روڈ	فون:051-5553765
۰۹	......خان پور: درانی چوک نہر کنارہ	فون:068-5571686
۱۰	......نواب شاہ: چکرا بازار نزد MCB	فون:0244-4362145
۱۱	......سکھر: فیضان مدینہ بیراج روڈ	فون:071-5619195
۱۲	......گوجرانوالہ: فیضان مدینہ شیخوپورہ موڑ گوجرانوالہ	فون:055-4225653
۱۳	......پشاور: فیضان مدینہ گلبرگ نمبر ۱ النور سٹریٹ صدر	------

WWW.dawateislami.net, E.mail:ilmia@dawateislami.net

مدنی التجاء: کسی اور کو یہ کتاب چھاپنے کی اجازت نہیں ہے۔

فہرست

عنوان	صفحہ
فہرست	03
تعارف المدینۃ العلمیۃ	10
مقدمہ	11
تفسیر سورۂ نور پر علمیہ کا کام	13
اصطلاحات و مشکل الفاظ	15
باب نمبر ① (آیت: 1 تا 18)	19
حدیث: اپنی عورتوں کو سورۂ نور کی تعلیم دو	19
مکی اور مدنی سورت	21
غیر شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا سو کوڑے	22
شرعی اَحکام حُکّام ہی جاری کر سکتے ہیں	22
محصن کی تعریف	22
شادی شدہ زانی اور زانیہ کی سزا رجم یعنی سنگسار کرنا	22
شرعی سزاؤں میں رعایت نہ کرو	23
مجرموں کو علانیہ (لوگوں کے سامنے) سزا دو	23
مؤمن کا نکاح مشرکہ سے نہیں ہو سکتا	24
اَلزَّانِیْ لَا یَنْكِحُ اِلَّا زَانِیَةً ... کا شانِ نزول	24
حدِّ قذف یعنی زنا کی تہمت لگانے والے کی سزا اسی کوڑے	25
زنا کی تہمت لگانے والا مردود الشہادۃ اور فاسق ہے یعنی اسکی گواہی آئندہ قبول نہ ہو گی	28
کس عورت کو زنا کی تہمت لگانے سے حد قذف جاری ہو گی؟ یعنی تہمت لگانے والے کو تہمت کی سزا دی جائے گی	28
کیا تہمت لگانے والے کی گواہی توبہ کے بعد قبول ہو سکتی ہے؟	28
اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائی اور اسکے پاس گواہ نہ ہوں تو اسے کیا کرنا ہو گا؟	29
کیا کسی مسلمان کا نام لیکر اس پر لعنت کر سکتے ہیں؟	31
لِعان کسے کہتے ہیں؟ مرد پر لعان کب واجب ہوتا ہے؟	31
مرد لعان سے انکار کر دے تو کیا کیا جائے گا؟	31
بڑے بہتان سے مراد کیا ہے اور اسے بڑا بہتان کیوں فرمایا گیا؟	32
واقعۂ اِفک	32
امیر المؤمنین حضرت عمر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم کا حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی ثناء بیان کرنا	33
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے صدقے تمام عورتوں کی آبروئیں بچ گئیں	33
عبد اللہ بن اُبی منافق نے سب سے بڑھ کر تہمت میں حصہ لیا	34
عبد اللہ بن اُبی منافق کی دنیا و آخرت میں سزا	34
واقعۂ اِفک میں تردّد کرنے والوں سے قرآن نے کیا خطاب فرمایا؟	35
جو لوگ تہمت میں شریک ہو گئے ان سے قرآن نے کیا خطاب فرمایا؟	36
تمام صحابہ عادل ہیں	37
حضور صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی واقعۂ اِفک کے بارے میں	

خاموشی کی وجہ	38
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں مسلمانوں کی تین جماعتیں	39
سوالات	40
باب نمبر ② (آیت:19تا29)	42
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عظمت کا منکر شیطان کا پیروکار ہے	43
امیر المؤمنین حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی نگاہِ خدا میں عظمت	45
افضل الخلق بعد الانبیاء سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	45
وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ...کا شانِ نزول	45
گناہِ کبیرہ (بڑا گناہ) بھی مسلمان کو اسلام سے خارج نہیں کرتا	46
بے گناہ مومنہ کو تہمت لگانا گناہ کبیرہ ہے	47
قیامت کو یوم الدِّین کہنے کی وجہ	48
اَلْخَبِيْثٰتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ وَ الْخَبِيْثُوْنَ لِلْخَبِيْثٰتِ...اِلخ آیت کا مقصد	49
ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی دوسری عورتوں پر افضلیت	49
آپ رضی اللہ عنہا کی چند خصوصیات	50
مسلمان کے گھر بغیر اجازت گھس جانا کسی کو جائز نہیں، یہ حکم سب کو عام ہے	51
حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کے دولت سرائے اقدس میں فرشتوں کو بھی بغیر اجازت حاضر ہونا جائز نہیں	51
وَ اِنْ قِيْلَ لَكُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا...اِلخ کا شانِ نزول	52
لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ مَسْكُوْنَةٍ...اِلخ کا شانِ نُزول	53
سوالات	54
باب نمبر ③ (آیت:30تا39)	55
اَمرد لڑکے کو شہوت سے دیکھنا حرام ہے اسی طرح اجنبیہ کو بھی	55
طبیب مَرض کی جگہ کو دیکھ سکتا ہے	55
حدیث میں ہے کہ: جس سے نکاح کرنا چاہتے ہو اُسکو دیکھ لو کہ یہ بقائے محبت کا ذریعہ ہوگا	55
زنا اور زنا کے اسباب سے بچنا اور نیچی نگاہ رکھنا	56
مؤمنہ عورت کو کافرہ عورت سے پردہ کرنا چاہئے	56
جیسے مرد اَجنبی عورت کو نہ دیکھے ایسے ہی عورت اجنبی مرد کو نہ دیکھے	56
حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے نابینا مرد کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دی	57
عورتوں کا بلاضرورت گھروں سے نکلنا ٹھیک نہیں	57
عورتیں اپنی آواز بھی غیر محرم کو نہ سنائیں اور نہ آواز والا زیور پہنیں	59
نماز میں عورت چہرہ اور منہ، کلائی سے نیچے ہاتھ، ٹخنے سے نیچے پاؤں ڈھکنے کی پابند نہیں	60
عورت کے لئے دوپٹہ ضروری ہے	61
دوپٹہ صرف سر پر ہی نہ ہو بلکہ اِتنا بڑا ہو کہ سر و سینہ اور پیٹھ سب ڈھک دے	61
دوپٹہ اِتنے باریک کپڑے کا نہ ہو جو جسم چُھپا نہ سکے	61
مالکہ اپنے غلام سے پردہ کرے	65

خصّی اور نامرد اور بدکار ہیجڑے سے پردہ واجب ہے	65
مُراھِق یعنی قریب البلوغ (عنقریب بالغ ہونے والے) لڑکے سے پردہ (کرنا) چاہیے	66
عورت کے زیور کی آواز بھی اجنبی نہ سنے	66
عورت کا اَذان دینا حرام ہے	66
عورَتوں کو گانا، لاؤڈ اِسپیکر یا ریڈیو پر تقریریں کرنا سب ممنوع ہے	66
گناہ بہت برا ہے لیکن اس سے اِنسان ایمان سے نہیں نِکل جاتا	68
مسلمانوں کا مِل جُل کر توبہ کرنا زیادہ قبول ہے	68
ہر مسلمان توبہ کرے، خواہ گنہگار ہو یا نہ ہو	68
ضرورت کے وقت نکاح واجب ہو جاتا ہے	69
عَبْد کی نِسبت غیر خدا کی طرف بھی کر سکتے ہیں بمعنیٰ خادم	69
حضرت عمر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے فرمایا میں حضور کا عَبْد اور خادِم تھا	70
کبھی نِکاح غنا (اَمیری) کا سبب ہو جاتا ہے	70
جو ناداری اور غریبی کی وجہ سے نِکاح نہ کر سکیں وہ برائی سے بچیں	71
ایسے غریبوں کو حدیث شریف میں رَوزے کا حکم دیا گیا ہے	71
روزے سے نفس کمزور پڑ جاتا ہے، شَہوَت ٹُوٹتی ہے	71
مُتعَہ (یعنی پیسے دے کر کچھ وقت کے لئے نکاح کرنا) حرام ہے	71
شراب و سور بھوک پیاس کی شدّت میں حلال ہو جاتا ہے	71
مشت زنی و اِغلام حرام ہے	71
اَمر کبھی اِستحباب کے لیے بھی آتا ہے	72
فَكَاتِبُوْهُمْ اِنْ عَلِمْتُمْ فِيْهِمْ خَيْرًا...اِلخ کا شانِ نُزول	72
وَلَا تُكْرِهُوْا فَتَيٰتِكُمْ عَلَى الْبِغَآءِ اِنْ اَرَدْنَ تَحَصُّنًا لِّتَبْتَغُوْا عَرَضَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا...اِلخ کا شانِ نُزول	73
زنا پر مجبور کیا گیا تو مجبور کرنے والا گنہگار ہو گا	74
حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ واٰلِہٖ وَسَلَّم اللہ کے نور ہیں	75
نورِ محمدی کسی طاقت سے بجھ نہیں سکتا	76
ہر شخص اپنے ظرف کے مطابق حاصل کرتا	77
ہدایت یافتہ ہونا ہمارا اپنا کمال نہیں، رب کی عطا ہے	78
ذکراللہ مسجد میں اَفضل ہے	78
صبح و شام اللہ عَزَّوَجَلَّ کے ذِکر کے لیے بہت اعلیٰ وقت ہیں	79
اچھے وقت اور اچھی جگہ عبادت کرنا بہت اعلیٰ ہے	79
عورَتوں کو اپنے گھروں میں نماز پڑھنی چاہیے اور مَردوں کو مسجدوں میں	79
جو دُنیا کے مَشاغِل میں پھنسا ہو اُس کی عبادت ربّ عَزَّوَجَلَّ کو بڑی محبوب ہے	79
انسان کو بے کار نہیں رہنا چاہئے، کاروبار کرنا ضروری ہے	82
تمام دنیاوی کاروبار میں تجارت اَفضل ہے	82
نماز زکوۃ سے اَفضل ہے	82
کافر کی نیکیاں برباد اور گناہ باقی ہوں گے	84
سوالات	85

عنوان	صفحہ
باب نمبر ④ (آیت:40 تا 55)	86
تمام اندھیروں کو کاٹنے والا مدینے کا سچا سُورج ہے	86
جس کے ایمان کا رب عَزَّوَجَلَّ نے اِرادہ نہ فرمایا اسے کوئی رہبر ہدایت نہیں دے سکتا	87
حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم تمام مخلوق کی تسبیح ملاحظہ فرمارہے ہیں	87
کفار کے سوا آسمان وزمین کی ساری مخلوق رب کی پاکیزگی بولتی ہے	88
ہر جانور اِختیاری تسبیح پڑھتا ہے	88
حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم سلطنت الٰہیہ کے گویا وزیرِ اعظم ہیں	89
بادل خود پانی بن کر نہیں برستا (فلفسہ کارد)	90
حضرت آدم و عیسیٰ علیہما السلام کے سوا زمین پر ہر چلنے والا نطفہ سے بنایا گیا	92
حضرت آدم و عیسیٰ علیہما السلام کو مٹی سے بنایا گیا	92
قانون مخلوق کے لئے ہیں اللہ تعالیٰ قانون کا پابند نہیں	93
جِنّات کے چار ہاتھ پاؤں ہیں	93
چار ہاتھ پاؤں والی مخلوق بچے دیتی ہے، باقی انڈے دیتے ہیں سوائے چھپکلی	94
انسان تین قسم کے ہیں	94
ثُمَّ یَتَوَلّٰی فَرِیْقٌ مِّنْهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ...اِلخ کا شانِ نُزول	95
بِشر منافق اور یہودی کا زمین کے بارے میں جھگڑا	95
حضور کی بارگاہ، رب کی بارگاہ ہے	96
حضور کا حکم اللہ کا حکم ہے	96
منافقوں کا حال	97
رسول کا ذکر اللہ کے ذکر کے ساتھ سنتِ الٰہیہ ہے	98
یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ و رسول بھلا کریں، اللہ و رسول نعمتیں دیتے ہیں	98
حکمِ پیغمبر میں عقل کو دَخل نہ دو	99
منافقین کے حیلے بہانے	100
اللہ و رسول کی مطلقاً اِطاعت کرو	101
کس کی اطاعت اور کس کی اتباع کی جائے؟	101
نبی کسی کی ہدایت کے ذمّہ دار نہیں، ان کا ذمہ صرف تبلیغ ہے	102
حضور کی اطاعت و پیروی سے ہدایت ملتی ہے	102
وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ...اِلخ کا شانِ نُزول	103
حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے تیرہ سال مکہ مکرمہ میں تبلیغ فرمائی	103
خُلفاءِ راشدین صالحین، متقی ہیں	103
عہدِ صدیقی و فاروقی میں رُوم و فارس کے مُلک فتح ہوئے	104
خُلفاءِ راشدین کی مدّتِ خلافت	104
سوالات	105
باب نمبر ⑤ (آیت:56 تا 64)	107
حضرت علی کو فاطمہ زہرا کی موجودگی میں دوسرا نکاح ممنوع تھا	107
حضرت خُزیمہ کی گواہی دو کے برابر تھی	108
کفار کو رب ڈھیل دیتا ہے	108

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ...الخ کا شانِ نُزول	109
لڑکی، لڑکے کی مدت بلوغ	109
برہنا ہونا تنہائی میں بھی بلاضرورت منع ہے	110
وہ تین اوقات جن میں بغیر اجازت گھر میں داخل ہونا منع ہے	110
مذکورہ بالا حکم کس کے لئے ہے	111
غلام اور بچوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کے لئے ہر وقت اجازت لینا ضروری ہے	111
رب تعالیٰ کے تمام اَحکام علم و حکمت پر مبنی ہیں خواہ سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں	112
بالغ بیٹا یا بھائی، بغیر کھنکارے گھر میں نہ جائے	112
اپنی ماں، بہن، بیٹی کے چہرے، ہاتھ، پاؤں کے علاوہ دیگر اعضاء دیکھنا درست نہیں	113
بوڑھی عورت کے لئے سر پر دوپٹہ رکھنا ضروری نہیں، لیکن بہتر ہے	114/115
لَيْسَ عَلَى الْاَعْمٰى حَرَجٌ وَّ لَا عَلَى الْاَعْرَجِ حَرَجٌ...الخ کا شانِ نُزول	115
اَولاد کا گھر اپنا گھر ہے اور اُن کی کمائی اپنی کمائی	116
حدیث: تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے	116
بہن کے گھر رہنے اور کھانا کھانے میں کوئی حرج نہیں	117
لڑکی اگر امیر ہو تو اس پر اپنے فقیر باپ اور بھائی کا نفقہ واجب ہے	117
آج کے دور میں دوست کے گھر سے بغیر اجازت کھانا درست نہیں ہاں اگر دوست راضی ہو تو حرج نہیں	118
جو کوئی ذی رِحم مَحرَم کے گھر سے چوری کر لے اُس کے ہاتھ نہ کٹیں گے	119
گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کریں	119
اگر خالی مکان میں داخل ہوں تو یوں کہیں: اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُه	119
مسلمانوں کے خالی گھروں میں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی روح جلوہ گر ہوتی ہے	119
کامل مومن وہ ہیں جو عقائد کے پکّے اور اَعمال کے نیک ہوں	120
جنھیں حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم جمع فرمائیں وہ بغیر اجازت لئے واپس نہ جائیں	121
حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں آئیں بھی اِجازت لیکر اور جائیں بھی اجازت سے	122
سلطانِ کَونَین صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے دربار کے آداب خود ربّ تعالیٰ سکھاتا ہے	122
حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی بارگاہ میں فرشتے بھی اجازت لئے بغیر حاضر نہیں ہوتے	122
حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت برحق ہے	123
حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شفاعت مؤمنوں کے لئے ہے کفار کے لئے نہیں	123
حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی پُکار اور طلب کو ایک دوسرے کی طلب کی طرح نہ سمجھو	124
حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جاؤ اگرچہ نماز یا کسی اور کام میں ہو	124
حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ایسے اَلقاب و آواز سے نہ پُکارو جیسے ایک دوسرے کو پُکار لیتے ہو	124
حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو بھیّا، ابّا، چچا، بشر کہہ کر نہ پکارو	124

اِنہیں یارسول اللہ، یا شفیع المذنبین وغیرہ اَدب کے اَلقاب سے یاد کرو	124
قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًا...اِلخ کاشانِ نُزول	124
منافقین پر حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا وَعظ سننا دُشوار ہوتا تھا	124
منافقین حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مجلس سے چپکے سے کھسک کر نکل جاتے تھے	124
حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی مخالفت سے دنیاوی عذاب بھی آجاتے ہیں، آخرت کے عذاب اِس کے علاوہ ہیں	125
کفار کا حساب و کتاب اُنہیں روزِ محشر رُسوا کرنے کے لیے ہوگا، ورنہ اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتا ہے اسے حساب کتاب کی ضرورت نہیں	126
سوالات	126
مآخذومراجع	128

بہترین بیوی وہ ہے!

(۱) جو اپنے شوہر کی فرماں برداری اور خدمت گزاری کو اپنا فرض منصبی سمجھے۔

(۲) جو اپنے شوہر کے تمام حقوق ادا کرنے میں کوتاہی نہ کرے!

(۳) جو اپنے شوہر کی خوبیوں پر نظر رکھے اور اس کے عیوب اور خامیوں کو نظر انداز کرتی رہے۔

(۴) جو خود تکلیف اٹھا کر اپنے شوہر کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتی رہے۔

(۵) جو اپنے شوہر سے اس کی آمدنی سے زیادہ کا مطالبہ نہ کرے اور جو مل جائے اس پر صبر و شکر کے ساتھ زندگی بسر کرے۔

(۶) جو اپنے شوہر کے سوا کسی اجنبی مرد پر نگاہ نہ ڈالے اور نہ کسی کی نگاہ اپنے اوپر پڑنے دے۔

(۷) جو پردے میں رہے اور اپنے شوہر کی عزت و ناموس کی حفاظت کرے۔

(۸) جو شوہر کے مال اور مکان و سامان اور خود اپنی ذات کو شوہر کی امانت سمجھ کر ہر چیز کی حفاظت و نگہبانی کرتی رہے۔

(۹) جو اپنے شوہر کی مصیبت میں اپنی جانی و مالی قربانی کے ساتھ اپنی وفاداری کا ثبوت دے۔

(۱۰) جو اپنے شوہر کی زیادتی اور ظلم پر ہمیشہ صبر کرتی رہے۔

(۱۱) جو مَیکا اور سسرال دونوں گھروں میں ہر دلعزیز اور باعزت ہو!

(۱۲) جو پڑوسیوں اور ملنے جلنے والی عورتوں کے ساتھ خوش اخلاقی اور شرافت و مروت کا برتاؤ کرے اور سب اس کی خوبیوں کے مداح ہوں!

(۱۳) جو مذہب کی پابند اور دیندار ہو اور حقوق اللہ و حقوق العباد کو ادا کرتی رہے۔

(۱۴) جو سسرال والوں کی کڑوی کڑوی باتوں کو برداشت کرتی رہے۔

(۱۵) جو سب گھر والوں کو کھلا پلا کر سب سے آخر میں خود کھائے پیئے۔ **(جنتی زیور ص ۹۲، مکتبۃ المدینہ)**

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ
اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

"بسم اللہ الرّحمٰنِ الرَّحِیم" کے ۱۹ حُروف کی نسبت سے اس کتاب کو پڑھنے کی ۱۹ "**نیتیں**"

فرمانِ مصطفٰے صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: **نِيَّةُ الْمُؤْمِنِ خَيْرٌ مِّنْ عَمَلِه** یعنی مسلمان کی نیّت اُس کے عمل سے بہتر ہے۔

(المعجم الكبير للطبراني، ٦/١٨٥، حديث: ٥٩٤٢)

دو مَدَنی پھول:

{۱} بغیر اچھّی نیّت کے کسی بھی عملِ خیر کا ثواب نہیں ملتا۔ {۲} جتنی اچھّی نیّتیں زِیادہ، اُتنا ثواب بھی زِیادہ۔

{۱} ہر بار حمد و {۲} صلوٰۃ اور {۳} تعوُّذ و {۴} تَسمِیہ سے آغاز کروں گا۔ (اسی صفحہ پر اُوپر دی ہوئی دو عَرَبی عبارات پڑھ لینے سے چاروں نیّتوں پر عمل ہو جائے گا)۔ {۵} رِضائے الٰہی عَزَّوَجَلَّ کے لیے اس کتاب کا اوّل تا آخِر مطالَعہ کروں گا۔ {۶} حتی الوسع اس کا باوُضُو اور {۷} قِبلہ رُو مطالعہ کروں گا {۸} کتاب کو پڑھ کر کلام اللہ وکلام رسول اللہ عزوجل وصلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو صحیح معنوں میں سمجھ کر اوامر کا امتثال اور نواہی سے اجتناب کروں گا {۹} درجہ میں اس کتاب پر استاد کی بیان کردہ توضیح توجہ سے سنوں گا {۱۰} استاد کی توضیح کو لکھ کر "**اِسْتَعِنْ بِيَمِيْنِكَ عَلٰى حِفْظِكَ**" پر عمل کروں گا {۱۱} طلبہ کے ساتھ مل کر اس کتاب کے اسباق کی تکرار کروں گا {۱۲} اگر کسی طالب علم نے کوئی نامناسب سوال کیا تو اس پر ہنس کر اس کی دل آزاری کا سبب نہیں بنوں گا {۱۳} درجہ میں کتاب، استاد اور درس کی تعظیم کی خاطر غسل کرکے، صاف مدنی لباس میں، خوشبو لگا کر حاضری دوں گا {۱۴} اگر کسی طالب علم کو عبارت یا مسئلہ سمجھنے میں دشواری ہوئی تو حتی الامکان سمجھانے کی کوشش کروں گا {۱۵} سبق سمجھ میں آجانے کی صورت میں حمدِ الٰہی عزوجل بجا لاؤں گا {۱۶} اور سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں دعا کروں گا اور بار بار سمجھنے کی کوشش کروں گا {۱۷} سبق سمجھ میں نہ آنے کی صورت میں استاد پر بدگمانی کے بجائے اسے اپنا قصور تصور کروں گا۔ {۱۸} کتابت وغیرہ میں شَرعی غَلَطی ملی تو ناشرین کو تحریری طور پر مُطّلع کروں گا (مصنّف یا ناشرین وغیرہ کو کتابوں کی اَغلاط صِرف زبانی بتانا خاص مفید نہیں ہوتا) {۱۹} کتاب کی تعظیم کرتے ہوئے اس پر کوئی چیز قلم وغیرہ نہیں رکھوں گا۔ اس پر ٹیک نہیں لگاؤں گا۔

☆...☆...☆...☆

المدینۃ العلمیۃ

از: بانیِ دعوتِ اسلامی، عاشقِ اعلیٰ حضرت، شیخِ طریقت، حضرت علّامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی دامت برکاتہم العالیہ۔

الحمد للّٰہ علی اِحْسَانِہٖ وَبِفَضْلِ رَسُوْلِہٖ صلّی اللّٰہ تعالٰی علیہ وسلّم! تبلیغِ قرآن وسنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک ''دعوتِ اسلامی'' نیکی کی دعوت، اِحیائے سنّت اور اِشاعتِ علمِ شریعت کو دنیا بھر میں عام کرنے کا عزمِ مُصمّم رکھتی ہے، اِن تمام اُمور کو بحسن وخوبی سرانجام دینے کے لیے متعدِّد مجالس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے جن میں سے ایک مجلس ''المدینۃ العلمیۃ'' بھی ہے جو دعوتِ اسلامی کے عُلماء و مُفتیانِ کرام کَثَّرَھُمُ اللّٰہ تعالٰی پر مشتمل ہے، جس نے خالص علمی، تحقیقی اور اِشاعتی کام کا بیڑا اٹھایا ہے۔

اس کے مندرجہ ذیل چھ شعبے ہیں:

(۱) شعبۂ کُتُبِ اعلیٰحضرت **(۲)** شعبۂ دَرسی کُتُب **(۳)** شعبۂ اِصلاحی کُتُب

(۴) شعبۂ تفتیشِ کُتُب **(۵)** شعبۂ تراجِم کُتُب **(۶)** شعبۂ تخریج

''المدینۃ العلمیۃ'' کی اوّلین ترجیح سرکارِ اعلیٰحضرت، اِمامِ اَہلسنّت، عظیم البَرَکت، عظیم المرتبت، پروانۂ شمعِ رِسالت، مُجَدِّدِ دین و مِلّت، حامیِ سنّت، ماحیِ بِدعت، عالِمِ شَرِیْعَت، پیرِ طریقت، باعثِ خَیْر وبَرَکت، حضرتِ علاّمہ مولیٰنا الحاج الحافظ القاری الشّاہ امام اَحمد رَضا خان عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن کی گِراں مایہ تصانیف کو عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق حتَّی الْوَسع سَہْل اُسلوب میں پیش کرنا ہے۔ تمام اسلامی بھائی اور اسلامی بہنیں اِس عِلمی، تحقیقی اور اشاعتی مدنی کام میں ہر ممکن تعاون فرمائیں اور مجلس کی طرف سے شائع ہونے والی کُتُب کا خود بھی مطالَعہ فرمائیں اور دوسروں کو بھی اِس کی ترغیب دلائیں۔ **اللّٰہ** عزوجل ''دعوتِ اسلامی'' کی تمام مجالس بَشُمول ''المدینۃ العلمیۃ'' کو دن گیارہویں اور رات بارہویں ترقّی عطا فرمائے اور ہمارے ہر عملِ خیر کو زیورِ اخلاص سے آراستہ فرماکر دونوں جہاں کی بھلائی کا سبب بنائے۔ ہمیں زیرِ گنبدِ خضراء شہادت، جنّت البقیع میں مدفن اور جنّت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللّٰہ تعالٰی علیہ والہٖ وسلّم۔

رمضان المبارک ۱۴۲۵ھ

مقدمہ

قرآن پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا ثواب:

سب سے افضل کلام اللّٰہ ہے۔ لہٰذا اسے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کا ثواب بھی بہت زیادہ ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے: **مَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهُ بِهِ حَسَنَةٌ وَالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ أَمْثَالِهَا لَا أَقُوْلُ ﴿الٓمٓ﴾ حَرْفٌ وَلٰكِنْ أَلِفٌ حَرْفٌ وَلَامٌ حَرْفٌ وَمِيْمٌ حَرْفٌ.**

ترجمہ: جس نے کتاب اللّٰہ کا ایک حرف پڑھا اُسکے لئے اسکے بدلہ ایک نیکی ہے اور یہ نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے۔ میں نہیں کہتا کہ ﴿الٓمٓ﴾ ایک حرف ہے بلکہ ''الف'' ایک حرف ''لام'' ایک حرف اور ''میم'' ایک حرف ہے۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی من قرأ حرفا من القرآن... الخ، ۴/۴۱۷، حدیث: ۲۹۱۹)

ایک اور حدیث میں ہے: **مَنْ قَرَأَ الْقُرْآنَ وَاسْتَظْهَرَهُ فَأَحَلَّ حَلَالَهُ وَحَرَّمَ حَرَامَهُ أَدْخَلَهُ اللّٰهُ بِهِ الْجَنَّةَ وَشَفَّعَهُ فِيْ عَشْرَةٍ مِنْ أَهْلِ بَيْتِهٖ كُلُّهُم قَدْ وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ.**

ترجمہ: جس نے قرآن پڑھا اور اُسے یاد کرلیا پھر اُسکے حلال کو حلال جانا اور حرام کو حرام تو اللّٰہ عزوجل اُسے اِسکے بدلے جنت میں داخل فرمائے گا اور اُسکے گھر والوں میں سے ایسے دس افراد کے حق میں اُسکی شفاعت قبول فرمائے گا جن پر جہنم واجب ہو چکا تھا۔

(ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ما جاء فی فضل قاری القرآن، ۴/۴۱۴، حدیث: ۲۹۱۴)

اور قرآن سیکھنے اور سکھانے والے کی فضیلت کے بارے میں حدیثِ پاک ہے: **خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ.** **ترجمہ:** تم میں سے بہترین شخص وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور دوسروں کو سکھایا۔

(بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب خیرکم من تعلّم القرآن وعلّمہ، ۳/۴۱۰، حدیث: ۵۰۲۷)

اور سیدنا امام احمد بن حنبل رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اللّٰہ عزوجل کا خواب میں دیدار کیا تو عرض کیا، ''یارب عزوجل! جن اعمال کے ذریعے تیرے بندے تیرا قرب حاصل کرتے ہیں ان میں سب سے افضل عمل کون سا ہے؟'' ارشاد فرمایا، ''اے احمد! وہ میرا کلام پڑھنا ہے۔'' میں نے عرض کیا، ''سمجھ کر پڑھنا یا بغیر

سمجھے ؟" فرمایا، "سمجھ کر اور بغیر سمجھے دونوں طرح سے۔" (جنت میں لے جانے والے اعمال ترجمہ المتجر الرابح)

سورۂ نور کی فضیلت:

رسولِ کریم علیہ الصلاۃ والتسلیم نے عورتوں کو یہ سورت سکھانے کا حکم ارشاد فرمایا جیسا کہ حدیث شریف میں ہے: اپنی عورتوں کو بالا خانوں پر بے پردہ نہ بٹھاؤ، انہیں لکھنا نہ سکھاؤ، انہیں چرخہ کاتنا سکھاؤ اور سورۂ نور کی تعلیم دو۔" (مستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ النور، ۳/۱۵۸، حدیث: ۳۵۴۶)

اس حدیث شریف کی شرح میں مفسرِ شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ القوی فرماتے ہیں: کیونکہ اس سورت میں پردہ، شرم وحیاء اور عِصْمَتْ وعِفَّتْ (یعنی پاکدامنی) کے اَحکام ہیں؛ اس لیے خصوصیت سے اِس کے سکھانے کا حکم دیا گیا۔ (نور العرفان در تفسیر سورۂ نور، آیت: ۱)

نوٹ: سورۂ نور قرآن کریم کے اٹھارویں پارے میں ہے۔ اگر کسی نے اسکی تفسیر خزائن العرفان سے دیکھنی ہو تو مکتبۃ المدینہ سے شائع شدہ کنزالایمان مع خزائن العرفان ص: 648 پر ملاحظہ فرمائیں۔

ساس بہو کا جھگڑا

ہمارے سماج کا یہ ایک بہت قابلِ افسوس اور دردناک سانحہ ہے کہ تقریباً ہر گھر میں صدیوں سے ساس بہو کی لڑائی کا معرکہ جاری ہے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی لڑائیوں یہاں تک کہ عالمی جنگوں کا خاتمہ ہو گیا مگر ساس بہو کی جنگ عظیم یہ ایک ایسی منحوس لڑائی ہے کہ تقریباً ہر گھر اس لڑائی کا میدان جنگ بنا ہوا ہے!

کس قدر تعجب اور حیرت کی بات ہے کہ ماں کتنے لاڈ پیار سے اپنے بیٹوں کو پالتی ہے اور جب لڑکے جوان ہو جاتے ہیں تو لڑکوں کی ماں اپنے بیٹوں کی شادی اور ان کا سہرا دیکھنے کے لئے سب سے زیادہ بے چین اور بے قرار رہتی ہے اور گھر گھر کا چکر لگا کر اپنے بیٹے کی دلہن تلاش کرتی پھرتی ہے۔ یہاں تک کہ بڑے پیار اور چاہ سے بیٹے کی شادی رچاتی ہے اور اپنے بیٹے کی شادی کا سہرا دیکھ کر خوشی سے پھولے نہیں سماتی مگر جب غریب دلہن اپنا میکا چھوڑ کر اور اپنے ماں باپ' بھائی بہن اور رشتہ ناطہ والوں سے جدا ہو کر اپنے سسرال میں قدم رکھتی ہے تو ایک دم ساس بہو کی حریف (دشمن) بن کر اپنی بہو سے لڑنے لگتی ہے اور ساس بہو کی جنگ ہو جاتی ہے اور بے چارہ شوہر ماں اور بیوی کی لڑائی کی چکی کے دو پاٹوں کے درمیان کچلنے اور پسنے لگتا ہے۔ غریب شوہر ایک طرف ماں کے احسانوں کے بوجھ سے دبا ہوا اور دوسری طرف بیوی......... (جاری ہے، بقیہ صفحہ 41 پر)

تفسیر سورۂ نور پر علمیہ کا کام

تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی 32 سال کے مختصر عرصے میں اپنا مدنی پیغام دنیا کے 187 ممالک میں پہچانے کے ساتھ ساتھ 90 شعبہ جات میں دینِ متین کی خدمات سر انجام دے رہی ہے۔ اِنہیں میں سے ایک شعبہ "جامعۃ المدینہ" بھی ہے تادمِ تحریر صرف پاکستان میں اس کی 252 شاخیں قائم ہیں جن میں تقریباً 15 ہزار طلبہ وطالبات علمِ دین سے آراستہ ہو رہے ہیں اور سینکڑوں فارغ التحصیل بھی ہو چکے ہیں۔ ان جامعات میں درسِ نظامی (عالم کورس) کے علاوہ جو کورس کروائے جاتے ہیں اس میں "فیضان شریعت کورس" بھی ہے۔

"سورۂ نور" کی اَہمیت کے پیشِ نظر اِس کا ترجمہ وتفسیر بھی اس کورس کے نصاب میں شامل ہے۔ مجلس جامعۃ المدینہ للبنات کے نگران صاحب کے مشورے سے مجلس المدینۃ العلمیہ نے اس پر کام شروع کیا۔ جو "فیضانِ سورۂ نور" کے نام سے آپ کے ہاتھ میں ہے۔ یہ نام شیخ طریقت، امیر اہلسنت، بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطار قادری رضوی مدظلہ العالی نے عطا فرمایا ہے۔ اس میں دو ترجمے دیئے گئے ہیں۔ اوپر والا لفظ بہ لفظ ترجمہ حضرت مولانا مفتی محمد رضاء المصطفیٰ ظریف القادری مدّظلّہ العالی کا ہے اور نیچے والا با محاورہ ترجمہ امامِ اہلِ سنت اعلیٰ حضرت مولانا شاہ احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمن کا ہے جو کہ کنز الایمان سے لیا گیا ہے۔ جبکہ تفسیری حاشیہ مفسرِ شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ رحمۃ اللہ القوی کی مختصر تفسیر "نور العرفان" سے مِن وعَن (جُوں کا تُوں) شامل کیا گیا ہے، مزید جو کام ہوا ہے اسکی کچھ تفصیل درجِ ذیل ہے:

(1)... تفسیر کو آسان بنانے کے لیے مشکل الفاظ کے **معانی** بیان کئے گئے ہیں تاکہ ایک یا چند لفظوں کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پوری عبارت ومسئلہ سمجھنے میں ناکامی نہ ہو۔

(2)... مشکل الفاظ پر **اعراب** کا بھی کافی حد تک اہتمام کیا گیا ہے تاکہ کسی اور کو پڑھ کر سنانے میں ہچکچاہٹ نہ ہو اور مدنی انعام پر بھی عمل کی سعادت حاصل ہو۔

(3)... تفسیر میں آنے والی **اصطلاحات** کی تعریفات کو شروع میں بیان کر دیا گیا ہے تاکہ مسائل سمجھنے میں آسانی ہو۔

(4)... جگہ بہ جگہ حواشی کا اہتمام کیا گیا ہے تاکہ مفسر کی تفسیر پڑھتے ہوئے کہیں کوئی تردد، اشکال، الجھن ومشکل کا سامنا ہو تو حاشیہ کی مدد سے اطمینان قلب حاصل ہو۔ **نوٹ:** تفسیر میں جہاں کہیں بھی حاشیہ لگا ہوا ہے وہ علمیہ کی طرف سے لگایا گیا ہے مفسر کی طرف سے اس پر کوئی حاشیہ نہیں ہے۔

(5)... تفسیرِ سورہ نور میں کیونکہ پردے سے متعلق بہت سے احکام موجود ہیں اسی مناسبت سے ہم نے جگہ بہ جگہ امیر اہلسنت مدظلہ العالی کی اہم ومنفرد کتاب **"پردے کے بارے میں سوال جواب"** سے مفید حواشی لگائے ہیں۔

(6)... تفسیر میں وارد قرآنی آیات کی **تخریج** کر دی گئی ہے تاکہ کسی آیت کی مزید تفسیر دیکھنی ہو تو رسائی میں آسانی ہو۔

(7)... اسی طرح **احادیث وآثار** اور بعض جگہ اقوالِ سلف کی بھی **تخریج** کر دی گئی ہے۔ تاکہ تشنگی محسوس کرنے والوں کے لئے مزید کتب کی طرف مُراجَعت آسان ہو اور تردّد کرنے والے کو حوالہ دیکھ کر اطمینان وتشفی نصیب ہو۔

(8)... نصاب کے جدول کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے ہم نے **ابواب بندی** بھی کر دی ہے اس طرح اس تفسیر کے کل پانچ ابواب بنے ہیں۔

(9)... تفسیر کے اندر ہم نے کہیں بھی کوئی بھی اضافہ کیا ہے تو وہ قوسین یعنی چھوٹی بریکٹ ( ) یا بڑی بریکٹ [ ] میں کیا ہے تاکہ مفسر کی تفسیر سے امتیاز رہے۔ یہ اضافہ الفاظ کی **تسہیل ومعانی** اور تَصْلِیَہ و تَرَضِّیْ و تَرَحُّمْ (یعنی درود شریف، رضی اللہ عنہ، اور رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ الفاظ) کی صورت میں ہے۔

(10)... ہمارے پاس تفسیرِ نور العرفان کے چند مطبوعے موجود ہیں لیکن ان سب میں کتابت وطباعت وغیرہ کی واضح اغلاط دیکھنے کو ملیں ایسے مقامات پر حاشیہ لگا کر غلطیاں **درست** کر دی گئی ہیں۔

(11)... تفسیر کے شروع میں **مقدمہ** بھی لکھا گیا ہے جس میں قرآن کریم پڑھنے کی فضیلت اور تفسیرِ سورہ نور کی فضیلت ذکر کی گئی ہے تاکہ اسے پڑھنے میں خوب رغبت ہو۔

(12)... کتاب کی **فہرست** اس انداز سے بنائی گئی ہے کہ قاری صرف فہرست پر ایک گہری نظر ڈال لینے سے تقریباً پوری کتاب کا مطالعہ کرنے والوں کی طرح مستفید ہو سکتا ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ ہم نے اس تفسیر

میں موجود تقریباً تمام مسائل واَحکام حتی کہ آداب تک کو فہرست میں سَمو دیا ہے، اور اِسکا خاص فائدہ طالبات کو اِمتحانات کی تیاری میں ہو گا۔ لیکن پھر بھی اس تفسیر کو اوّل تا آخر ضرور پڑھئے اور فقط فہرست پر اکتفا کرتے ہوئے اصل کتاب سے صرفِ نظر نہ فرمائیں۔

اصطلاحات ومشکل الفاظ جواس تفسیرِ سورۂ نُور میں ذکر کئے گئے ھیں:

کسی بھی علم وفن کو جاننے اور سیکھنے کے لئے اس فن کی اِصطِلاحات کو جاننا ضروری ہوتا ہے یعنی کون سا لفظ کس معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے، مثال کے طور پر جب نحوی حضرات "ترکیب" کا لفظ بولتے ہیں تو اس سے عموماً جملوں کی ترکیب وترتیب مراد لیتے ہیں اور یہی لفظ جب باورچی حضرات استعمال کرتے ہیں تو اس سے کھانا پکانے کا طریقہ کار مراد لیتے ہیں جسے انگریزی میں (recipe) [رے۔سے۔پی] کہتے ہیں۔

اور یہی لفظ جب تبلیغِ قرآن وسنت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک دعوتِ اسلامی استعمال کرتی ہے تو اسکا مفہوم اور وسیع تر ہو جاتا ہے، کبھی تو اس سے کسی کام کا پایۂ تکمیل تک پہنچنا یا پہنچانا مراد ہوتا ہے اور کبھی اس سے کسی کام کے طریقۂ کار کا اِرادہ کیا جاتا ہے، اسکے علاوہ اِسکے اور بھی کثیر معانی مراد لئے جاتے ہیں جسے ہر اسلامی بھائی موقعہ ومَقام کو مدّ نظر رکھتے ہوئے جان لیتا ہے۔

عُرف واِصطِلاح کی اَھمیّت:

عرف کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ علامہ شامی فرماتے ہیں: **مَنْ لَمْ یَدْرِ بِعُرفِ أَهْلِ زَمَانِهِ فَهُوَ جَاهِلٌ.** یعنی جو اپنے زمانے کے لوگوں کے عرف واصطلاح کو نہ جانے وہ جاہل ہے۔

(ردالمحتار، کتاب الأيمان، مطلب فیمالو أسقط اللامَ والنونَ من جواب القسم، ٥/٥٦١)

اور بحر الرائق میں ہے: **لِكُلِّ أَهْلِ بَلَدٍ اصْطِلَاحٌ فِي اللَّفْظِ، فَلَا يَجُوزُ أَنْ يُفتِيَ أَهْلَ بَلَدٍ بِمَا يَتَعَلَّقُ بِاللَّفْظِ مَنْ لَا يَعْرِفُ اصْطِلَاحَهُم.** یعنی ہر علاقہ وخطہ میں رہنے والوں کی گفتگو اور بول چال میں کچھ اصطلاحات ہوتی ہیں لہذا عرف واصطلاح سے ناآشنا شخص کے لئے اس علاقے کے لوگوں کو وہ مسائل بتانا جائز نہیں جنکا تعلق انکی (مخصوص) بول چال (یعنی اصطلاحات) سے ہو۔

(بحر الرائق، کتاب القضاء، فصل في المستفتي، ٦/٤٥٠)

یہاں ہم صرف اسقدر ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ عرف واصطلاح کو جانے بغیر مسئلے مسائل سمجھنا اور سمجھانا دونوں دشوار بلکہ ناممکن ہے۔ چونکہ تفسیرِ سورۂ نور میں شرعی اَحکام بیان ہوئے ہیں اس بنا پر اِس میں اِصطلاحاتِ شرعیہ بھی ہیں لہذا اِن کو سیکھنا اور سمجھنا ضروری ہے تاکہ بیان کردہ اَحکام کو صحیح طور پر سمجھا جاسکے۔ اب ہم اِن اصطلاحات کے معانی اور تعریفات ذِکر کرتے ہیں۔

نوٹ: چونکہ یہ تفسیر بالخصوص اسلامی بہنوں کے نصاب میں شامل ہے اور بالعموم اس سے دیگر اسلامی بہنیں بھی استفادہ کر سکتی ہیں لہذا اس بات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہم نے اصطلاحات کے عام فہم معانی اور تعریفات بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور انہیں جنس وفصول وقیودات سے مقید کر کے جامع ومانع نہیں بنایا تاکہ اسلامی بہنیں اسے با آسانی سمجھ اور سمجھا سکیں۔

اِصطِلاحات ومشکل الفاظ

ناسخ ومنسوخ: ناسخ کا لغوی معنی ہے، ختم کرنے والا، اور منسوخ کا لغوی معنی ہے ترک کیا گیا، جبکہ اصطلاح میں ناسخ سے مراد وہ دلیلِ شرعی ہے جو اپنے ماقبل کسی حکم شرعی کی انتہاءِ مدت کو بیان کرے اور وہ حکم جسکی انتہاءِ مدت معلوم ہو منسوخ کہلاتا ہے۔

حَدِّ شَرعِی: شریعت کی مقرر کردہ سزا۔

تَعزِیر: وہ سزا جو قاضی کی رائے پر موقوف ہو۔

زِنا: مرد کا عورت سے فعلِ مذموم کرنا۔

رَجْم، سَنگسار: زانی مرد یا زانیہ عورت کو میدان میں لے جا کر اس قدر پتھر مارنا کہ مر جائے۔

لَواطَت: مرد کا مرد کے ساتھ فعلِ بد کرنا۔

اِغلام: مرد کا لڑکوں کے ساتھ بُرائی کرنا۔

جَلَق: مُشت زَنی۔

شانِ نُزول: آیت قرآنی کے نازل ہونے کا موقعہ وسبب، باعثِ نزول۔

صَراحتاً: صاف، واضح طور پر۔

ضِمْناً: ضمنی طور پر، ثانوی حیثیت سے، فروعی طور پر، وہ چیز جو اصل مقصود نہ ہو بلکہ کسی کی تبع میں ہو۔

حَدِّ قَذَف: کسی پر زنا کی تہمت لگائی اور گواہوں سے ثابت نہ کر سکا اس وجہ سے تہمت لگانے والے کو جو شرعی سزا دی جاتی ہے وہ حدِ قذف کہلاتی ہے۔

فاسِق: گناہ گار، رب کا نافرمان۔

مُحصَن: وہ شخص جو آزاد، عاقل، بالغ، ہو اور نکاحِ صحیح کے ساتھ اپنی بیوی کے ساتھ صحبت کر چکا ہو۔

نوٹ: یاد رہے کہ احصان قرآنِ کریم میں چار معانی کے لئے وارد ہوا ہے **پہلا:** شادی کرنا جیسے: ﴿وَّالۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ﴾، **دوسرا:** عفت و پاکدامنی جیسے: ﴿مُّحۡصِنِیۡنَ غَیۡرَ مُسٰفِحِیۡنَ﴾، **تیسرا:** آزادی جیسے اللہ کا یہ فرمان: ﴿وَمَنۡ لَّمۡ یَسۡتَطِعۡ مِنۡکُمۡ طَوۡلًا اَنۡ یَّنۡکِحَ الۡمُحۡصَنٰتِ﴾، اور **چوتھا:** اسلام جیسے رب کا یہ فرمان: ﴿فَاِذَاۤ اُحۡصِنَّ﴾ [پارہ ۵، نساء: ۲۴، ۲۵]۔ (انوار الحرمین حاشیہ تفسیر الجلالین، ۱/ ۲۹۱)

عِصمت: پاکدامنی اور بے گناہی۔

لِعَان: عورت پر شوہر کی جانب سے زنا کے الزام کے موقع پر دونوں کا حاکمِ شرع کے سامنے چار بار قسم کھا کر پانچویں بار یہ دعا کرنا کہ اگر میں جھوٹا / جھوٹی ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت ہو۔

ذِی رِحۡم مَحۡرَم: یعنی وہ نسبی رشتہ دار جس سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو، یہ یا تو اُصول ہوتے ہیں جیسے، باپ، دادا، ماں، دادی یا فُروع جیسے: بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی اور کبھی نہ اَصل نہ فَرع جیسے: بھائی، بہن اور چچا، پھوپی یہ سب ذی رِحم مَحرم ہیں، اور بعض اوقات مَحرم تو ہوتا ہے لیکن ذی رحم نہیں ہوتا جیسے: رَضاعی بھائی (یا وہ جسکی حرمت) مصاہرت کی وجہ سے ہو جیسے ساس اور بیوی کی دوسرے خاوند سے اولادیں اور داماد اور بیٹے کی بیوی، اور بعض اوقات ذی رحم تو ہوتا ہے۔ لیکن محرم نہیں ہوتا جیسے: چچازاد بھائی۔

(ملخص از بہارِ شریعت 94/3، مکتبۃ المدینہ)

ذِی رِحۡم: نسبی رشتہ دار۔

مَحۡرَم: جس سے ہمیشہ کے لئے نکاح حرام ہو۔

بُلوغ: بالغ ہونا۔

مُراھِق: وہ لڑکا جو ابھی بالغ نہ ہوا ہو، مگر اس کے ہم عمر بالغ ہو گئے ہوں، اس کی مقدار بارہ برس کی عمر ہے۔

قَریبُ البُلوغ: بالغ ہونے کے قریب۔

فَرض: جو ضروری ہو۔

مُستَحَبّ: وہ عمل جسکو کرنے سے ثواب حاصل ہو مگر چھوٹ جانے سے گناہ نہ ملے۔

اِستِفہام اِنکاری: انکار بصورت سوال، جیسے: بڑھاپے میں زندگی کا کیا لطف؟ یعنی کچھ لطف نہیں۔

مُحال عَقلی: وہ بات جس کا ہونا عقل کی رُو سے ناممکن ہو، جسے عقل تسلیم نہ کرے۔

حَنَفی، اَحناف: وہ لوگ جو فقہ میں امامِ اعظم ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کے پیرو ہوں۔

عِتاب: ملامت، غضب، ناراضی۔

تَوَقُّف: دیر، وقفہ، شک وشُبہ۔

مَخفی: پوشیدہ۔

مُطلَقاً: ہر حال میں، بغیر کسی قید وشرط کے۔

بُلاق: ایک زیور جو ناک میں پہنا جاتا ہے۔

تَعارُض: ٹکراؤ۔

ولایتی دَوا: غیر ملکی دوائیں، انگریزی دوائیں۔

اَپیل: حاکم کے فیصلے کے خلاف بڑے حاکم کے پاس درخواست کرنا۔

کارپَرداز: یعنی سربراہ، مہتمم، منتظم۔

ڈھکوسلے: فضول باتیں، خَرافات ولَغویات۔

آنکھیں خِیرہ: چَکاچَوند، چُندھیا جانا۔

نوٹ: مندرجہ بالا اصطلاحات والفاظ کے معانی کُتبِ لغت وفقہ اور بہارِ شریعت سے لیکر آسان انداز میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

باب نمبر ①

سورت نور (۱) مدنی ہے اس میں نو رکوع چونسٹھ آیات ہیں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ۝

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا

سُوۡرَۃٌ	اَنۡزَلۡنٰـھَا		وَ	فَرَضۡنٰـھَا		وَ	اَنۡزَلۡنَا
سُوۡرَۃٌ	اَنۡزَلۡنَا	ھَا	وَ	فَرَضۡنَا	ھَا	وَ	اَنۡزَلۡنَا
ایک سورت	اُتارا ہم نے	اِسے	اور	فرض کیا ہم نے	اِسے	اور	اُتاریں ہم نے

یہ ایک سُورت ہے (۲) کہ ہم نے اُتاری اور ہم نے اِس کے احکام فرض کئے (۳)۔

تفسیر:

(۱) حضرت عمر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے اہلِ کوفہ کو لکھا کہ اپنی عورتوں کو سورۂ نور سکھاؤ۔ حضرت عائشہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا) فرماتی ہیں: حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے فرمایا: ''کہ اپنی عورتوں کو بالاخانوں پر بے پردہ نہ بٹھاؤ، اُنہیں لکھنا نہ سکھاؤ (۱)، انہیں چرخہ کاتنا اور سورۂ نور کی تعلیم دو۔ *'' (روح البیان وغیرہ)

* (المستدرک، کتاب التفسیر، تفسیر سورۃ النور، ۳/۱۵۸، حدیث: ۳۵۴۶)

(1)... ''فتاویٰ امجدیہ'' کے حاشیہ میں آلِ مصطفی صاحب مصباحی فرماتے ہیں، (جس کا خلاصہ یہ ہے کہ): ''عورتوں کو لکھنا نہ سکھایا جائے کہ اُنہیں لکھنا سکھانا مکروہ ہے، اس کی اَصل امام بیہقی کی بیان کردہ حدیث ہے: ((لا تنزلوھن الغرف ولا تعلموھن الکتابة یعنی النساء وعلموھن الغزل وسورة النور)) ترجمہ: ''عورتوں کو بالا خانوں (یعنی اُوپر کے کمروں) پر نہ بساؤ اور اُنہیں لکھنا نہ سکھاؤ اور کاتنا سکھاؤ اور سورہ نُور کی تعلیم دو۔'' مگر یہ نَہی ''تنزیہی'' ہے اس لیے کہ کتابت کوئی ایسی شیء نہیں جو حرام لذاتہ ہو بلکہ فی نفسہ کتابت ایک اچھی چیز ہے اس کے اندر کراہت ایک اَمرِ خارج یعنی (احتمالِ فتنہ) کی وجہ سے ہے۔ جن علمانے کتابتِ نسواں کے تعلّق سے ''منع'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے انہوں نے اِسی ''نہی تنزیہی'' پر منع کا اطلاق کیا ہے۔ ''فتاویٰ رضویہ'' ۲۳/۶۹۱، پر بھی ایک جگہ یہ حکم مذکور ہے: ''عورتوں، لڑکیوں کو لکھنا سکھانا منع ہے۔'' اور صفحہ ۶۹۰ پر

کیونکہ اس سورۃ میں پردہ، شرم وحیاء اور عِصْمت وعِفّت (یعنی پاکدامنی) کے اَحکام ہیں؛ اس لیے خصوصیت سے

یہ حکم درج ہے:"لڑکیوں کو لکھنا سکھانا مکروہ۔" دونوں عبارتوں کا مطلب ایک ہی ہے یعنی ممانعت کراہت پر محمول ہے ہاں اگر کہیں احتمالِ فتنہ کا غلبہ ہو تو کراہت تحریم کے لئے ہو گی (یعنی لکھنا سکھانا مکروہِ تحریمی یعنی قریب بَحرام ہو گا)۔ غرض مدارِ حکم احتمالِ فتنہ پر ہے اگر فتنہ کا خوف ختم ہو جائے تو حکمِ ممانعت بھی ختم ہو جائے گا اور کتابت کا سکھانا بلا کراہت جائز ہو جائے گا۔ جیسا کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا)، حضرت حفصہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا)، حضرت شفاء بنت عبداللہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا)، عائشہ بنت طلحہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) وغیرہا نے کتابت کا علم سیکھا اور اس سے انہوں نے اسلام کی بڑی خدمت اَنجام دی، ان کے بعد اَدوار میں بھی بہت سی ایسی عورتیں ہیں جنہوں نے علمِ کتابت سیکھا جیسے عائشہ بنت احمد قرطبی، مشہدہ بنت احمد دینوری، فاطمہ بنت علاؤ الدین سمرقندی، مریم بنت یعقوب انصاری قیصوری، فاطمہ بنت قاضی محمود وغیرہا اپنے وقت کی بہترین کاتبہ تھیں۔ ان خواتینِ اسلام کا علمِ کتابت سیکھنا گو کہ اس بات کی دلیلِ قطعی نہیں کہ کسی مستند شخصیت نے انہیں "کتابت" کی تعلیم دی ہو لیکن اتنی بات بہرحال ہے کہ ان فقیہہ، عابدہ، زاہدہ خواتین نے علمِ کتابت غیر سے نہیں سیکھا ہو گا بلکہ اپنے گھر کی کسی ذی علم شخصیت ہی سے سیکھا ہو گا یا کم از کم ان مستند شخصیتوں کو اس کی اطلاع ضرور رہی ہو گی کیونکہ ان کا مصاحف وغیرہ لکھنا جسے مؤرخین نے بھی بیان کیا ہے ایسی ڈھکی چھپی بات نہ تھی کہ ان کے ذمہ داروں کو علم نہ ہو جو اس امر کی دلیل ہے کہ ان حضرات کے نزدیک "کتابتِ نسواں" مطلقاً ممنوع ومکروہ نہ تھی بلکہ احتمالِ فتنہ کے ختم ہو جانے کی صورت میں یہ لوگ جواز کے قائل تھے۔" اس تمام گفتگو کو لکھنے کے بعد آلِ مصطفی مصباحی صاحب آخر میں لکھتے ہیں کہ:"الحاصل اگر معاشَرتی یا خاندانی یا شخصی حالات کے پیشِ نظر عورتوں کو لکھنا سکھانے میں مطلقاً احتمالِ فتنہ نہ ہو جیسا کہ پہلے زمانے میں تھا تو (لکھنا سکھانا) جائز ہو گا اور اگر اِحتمال ہو تو اِحتمال کے مطابِق حکم کراہت ہو گا جیسا کہ آجکل ہمارے زمانے میں ہے۔"

("فتاویٰ امجدیہ"، ج ۴، ص ۲۴۹، ملخصاً وملتقطاً)

اسی طرح مفتیِ اعظم پاکستان حضرت علامہ محمد وقار الدین صاحب (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) سے جب بچیوں کی تعلیم کے متعلّق سُوال کیا گیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "بچیوں کے لئے مدرسہ کھولا جا رہا ہے جہاں "شرعی پردہ" کا مکمل نظام ہو گا، پڑھانے والی بھی شہر کی "عورتیں" ہوں گی اور اس پڑھانے میں تحریر کا سیکھنا سکھانا لازم آتا ہے تو عورتوں کو تحریر سیکھنا سکھانا جائز ہو گا یا نہیں"؟

تو آپ (رَحِمَہُ اللہ) نے اس کے جواب میں یہی ارشاد فرمایا کہ "دینی تعلیم کا مَرد و عورت دونوں پر بقدرِ ضرورت حاصل کرنا فرض ہے اور دنیاوی تعلیم حاصل کرنا جائز ہے اس لئے لڑکیوں کا اسکول قائم کرنا جائز بھی ہے بشرطیکہ تعلیم دینے

اِس کے سکھانے کا حکم دیا گیا[1]۔

(۲) آیات کا وہ مجموعہ جس کا کوئی نام رکھ دیا گیا ہو، سُورۃ کہلاتا ہے، مکی سورۃ وہ (جو) ہجرت سے پہلے اُتری، مَدَنی وہ جو ہجرت کے بعد آئی۔ (۳) مسلمانوں پر، کیونکہ اِس سُورت کے اَکثر اَحکام کفّار پر نہیں۔

فِیْهَآ		اٰیٰتٍ	بَیِّنٰتٍ	لَّعَلَّكُمْ		تَذَكَّرُوْنَ ۝۱
فِیْ	هَآ	اٰیٰتٍ	بَیِّنٰتٍ	لَّعَلَّ	كُمْ	تَذَكَّرُوْنَ
میں	اس	آیتیں	روشن	یہ امید کرتے (کہ)	تم	نصیحت قبول کرو
اور ہم نے اِس میں روشن آیتیں نازِل فرمائیں کہ تم دھیان کرو(۴)۔						

کے لئے ”عورتیں“ مقرر کی جائیں ہاں چھوٹی بچیوں کو مَرد بھی پڑھا سکتے ہیں لکھنا سکھانے کے بارے میں ایک حدیث وارد ہوتی ہے جس میں فرمایا: ((لا تعلموهن الكتابة ولا تنزلوهن الغرف)) ترجمہ: ”عورتوں کو لکھنا نہ سکھاؤ اور نہ انہیں بالا منزلوں میں ٹھہراؤ“، اس حدیث سے بظاہر عورتوں کو لکھنا سکھانے کی مُمانعت معلوم ہوتی ہے مگر ضرورتِ زمانہ اور اِبتلاءِ عام کی وجہ سے مناسب یہ ہے کہ حدیث کو ”نہی تنزیہی“ پر محمول کیا جائے یعنی عورتوں کو کتابت سکھانا اچھی بات نہیں ہے۔
(وقار الفتاوی، ج ۳، ص ۴۳۵ ملخصاً و ملتقطاً)

(1)... شیخِ طریقت امیرِ اَہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطّار** قادری رَضَوی ضیائی (دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه) فرماتے ہیں: ضَرورت کی قَدَر علمِ دین حاصل کرنا یقیناً ہر مسلمان مَرد و عورت پر فَرض ہے جیسا کہ حدیثِ پاک میں فرمایا گیا: ((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ)) یعنی علم طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (سُنَنِ ابن ماجہ ج ۱، ص ۱۴۶، حدیث ۲۲۴)
لہٰذا اس کے لئے سعی (یعنی کوشش) کرنا لازمی ہے۔ ماں باپ اور شوہر کے ذَرِیعے فرض عُلوم سیکھنا ممکن نہ ہو تو صحیح العقیدہ سنّی عالمہ سے علمِ دین حاصل کرنے کیلئے جا سکتی ہے۔ صحابۂ کرام (عَلَيْهِمُ الرِّضْوَان) کے دَور میں اُمَّهَاتُ الْمُؤْمِنِين (رَضِيَ اللهُ تَعَالٰى عَنْهُنَّ) کے پاس خواتین حاضر ہوتیں اور ان سے دین کی تعلیم حاصل کر کے اپنی پیاس بجھاتی تھیں۔ موجودہ دَور میں بھی اسلامی بہنیں دینی تعلیم کے لئے نیک سیرت عالمات سے دین حاصل کر سکتی ہیں اور وہ سُنّی ادارے جہاں پردے کے شرعی تقاضے پورے کئے جاتے ہوں وہاں جا کر بھی فرض عُلوم سیکھے جا سکتے ہیں۔ **دعوتِ اسلامی** کے زیرِ اہتمام **جامعات المدینہ للبنات** بھی اسلامی بہنوں کے لئے فرض عُلوم سیکھنے کا بہترین ذَرِیعہ ہیں جہاں مکمل پَردے کے ساتھ اِسلامی بہنیں ہی تدریس کے فرائض اَنجام دیتی ہیں۔ **(”پردے کے بارے میں سوال جواب“ ص: ۱۴۰، ۱۳۹، ۱۳۷)**

تفسیر:

(۴) یعنی اس سورت میں ضروری اَحکام کی روشن آیتیں نازل فرمائی گئی ہیں۔ جن سے قریباً (یعنی تقریباً) عالَم کا نظام قائم ہے۔ یعنی زِنا کرنے اور کسی بے قصور کو زِنا کی تہمت لگانے کی سزائیں اور اِن کے بقیہ اَحکام۔

اَلزَّانِيَةُ	وَ	الزَّانِيْ	فَاجْلِدُوْا		كُلَّ	وَاحِدٍ
اَلزَّانِيَةُ	وَ	الزَّانِيْ	فَ	اجْلِدُوْا	كُلَّ	وَاحِدٍ
زِنا کرنے والی عورت	اَور	زِنا کرنے والا مرد	پَس	کوڑے لگاؤ	ہر	ایک (کو)
جو عورت بدکار ہو اور جو مرد تو ان میں ہر ایک کو						

مِّنْهُمَا		مِائَةَ	جَلْدَةٍ	وَّ	لَا	تَاْخُذْكُمْ		بِهِمَا	
مِّنْ	هُمَا	مِائَةَ	جَلْدَةٍ	وَّ	لَا	تَاْخُذْ	كُمْ	بِ	هِمَا
سے	اُن دونوں (میں)	سو	کوڑے	اور	نہ	پکڑے	تمہیں	بیچ	ان دونوں (کے)
سو (۵) کوڑے لگاؤ (۶) اور تمہیں ان پر ترس نہ آئے									

تفسیر:

(۵) یہ آیت حنفیوں کی دلیل ہے کہ اس زِنا کی حَد صرف سو کوڑے ہیں۔ ایک سال کے لیے جِلاوطن کرنا حَدّ میں داخل نہیں۔ جن احادیث میں ایک سال جِلاوطنی کا حکم بھی ہے، وہ تعزیری سزا ہے (یعنی) کہ اگر قاضی مناسب سمجھے تو یہ بھی دے دے۔ لہٰذا آیت و حدیث میں تعارُض (ٹکراؤ) نہیں۔ آیت میں حَدِّ شَرعِي کا ذکر ہے، حدیث میں تعزیر کا۔ (حد شرعی: شریعت کی مقرر کردہ سزا، تعزیر: وہ سزا جو قاضی کی رائے پر موقوف ہو) (علمیہ)

(۶) اس میں حُکّام (حکومتی افسروں) سے خطاب ہے کیونکہ شَرعی اَحْکام، حُکّام ہی جاری کرسکتے ہیں۔ یہاں "زانیہ، زانی" سے مراد وہ ہیں جو مُحْصِن نہ ہوں کیونکہ مُحْصِن زانی کی سزا سنگسار کرنا ہے یعنی پتھر مار کر ہلاک کرنا۔ مُحْصِن وہ ہے جو آزاد ہو، مسلمان ہو، بالغ ہو، اور نکاحِ صحیح سے اپنی بیوی سے صحبت کرچکا ہو۔

رَاْفَةٌ	فِیْ	دِیْنِ	اللّٰهِ	اِنْ	كُنْتُمْ	تُؤْمِنُوْنَ	بِـاللّٰهِ	
رَاْفَةٌ	فِیْ	دِیْنِ	اللّٰهِ	اِنْ	كُنْتُمْ	تُؤْمِنُوْنَ	بِ	اللّٰهِ
رحم دلی	میں	دین	اللّٰہ(کے)	اگر	ہو تم	ایمان لاتے	ساتھ(پر)	اللّٰہ
اللّٰہ کے دِین میں اگر تم ایمان لاتے ہو اللّٰہ اور								

وَ	الْیَوْمِ	الْاٰخِرِ	وَ	لْیَشْهَدْ		عَذَابَـهُمَا	
وَ	الْیَوْمِ	الْاٰخِرِ	وَ	لْ	یَشْهَدْ	عَذَاب	هُمَا
اور	دن	پچھلے	اور	چاہیے کہ	حاضر ہو	سزا(کے وقت)	ان دونوں(کی)
پچھلے دن پر(۷)۔ اور چاہیے کہ اُنکی سزا کے وقت مسلمانوں کا							

تفسیر:

(۷)یعنی شرعی سزائیں جاری کرنے میں کسی کی رعایت نہ کرو، نہ کمزور پر ترس کھاکر اسے معاف کرو، نہ بڑے آدمی کی بڑائی سے مرعُوب (خوف زدہ) ہو کر اسے چھوڑ دو۔ معلوم ہوا کہ شرعی سزاؤں میں رعایت کرنی کفار کا طریقہ ہے۔ نیز اس رعایت کرنے سے دنیا میں جُرم بڑھیں گے، اور ملکی انتظام میں فرق آئے گا۔

طَآئِفَةٌ	مِّنَ	الْمُؤْمِنِیْنَ ۝۲	الزَّانِیْ	لَا	یَنْكِحُ	اِلَّا	زَانِیَةً	اَوْ
طَآئِفَةٌ	مِّنَ	الْمُؤْمِنِیْنَ	اَلزَّانِیْ	لَا	یَنْكِحُ	اِلَّا	زَانِیَةً	اَوْ
ایک گروہ	سے	مسلمانوں	بدکار مرد	نہ	نکاح کرے	مگر	بدکار عورت	یا
ایک گروہ حاضر ہو(۸)۔ بدکار مرد نکاح نہ کرے مگر بدکار عورت یا								

تفسیر:

(۸)یعنی مجرموں کو عَلانیہ سزا دو تاکہ دیکھنے والوں کو عِبرت (نصیحت) ہو۔

مُشۡرِكَةٌ ۚ	وَّ	الزَّانِيَةُ	لَا	يَنۡكِحُهَاۤ		اِلَّا	زَانٍ
مُشۡرِكَةٌ	وَّ	الزَّانِيَةُ	لَا	يَنۡكِحُ	هَاۤ	اِلَّا	زَانٍ
شرک کرنے والی عورت (سے)	اور	بدکار عورت	نہ	نکاح کرے	اُس (سے)	مگر	بدکار مرد
شرک والی سے اور بدکار عورت سے نکاح نہ کرے مگر بدکار مرد یا							

اَوۡ	مُشۡرِكٌ ۚ	وَ	حُرِّمَ	ذٰلِكَ	عَلَى	الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ۝۳
اَوۡ	مُشۡرِكٌ	وَ	حُرِّمَ	ذٰلِكَ	عَلَى	الۡمُؤۡمِنِيۡنَ
یا	مشرک مرد	اور	حرام کیا گیا ہے	یہ	پر	ایمان والوں
مشرک (۹) اور یہ کام ایمان والوں پر حرام ہے (۱۰)						

تفسیر:

(۹) یہ آیت دو طرح منسوخ ہے: ایک اس طرح کہ ابتداءِ اسلام میں زانیہ سے نکاح کرنا حرام تھا پھر اس آیت سے منسوخ ہوا۔ ﴿وَاَنۡكِحُوا الۡاَيَامٰى مِنۡكُمۡ وَالصّٰلِحِيۡنَ﴾[1] (روح وخزائن)، دوسرے اس طرح کہ اب مومن کا نکاح مشرک سے نہیں ہو سکتا۔ ربّ فرماتا ہے: ﴿وَلَا تُنۡكِحُوا الۡمُشۡرِكِيۡنَ حَتّٰى يُؤۡمِنُوۡا﴾[2]۔

(۱۰) **شانِ نُزول** : بعض فقراء (یعنی غریب) مہاجرین نے چاہا کہ مدینہ منورہ کی بدکار، مشرکہ، مالدار عورتوں سے نکاح کریں تاکہ ان کی دولت کام آوے اور وہ عورتیں ہمارے نکاح کی برکت سے **فِسۡق** (یعنی اعلانیہ گناہ) سے توبہ کرلیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی جس میں انہیں اس سے منع فرما دیا گیا۔ (روح وخزائن)

---

(1)...**ترجمہ کنزالایمان:** [اور نکاح کردو اپنوں میں اُن کا جو بے نکاح ہوں اور اپنے لائق بندوں کا] (پارہ ۱۸، النور: ۳۲)

(2)...**ترجمہ کنزالایمان:** [اور مشرکوں کے نکاح میں نہ دو جب تک وہ ایمان نہ لائیں] (پارہ ۲، البقرۃ: ۲۲۱)

وَ	الَّذِیۡنَ	یَرۡمُوۡنَ	الۡمُحۡصَنٰتِ	ثُمَّ	لَمۡ	یَاۡتُوۡا
وَ	الَّذِیۡنَ	یَرۡمُوۡنَ	الۡمُحۡصَنٰتِ	ثُمَّ	لَمۡ	یَاۡتُوۡا
اور	وہ لوگ	جو عیب لگائیں	پاکدامن عورتوں (پر)	پھر	نہ	لائیں وہ
اور جو پارسا عورتوں کو عیب لگائیں پھر چار گواہ معائنہ کے نہ لائیں						

بِ	اَرۡبَعَةِ	شُهَدَآءَ	فَ	اجۡلِدُوۡ	هُمۡ	ثَمٰنِیۡنَ	جَلۡدَةً	وَّ
-	چار	گواہ	تو	کوڑے مارو	انہیں	اَسّی (۸۰)	کوڑے	اور
تو اُنہیں اَسّی کوڑے لگاؤ (۱۱) اور								

تفسیر:

(۱۱) یعنی جو مسلمان پارسا عورت کے متعلق کہے کہ اس نے زِنا کیا پھر اس کے ثبوت میں چار عینی (یعنی آنکھ سے دیکھنے والے) گواہ پیش نہ کر سکے تو خود اس تہمت لگانے والے کو اَسّی کوڑے لگائے جائیں گے۔ تہمت خواہ صراحتًا (یعنی کُھلے اَلفاظ میں) لگائے جیسے کہے کہ فلاں عورت نے زِنا کرایا خواہ ضِمنًا (یعنی دَبے لفظوں میں)۔ مثلاً کہے کہ فلاں عورت کا بچہ حرامی ہے۔ خیال رہے کہ اگر تین آدمی کہیں کہ ہم نے فلاں کو زِنا کرتے دیکھا تو بھی اُنہیں یہ سزا لگ جائے گی، کیونکہ چار گواہ نہیں۔ اور اگر دو ہزار آدمی بھی کہیں کہ فلاں عورت نے زِنا کیا مگر چشم دِید (یعنی جس نے آنکھوں سے دیکھا ہو) گواہ نہ ہو تو بھی سب کو سزا[1]۔

---

(1)... شیخ طریقت اَمیر اَہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مَولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رَضَوی ضیائی (دَامَتۡ بَرَکَاتُھُمُ الۡعَالِیَہ) فرماتے ہیں: زِنا کا اِلزام لگانے والے مَرد یا عورت کو صرف دو ہی چیزیں سزا سے بچا سکتی ہیں (۱) جس پر اِلزام لگا ہے وہ اپنے جُرم کا اِقرار کر لے (۲) یا پھر تُہمت رکھنے والا چار اَیسے گواہ حاکم اِسلام کے رُوبرُو پیش کرے جنہوں نے اپنی آنکھوں سے مَرد و عورت کو زِنا کرتے دیکھا ہو اور یہ دیکھنا اِتنا آسان کہاں ہے؟ اور اس کا ثُبوت فراہم کرنا اِس سے بھی مُشکِل تر۔ لہٰذا اسلامی

لَا تَقْبَلُوْا لَهُمْ شَهَادَةً اَبَدًا ۚ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۙ﴿۴﴾

کاراستہ یہی ہے کہ اگر کسی کو کسی کی زِناکاری کا معلوم ہو بھی جائے تب بھی پردے ہی میں رہنے دے تا کہ گندگی جہاں ہے وہیں پڑی رہے۔ورنہ بول پڑنے کی صورت میں اگر چار چَشْم دِید گواہ پیش نہ کر سکا تو **"مقذوف"** (یعنی جس پر زِنا کی تہمت لگی اُس) کے مطالبے پر اپنی پیٹھ پر کوڑے کھانے کیلئے تیار رہے۔ بہارِ شریعت میں ہے: کسی عفیفہ (یعنی پاکدامن) عورت کو رَنڈی کہا تو یہ قَذف ہے اور "حد" کا مستحق ہے کہ یہ لفظ اُنہیں کے لئے ہیں جنہوں نے زِنا کو پیشہ کرلیا ہے۔ (بہارِ شریعت ۲/۳۹۸)

ذرا اندازہ تولگایئے کہ شریعتِ مُطَہَّرہ کو مسلمان مَرد وعورت کی عزّت وآبرو کس قَدَر عزیز ہے اور ان کی نامُوس کی حِفاظت کا کتنا زَبردست اِہتِمام فرمایا ہے۔بے شک وہ بہُت بُرے بندے ہیں جو کسی مسلمان کے بارے میں مَحض شک کی بِناء پر یا سُنے سُنائے عیب دوسروں کے آگے بیان کرڈالتے ہیں۔وہ یہ نہ سمجھیں کہ آج بالفرض کوئی پوچھنے والا نہیں ہے تو کل قِیامت میں بھی کچھ نہیں ہو گا۔دو احادیثِ مبارکہ سنئے اور خوفِ الٰہی عزّوجلّ سے لَرزیئے:

(۱) حضرتِ سیّدُنا عِکْرِمہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) فرماتے ہیں: ایک عورت نے اپنی باندی کو زانیہ کہا، (اس پر) حضرتِ سیّدُنا عبداللہ بن عمر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) نے فرمایا: تُو نے زِنا کرتے دیکھا ہے؟ اُس نے عرض کی: نہیں۔ فرمایا: ((**وَالَّذِی نَفسِی بِيَدِهٖ لَتُجلَدَنَّ لَهَا یَومَ القِيَامَةِ ثَمَانِينَ**)) یعنی قسم ہے اُس کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے قِیامت کے روز اس کی وجہ سے تجھے ۸۰ کوڑے مارے جائیں گے۔ (مُصَنَّف عبدُالرَّزاق ج ۹ ص ۳۲۰ حدیث ۱۸۲۹۳)

(۲) حضرتِ سیّدُنا ابنُ المُسَیَّب (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) نے فرمایا: جو اپنی لونڈی کو زِنا کی تہمت لگائے اُسے قِیامت کے روز لَوہے کے ۸۰ کوڑے مارے جائیں گے۔ (اَیضاً حدیث ۱۸۲۹۲)

کسی کا گناہ معلوم ہو جائے تو اُس کا پردہ رکھنا چاہئے کہ بلا مَصلَحتِ شَرعی کسی دوسرے پر اس کا اظہار کرنے والا گنہگار اور عذابِ نار کا حقدار ہے۔ مسلمانوں کا عیب چُھپانے کا ذِہن بنایئے کہ جو کسی کا عیب چُھپائے اس کیلئے جنّت کی بِشارت ہے۔چُنانچِہ حضرتِ سیّدُنا ابو سعید خُدری (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے مروی ہے: "جو شخص اپنے بھائی کی کوئی بُرائی دیکھ کر اُس کی پردہ پوشی کردے تو وہ جنّت میں داخِل کردیا جائیگا۔" (مُسْنَدُ عَبدِبْنِ حُمَید ص ۲۷۹ رقم ۸۸۵)

لِہٰذا جب بھی ہمیں معلوم ہو کہ فُلاں نے مَعاذَ اللہ عَزَّوَجَلَّ زِنا یا لِواطت کا اِرتِکاب کیا ہے، بدنِگاہی کی ہے، جھوٹ بولا ہے، بدعہدی یا غیبت کی ہے یا کوئی بھی ایسا جُرم چُھپ کر کیا ہے جس کو ظاہر کرنے میں کوئی شَرعی مَصلحت نہیں تو ہمیں اس کا پردہ رکھنا لازِم ہے اور دوسرے پر ظاہر کرنا گناہ۔یقیناً غیبت اور آبرو رَیزی کا عذاب برداشت نہیں ہو سکے گا۔

("پردے کے بارے میں سُوال جواب" ص:۳۸۷تا۳۹۰)

لَا	تَقْبَلُوْا	لَ	هُمْ	شَهَادَةً	اَبَدًا	وَ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْفٰسِقُوْنَ
نہ	قبول کرو تم	-	اُن (کی)	گواہی	ہمیشہ	اور	یہی لوگ	وہ	نافرمان (ہیں)

گواہی کبھی نہ مانو اور وہی فاسق ہیں (۱۲)۔

تفسیر:

(۱۲) اس آیت سے چند مَسائل معلوم ہوئے۔ **ایک:** یہ کہ زِنا کا ثبوت چار گواہوں سے ہو گا۔ جو عینی گواہی دیں۔ **دوسرے:** یہ کہ جو کسی پارسا عورت کو تہمت لگائے زِنا کی اور ثابت نہ کر سکے تو اس پر حَدِّ قَذَف یعنی تہمت لگانے کی سزا ہے[1]۔ **تیسرے:** یہ کہ یہ سزا اَسّی کوڑے ہیں۔ **چوتھے:** یہ کہ ایسی تہمت لگانے والے

(1)... شیخ طریقت امیر اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطار** قادری رَضَوی ضیائی (دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ) فرماتے ہیں: آج کل یہ مصیبت عام ہے۔ بعض لوگ شُکُوک وشُبُہات میں پڑکر بدگُمانی اور بہتان تراشی کر کے اپنا آباد گھر اپنے ہی ہاتھوں برباد کر بیٹھتے ہیں۔ شک کی بنا پر کبھی میاں اپنی بیوی کو زانیہ کہتا اور کبھی بیوی اپنے شوہر کو غیر عورت کے ساتھ منسوب سمجھتی ہے، دونوں مَحض شک کی وجہ سے ایک دوسرے کے سَر تہمت دَھرتے، اُلجھتے اور اپنے خاندان پر وہ بدنُما دَھبّہ لگا بیٹھتے ہیں کہ سات سَمندر کا پانی بھی بدنامی کے اس داغ کو نہ دھو پائے! ایسے لوگوں کو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) سے ڈرنا چاہئے۔ حضرتِ سیِّدُنا حُذَیفہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے مَروی ہے، اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کا فرمانِ عبرت نشان ہے: ((اِنَّ قَذفَ الْمُحصَنَةِ يَهدِمُ عَمَلَ مِائَةِ سَنَةٍ)) یعنی کسی پاک دامن عورت پر زِنا کی تُہمت لگانا سو سال کی نیکیوں کو برباد کرتا ہے۔ (اَلْمُعْجَمُ الْکَبِیر للطّبَرانی، ج ۳، ص ۱۶۸، حدیث ۳۰۲۳)

اس حدیثِ پاک سے اُن شوہروں کو عبرت حاصِل کرنی چاہئے جو صِرف شک کی بنا پر اپنی پارسا بیویوں پر تُہمتِ زِنا باندھ بیٹھتے ہیں۔ نیز وہ عورَتیں بھی عبرت حاصِل کریں جو اپنے شوہروں کے بارے میں طرح طرح کی باتیں کرتی ہیں حتّٰی کہ اُن پر زِناکاری کا اِلزام دَھرتی ہیں اور ہر طرف اِس طرح کہتی پھرتی ہیں: "گھر پر تو وقت دیتا نہیں، بس اپنی رَکھاؤ کے پاس پڑا رہتا ہے، سارے پیسے اُسی کو دے آتا ہے، اُس کے ساتھ کالا مُنہ کرتا ہے۔" وغیرہ۔ ؎

کرلے توبہ ربّ کی رَحمت ہے بڑی
قبر میں ورنہ سزا ہو گی کڑی

("پردے کے بارے میں سوال جواب" ص: ۳۸۴ تا ۳۸۶)

کی آئندہ کبھی گواہی قبول نہ ہوگی، وہ ہمیشہ کے لیے **مَرْدُوْدُ الشَّهَادَة** (یعنی شریعت جس کی گواہی قبول نہ کرے) ہوگا۔ **پانچویں:** یہ کہ ایسا شخص فاسِق ہے۔ **چھٹے:** یہ کہ زِنا میں صرف دو مَردوں کی گواہی قبول ہوگی۔ خیال رہے کہ یہ سارے اَحکام مُحْصِن عورت کو تہمت لگانے کے ہیں۔ مُحْصِنَہ وہ عورت ہے جو بالغہ ہو، مسلمان ہو، آزاد ہو، عاقلہ ہو، زِنا سے پاک ہو۔ جس عورت میں اِتنے اَوصاف نہ ہوں اُسے زِنا کی تہمت لگانے سے حَدِّ قَذف (تُہمت لگانے کی سزا) واجب نہیں۔

اَصْلَحُوْا ۚ	وَ	ذٰلِكَ	بَعْدِ	مِنْۢ	تَابُوْا	الَّذِيْنَ	اِلَّا
اَصْلَحُوْا	وَ	ذٰلِكَ	بَعْدِ	مِنْۢ	تَابُوْا	الَّذِيْنَ	اِلَّا
اصلاح کرلیں	اور	اس (کے)	پیچھے	سے	جو توبہ کرلیں	وہ لوگ	مگر

مگر جو اس کے بعد توبہ کرلیں اور سنور جائیں تو بیشک اللہ بخشنے

يَرْمُوْنَ	الَّذِيْنَ	وَ	رَّحِيْمٌ ۝۵	غَفُوْرٌ	اللّٰهَ	اِنَّ	فَ
يَرْمُوْنَ	الَّذِيْنَ	وَ	رَّحِيْمٌ	غَفُوْرٌ	اللّٰهَ	اِنَّ	فَ
جو عیب لگائیں	وہ لوگ	اور	مہربان (ہے)	بخشنے والا	اللہ	تحقیق	تو

والا مہربان ہے (۱۳)۔ اور وہ جو اپنی عورتوں کو عیب لگائیں (۱۴)۔

تفسیر:

(۱۳)۔ یعنی اگر تہمت لگانے والا سزا پاکر توبہ کرے تو وہ فاسق نہ رہے گا مگر اس کی گواہی اب بھی قبول نہ ہوگی۔ ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ﴾ کا تعلّق ﴿فٰسِقُوْنَ﴾ سے ہے اور گواہی سے متعلّق اِرشاد ہوچکا کہ ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو یعنی نہ توبہ سے پہلے نہ توبہ کے بعد۔

(۱۴)۔ زِنا کا، یا تو اس طرح کہے کہ میں نے اپنی بیوی کو زِنا کرتے دیکھا ہے، یا کہے کہ اِس کا یہ حمل میرا نہیں حرام کا ہے۔

اَزْوَاجَهُمْ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهُمْ شُهَدَآءُ اِلَّآ								
اَزْوَاجَ	هُمْ	وَ	لَمْ	یَكُنْ	لَّ	هُمْ	شُهَدَآءُ	اِلَّآ
عورتوں(کو)	اپنی	اور	نہ	ہوں	واسطے(پاس)	ان(کے)	گواہ	مگر
اور ان کے پاس اپنے بیان کے سوا گواہ نہ ہوں								

اَنْفُسُهُمْ فَشَهَادَةُ اَحَدِهِمْ اَرْبَعُ شَهٰدٰتٍ							
اَنْفُسُ	هُمْ	فَ	شَهَادَةُ	اَحَدِ	هِمْ	اَرْبَعُ	شَهٰدٰتٍ
جانیں	اُن(کی)	پس	گواہی	ایک(کی)	اُن(میں سے)	چار	گواہیاں
تو ایسے کسی کی گواہی یہ ہے کہ چار بار گواہی دے(۱۵)							

تفسیر:

(۱۵) یعنی چار بار اَشْهَدُ بِاللّٰهِ کہے، یہ کہنا گواہی کے قائم مقام ہو گا۔ (اَشْهَدُ بِاللّٰهِ یعنی میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں۔ علمیہ)

بِاللّٰهِ ۙ اِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۶﴾ وَ الْخَامِسَةُ								
بِ	اللّٰهِ	اِنَّ	هٗ	لَ	مِنَ	الصّٰدِقِیْنَ	وَ	الْخَامِسَةُ
ساتھ(نام)	اللہ(کے)	تحقیق	وہ	البتہ	سے	سچوں(ہے)	اور	پانچویں
اللہ کے نام سے کہ وہ سچا ہے اور پانچویں یہ کہ								

اَنَّ لَعْنَتَ اللّٰهِ عَلَیْهِ اِنْ كَانَ مِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۷﴾								
اَنَّ	لَعْنَتَ	اللّٰهِ	عَلَیْ	هِ	اِنْ	كَانَ	مِنَ	الْكٰذِبِیْنَ
بے شک(یہ کہ)	لعنت(ہو)	اللہ(کی)	پر	اُس	اگر	ہو وہ	سے	جھوٹوں
اللہ کی لعنت ہو اُس پر اگر جھوٹا ہو								

وَ	یَدۡرَؤُا	عَنۡـھَا		الۡعَذَابَ	اَنۡ تَشۡھَدَ	اَرۡبَعَ	شَھٰدٰتٍۭ
وَ	یَدۡرَؤُا	عَنۡ	ھَا	الۡعَذَابَ	اَنۡ تَشۡھَدَ	اَرۡبَعَ	شَھٰدٰتٍۭ
اور	دفع کردیگا	سے	اس عورت	سزا(کو)	گواہی دینا اس عورت کا	چار	گواہیاں
اور عورت سے یوں سزا ٹل جائے گی(۱۶) کہ وہ اللہ کا نام لے کر چار بار گواہی							

تفسیر:

(۱۶)۔ یہاں عذاب سے مراد زِنا کی سزا ہے یعنی رَجم، اور شہادت سے مراد شرعی گواہی نہیں۔ بلکہ اپنی پاکدامنی اور عِصمت (بے گناہی) پر چار قَسمیں کھانا مراد ہے۔ آیتِ کریمہ کی طرز سے معلوم ہوا کہ عورت کی یہ قَسمیں صِرف عورت کو سزا سے بچانے کا کام دیں گی۔ ان قَسموں سے مَرد پر کوئی اَثر نہ ہو گا۔

بِـــاللّٰہِ ۙ		اِنّــہٗ		لَــمِنَ		الۡکٰذِبِیۡنَ ۝۸	وَ	الۡخَامِسَۃَ
بِ	اللّٰہِ	اِنَّ	ہٗ	لَ	مِنَ	الۡکٰذِبِیۡنَ	وَ	الۡخَامِسَۃَ
ساتھ(نام)	اللہ(کے)	تحقیق	وہ	البتہ	سے	جھوٹوں(ہے)	اور	پانچویں
دے کہ مَرد جھوٹا ہے(۱۷)۔ اور پانچویں یوں کہ								

تفسیر:

(۱۷)۔ اس تُہمت لگانے میں[1]۔

اَنَّ	غَضَبَ	اللّٰہِ	عَلَیۡـھَاۤ		اِنۡ	کَانَ	مِنَ	الصّٰدِقِیۡنَ ۝۹
اَنَّ	غَضَبَ	اللّٰہِ	عَلَیۡ	ھَاۤ	اِنۡ	کَانَ	مِنَ	الصّٰدِقِیۡنَ

(1)... تہمت کی مَذمّت میں دو فرامینِ مُصطَفٰی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم): (i). کسی پاکدامَن عورت پر زِنا کی تہمت لگانا سو سال کی نیکیوں کو برباد کرتا ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، ج ۳، ص ۱۶۸، حدیث ۳۰۲۳)، (ii). جو کسی مسلمان کی بُرائی بیان کرے جو اُس میں نہیں پائی جاتی تو اُسکو اللہ عزّوجلّ اُس وقت تک دوزخیوں کے کیچڑ پیپ اور خُون میں رکھے گا جب تک وہ اپنی کہی ہوئی بات سے نِکل نہ آئے۔ (سنن ابی داود، کتاب الاقضیۃ، باب فیمن یعین علی... الخ، ۳/۴۲۷، حدیث: ۳۵۹۷)

بے شک (یہ کہ)	غضب ہو	اللہ (کا)	پر	اس عورت	اگر	ہو وہ مرد	سے	سچوں

عورت پر غضب اللہ کا (۱۸) اگر مرد سچا ہو (۱۹)

تفسیر:

(۱۸) خیال رہے کہ کسی مسلمان پر نام لے کر لعنت کرنا یا غضب کی بددعا کرنا منع ہے سوائے **لِعَان** کے اگرچہ مسلمان کیسا ہی فاسق ہو مگر لعنت کا مستحق نہیں۔

(۱۹) اس کا نام **لِعَان** ہے، اگر خاوند اپنی بیوی کو زنا کی تہمت لگائے اور وہ دونوں گواہی کے اہل ہوں اور عورت اس کا مطالبہ کرے تو مَرد پر **لِعَان** واجب ہو جاتا ہے اگر مَرد اس سے انکار کرے تو قید کر دیا جائے گا۔ یہاں تک کہ یا تو **لِعَان** کرے یا اپنے جھوٹے ہونے کا اِقرار۔ اگر اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرے تو اس پر حدِّ قذف اَسّی کوڑے واجب ہوں گے۔

وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰہِ عَلَیۡکُمۡ وَ رَحۡمَتُہٗ

وَ	لَوۡ	لَا	فَضۡلُ	اللّٰہِ	عَلَیۡ	کُمۡ	وَ	رَحۡمَتُ	ہٗ
اور	اگر	نہ (ہوتا)	فضل	اللہ (کا)	پر	تم	اور	رحمت	اس (کی)

اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی (۲۰)

تفسیر:

(۲۰) تو تم مصیبت میں پڑ جاتے اور تم کو لِعان وغیرہ کے اَحکام نہ معلوم ہوتے۔

وَ اَنَّ اللّٰہَ تَوَّابٌ حَکِیۡمٌ ﴿۱۰﴾ ع

وَ	اَنَّ	اللّٰہَ	تَوَّابٌ	حَکِیۡمٌ
اور	تحقیق	اللہ	بہت توبہ قبول فرمانے والا	بڑا دانا (ہے)

اور یہ کہ اللہ توبہ قبول فرماتا حکمت والا ہے تو تمہارا پردہ کھول دیتا

اِنَّ	الَّذِیْنَ	جَآءُوْ	بِـالْاِفْكِ		عُصْبَةٌ	مِّنْكُمْ ؕ	
اِنَّ	الَّذِیْنَ	جَآءُوْ	بِ	الْاِفْكِ	عُصْبَةٌ	مِّنْ	كُمْ
تحقیق	وہ لوگ	جو لائے	-	بڑا بہتان	ایک جماعت (ہے)	سے	تم (میں)

بیشک وہ کہ یہ بڑا بہتان لائے ہیں(۲۱) تمہیں میں کی ایک جماعت ہے(۲۲)۔ اُسے

تفسیر:

(۲۱) یہاں بڑے بُہتان سے مراد اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) پر تہمت لگانا ہے، چونکہ وہ تمام مسلمانوں کی ماں ہیں اور ماں کو تہمت لگانا بیٹے کی انتہائی بدنصیبی ہے اسی لیے اسے بڑا بہتان فرمایا گیا ہے۔ اس کا مختصر بیان یہ ہے کہ ۵ ہجری میں **غزوہ بنی مُصْطَلِق** واقعہ ہوا جس میں امّ المؤمنین (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) حضور نبی کریم (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے ہمراہ تھیں واپسی پر غازیوں کا قافلہ ایک منزل پر ٹھہرا۔ صبح صادق سے پہلے امّ المؤمنین (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) رفعِ حاجت کے لیے کسی گوشہ میں تشریف لے گئیں۔ وہاں آپ کا ہار ٹوٹ گیا، اس کی تلاش میں آپ کو دیر لگی، اُدھر قافلہ نے کُوچ کر دیا، قافلہ والوں کو پتا نہ لگا کہ امّ المؤمنین (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) موجود نہیں ہیں، آپ قافلہ کی جگہ واپس آکر بیٹھ گئیں، حضرت صفوان (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) قافلہ سے کچھ پیچھے ٹھہرائے گئے تھے تاکہ وہ قافلہ کا گرا پڑا سامان اُٹھا لائیں جیسا کہ اس زمانے میں دستور تھا جب حضرت صفوان (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) یہاں پہنچے اور آپ کو دیکھا تو بلند آواز سے **اِنَّا لِلّٰهِ** پڑھا امّ المؤمنین (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) پر غنودگی طاری تھی، اس آواز سے چونک پڑیں، حضرت صفوان (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے اپنا اُونٹ بٹھادیا، آپ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) سوار ہوگئیں اور حضرت صفوان (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) اُونٹ کی مُہار پکڑے ہوئے آگے آگے چلنے لگے یہاں تک کہ لشکر تک پہنچادیا۔ سیاہ دل، بدباطن منافقوں نے تہمت لگادی اور بعض سادہ دل مسلمان بھی ان کے اس فریب میں آگئے۔ امّ المؤمنین (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کو اس تہمت کا بالکل پتہ نہ چلا، آپ بیمار ہوگئیں، ایک ماہ تک بیمار رہیں، اس دوران میں **اُمِّ مِسْطَح** (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کے ذریعے آپ کو پتا چلا تو آپ کا مرض اور بھی بڑھ گیا۔ آپ اپنے مَیکے تشریف لے گئیں اور اس غم میں اِتنا

روئیں کہ کئی رات بالکل نیند نہ آئی۔ اس موقع پر یہ آیات اُتریں جن میں امّ المؤمنین (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کی طہارت، عِفَّت و عِصمَت (یعنی پاکدامنی) کی خود رب نے گواہی دی۔ ان آیات کے نزول سے پہلے تمام مومنوں اور حضور انور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کے دل ام المؤمنین (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کی پاکدامنی پر مطمئن تھے۔ چنانچہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) نے ارشاد فرمایا کہ "مجھے اپنی اِن بیوی کی پاکیزگی بالیقین معلوم ہے۔"(*) (بخاری)۔

حضرت عمر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے ارشاد فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کے جسم اطہر کو مکھی سے محفوظ رکھا کہ وہ نَجاست پر بیٹھتی ہے، کیسے ہوسکتا ہے کہ رب تعالیٰ آپ کو بُری عورت سے محفوظ نہ رکھتا۔ حضرت عثمان (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے فرمایا: کہ رب نے آپ کا سایہ زمین پر نہ پڑنے دیا کہ کسی کا پاؤں اس پر نہ پڑے تو کیسے ہوسکتا ہے کہ وہ رب آپ کی اہلیہ کو محفوظ نہ فرمائے۔ حضرت علی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے فرمایا: کہ ایک جوں کا خون لگ جانے پر رب نے آپ کو نعلین شریف اُتارنے کا حکم دیا تو کیسے ہوسکتا ہے کہ اب آپ کے اہل بیت کی آلودگی منظور فرمائے۔ اس ہی طرح اور مخلص مومنوں اور مومنات نے آپ کی عِصمَت کے گیت گائے۔ (خزائن وروح)

(۲۲) یعنی کلمہ گویوں (کلمہ پڑھنے والوں) کی، جو قومی لحاظ سے مسلمان مانے جاتے ہیں جیسے منافقین، یا مذہبی لحاظ سے تمہاری جماعت میں ہیں جیسے وہ مسلمان جو منافقین کے جال میں پھنس گئے۔

لَا تَحْسَبُوْهُ شَرًّا لَّكُمْ ؕ بَلْ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ؕ										
لَا	تَحْسَبُوْ	هُ	شَرًّا	لَّ	كُمْ	بَلْ	هُوَ	خَیْرٌ	لَّ	كُمْ
نہ	سمجھو تم	اُسے	بُرا	لیے	اپنے	بلکہ	وہ	بہتر (ہے)	لیے	تمہارے
اپنے لئے بُرا نہ سمجھو بلکہ وہ تمہارے لئے بہتر ہے (۲۳)										

تفسیر:

(۲۳) کیونکہ تم کو اس واقعہ سے تُہمت کے مسائل معلوم ہوگئے اور اُمّ المؤمنین کے صدقے تمام مسلم عورتوں کی آبروئیں بچ گئیں۔

* (بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الإفک، ۳/ ۶۴، حدیث: ۴۱۴۱)

لِـكُلِّ		امْرِئٍ	مِّنْــهُمْ		مَّا	اكْتَسَبَ	مِنَ	الْاِثْمِ ۚ
لِ	كُلِّ	امْرِئٍ	مِّنْ	هُمْ	مَّا	اكْتَسَبَ	مِنَ	الْاِثْمِ
واسطے	ہر	شخص (کے ہے)	سے	اُن (میں)	(وہ) جو	کمایا اُس نے	سے	گناہ
اُن میں ہر شخص کے لئے وہ گناہ ہے جو اُس نے کمایا (۲۴)								

تفسیر:

(۲۴) یعنی ہر ایک کو اس کے عمل کے بقدر سزا ملے گی، کسی نے بہتان لگایا، کوئی خاموش رہا شک کی بنا پر، کوئی سن کر ہنس دیا، غرضیکہ جیسا جُرم کیا ویسا بدلہ ملے گا۔

وَ	الَّذِیْ	تَوَلّٰی	كِبْـرَهٗ		مِنْــهُمْ	
وَ	الَّذِیْ	تَوَلّٰی	كِبْرَ	هٗ	مِنْ	هُمْ
اور	وہ شخص	اٹھایا جس نے	بڑا (بوجھ)	اُس (کا)	سے	اُن (میں)
اور اُن میں وہ جس نے سب سے بڑا حصہ لیا (۲۵)						

تفسیر:

(۲۵) وہ عبداللہ بن اُبَی بن سَلُول مُنافق ہے جس نے یہ طُوفان گڑھا اور اِسے مشہور کیا۔

لَـهٗ		عَذَابٌ	عَظِيْمٌ ﴿۱۱﴾	لَوْ	لَآ	اِذْ	سَمِعْتُمُوْهُ	
لَ	هٗ	عَذَابٌ	عَظِيْمٌ	لَوْ	لَآ	اِذْ	سَمِعْتُمُوْ	هُ
واسطے	اُس (کے)	عذاب (ہے)	بڑا	کیوں	نہ (ہوا)	جب	سُنا تھا تم نے	اُسے
اُس کے لئے بڑا عذاب ہے (۲۶) کیوں نہ ہوا جب تم نے اُسے سنا تھا کہ								

تفسیر:

(۲۶) دنیا و آخرت میں، دنیا میں تو اَسّی کوڑے اور گواہی کا رَدّ ہونا۔ تا قیامت مسلمانوں کی مَلامت اور آخِرت میں دوزخ کا عذاب۔ معلوم ہوا کہ بڑوں کی گستاخی پر بڑا عذاب آتا ہے۔

ظَنَّ		الْمُؤْمِنُوْنَ	وَ	الْمُؤْمِنٰتُ	بِاَنْفُسِهِمْ			خَیْرًا ۙ
ظَنَّ		الْمُؤْمِنُوْنَ	وَ	الْمُؤْمِنٰتُ	بِ	اَنْفُسِ	هِمْ	خَیْرًا
گمان کیا ہوتا		ایمان والے مردوں	اور	ایمان والی عورتوں نے	بارے میں	لوگوں	اپنے	نیک
مسلمان مَردوں اور مسلمان عورتوں نے اپنوں پر نیک گمان کیا ہوتا								

وَّ	قَالُوْا	هٰذَآ	اِفْكٌ	مُّبِیْنٌ ﴿۱۲﴾	لَوْ	لَا	جَآءُوْ	عَلَیْهِ	
وَّ	قَالُوْا	هٰذَآ	اِفْكٌ	مُّبِیْنٌ	لَوْ	لَا	جَآءُوْ	عَلٰى	هِ
اور	کہتے	یہ	بہتان (ہے)	کھلا	کیوں	نہ	لائے وہ	پر	اس
اور کہتے یہ کُھلا بُہتان ہے(۲۷) اُس پر چار گواہ کیوں نہ لائے									

تفسیر:

(۲۷) اس میں ان لوگوں سے خطاب ہے جو اس واقعہ میں تردُّد کرتے ہوئے خاموش رہے، اس سے معلوم ہوا کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) اور مخلص مومنوں کو تردُّد (شک وشبہ) نہ ہُوا اور نہ معاذ اللہ وہ بھی اس عِتاب میں داخل ہوتے، یہ بھی معلوم ہوا کہ اس کا جھوٹا بہتان ہونا غیب نہیں بلکہ بالکل ظاہر تھا، جسے رب نے **مُبِیْن** فرمایا، لہٰذا حضور پر کیسے مخفی رہ سکتا ہے۔

بِاَرْبَعَةِ		شُهَدَآءَ ۚ	فَاِذْ		لَمْ	یَاْتُوْا	بِالشُّهَدَآءِ	
بِ	اَرْبَعَةِ	شُهَدَآءَ	فَ	اِذْ	لَمْ	یَاْتُوْا	بِ	الشُّهَدَآءِ
–	چار	گواہ	تو	جب	نہ	لائے وہ	–	گواہ
تو جب گواہ نہ لائے								

فَاُولٰٓىٕكَ		عِنْدَ	اللّٰهِ	هُمُ	الْكٰذِبُوْنَ ﴿۱۳﴾	وَ	لَوْ	لَا
فَ	اُولٰٓىٕكَ	عِنْدَ	اللّٰهِ	هُمُ	الْكٰذِبُوْنَ	وَ	لَوْ	لَا
تو	وہ لوگ	نزدیک	اللہ (کے)	وہی	جھوٹے (ہیں)	اور	اگر	نہ (ہوتا)

تو	وہی	اللہ	کے	نزدیک	جھوٹے	ہیں(۲۸)۔	اور	اگر	اللہ	کا

تفسیر:

(۲۸) یعنی ظاہر و باطن جُھوٹے ہیں اور اگر گواہی لے آتے تو ظاہراً جھوٹے نہ رہتے اگرچہ در حقیقت پھر بھی وہ اور اُن کے سارے گواہ جھوٹے ہوئے، لہٰذا آیت پر کوئی اعتراض نہیں۔

فَضۡلُ	اللّٰهِ	عَلَيۡكُمۡ		وَ	رَحۡمَتُهٗ		فِي	الدُّنۡيَا
فَضۡلُ	اللّٰهِ	عَلَىٰ	كُمۡ	وَ	رَحۡمَتُ	ہٗ	فِي	الدُّنۡيَا
فضل	اللہ (کا)	پر	تم	اور	رحمت	اُس(کی)	میں	دنیا
فضل اور اُس کی رحمت تم پر دُنیا اور آخرت								

وَ	الۡاٰخِرَةِ	لَمَسَّكُمۡ			فِيۡ	مَاۤ	اَفَضۡتُمۡ	فِيۡهِ	
وَ	الۡاٰخِرَةِ	لَ	مَسَّ	كُمۡ	فِيۡ	مَاۤ	اَفَضۡتُمۡ	فِيۡ	هِ
اور	آخرت	البتہ	پہنچتا	تمہیں	میں	(اُس) جو	پڑے تم	میں	جس
میں نہ ہوتی تو جس چرچے میں تم پڑے اُس پر تمہیں									

عَذَابٌ	عَظِيۡمٌ ۚ۱۴	اِذۡ	تَلَقَّوۡنَهٗ		بِاَلۡسِنَتِكُمۡ		
عَذَابٌ	عَظِيۡمٌ	اِذۡ	تَلَقَّوۡنَ	ہٗ	بِ	اَلۡسِنَتِ	كُمۡ
عذاب	بڑا	جب	لاتے تھے تم	اسے	پر	زبانوں	اپنی
بڑا عذاب پہنچتا(۲۹)۔ جب تم ایسی بات اپنی زبانوں پر ایک دوسرے							

تفسیر:

(۲۹) اس میں صِرف اُن لوگوں سے خطاب ہے جو تہمت میں شریک ہوگئے یا تردُّد (شک وشُبہ) کرتے ہوئے خاموش رہے یعنی تم کو توبہ کی مہلت اور توبہ کرنے پر معافی کا وعدہ ہے اسی لیے تم عذاب سے بچ گئے۔ معلوم ہوا کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) اور خلفائے راشدین کو تردُّد بھی نہ ہوا، ورنہ وہ حضرات بھی معاذاللہ اس عِتاب

میں داخل ہو جاتے، نَعُوْذُ بِاللّٰہ.

وَ	تَقُوْلُوْنَ		بِـــافْوَاهِـــكُمْ		مَّا	لَيْسَ		لَـكُمْ
وَ	تَقُوْلُوْنَ	بِ	اَفْوَاهِ	كُمْ	مَّا	لَيْسَ	لَ	كُمْ
اور	کہتے تھے تم	ساتھ	مونہوں	اپنے(کے)	(وہ)جو	نہیں	واسطے	تمہارے
سے سُن کر لاتے تھے اور اپنے منہ سے وہ نِکالتے تھے								

بِـــهٖ		عِلْمٌ	وَّ	تَحْسَبُوْنَـهٗ		هَيِّنًا ۖ	وَّ	هُوَ
بِ	هٖ	عِلْمٌ	وَّ	تَحْسَبُوْنَ	هٗ	هَيِّنًا	وَّ	هُوَ
کا	جس	علم	اور	سمجھتے تھے تم	اُسے	ہلکی بات	اور/حالانکہ	وہ
جس کا تمہیں علم نہیں(۳۰) اور اسے سہل سمجھتے تھے اور وہ								

تفسیر:

(۳۰) اس طرح کہ نہ تم نے کچھ برائی دیکھی، نہ دیکھنے والے سے سُنی صرف بد گمانی سے کہا۔

عِنْدَ	اللّٰهِ	عَظِيْمٌ ﴿۱۵﴾	وَ	لَوْ	لَآ	اِذْ	سَمِعْتُمُـوْهُ	
عِنْدَ	اللّٰهِ	عَظِيْمٌ	وَ	لَوْ	لَآ	اِذْ	سَمِعْتُمُوْ	هُ
نزدیک	اللہ(کے)	بڑی(ہے)	اور	کیوں	نہ(ہوا)	جب	سنا تم(نے)	اُسے
اللہ کے نزدیک بڑی بات ہے(۳۱) اور کیوں نہ ہوا جب تم نے سنا تھا								

تفسیر:

(۳۱) اس سے پتہ چلا کہ بعض صحابہ سے گناہ اور معصیت صادر ہوئی مگر وہ اس پر قائم نہ ہوئے، لہٰذا یہ درست ہے کہ صحابہ سارے عادِل ہیں۔ رب نے ان کے بارے میں فرمایا: ﴿وَكُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى﴾(1) اور فرماتا ہے:

---

(1)...**ترجمہ کنزالایمان:** [اور اللہ نے سب سے بھلائی کا وعدہ فرمایا] (پارہ ۵، النساء: ۹۵)

﴿رَضِیَ اللّٰہُ عَنۡہُمۡ وَ رَضُوۡا عَنۡہُ﴾[1] ظاہر ہے کہ رب فاسق سے راضی نہیں ہوتا۔ نہ اس سے جنت کا وعدہ فرماتا ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا) کی پاکدامنی غیب نہیں بلکہ شہادت ہے، ایسی شہادت کہ اس میں شک کرنے والوں کو عتاب ہوا۔ جیسے حضرت حسّان وغیرہ۔ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہُ)

قُلۡتُمۡ	مَّا	یَكُوۡنُ		لَنَاۤ	اَنۡ	نَّتَكَلَّمَ		بِـهٰذَا ۖ
قُلۡتُمۡ	مَّا	یَكُوۡنُ	لَ	نَاۤ	اَنۡ	نَّتَكَلَّمَ	بِ	هٰذَا
کہا ہوتا تم نے	نہیں	ہے	لیے	ہمارے	یہ کہ	گفتگو کریں ہم	متعلق	اس کے
کہا ہوتا کہ ہمیں نہیں پہنچتا کہ ایسی بات کہیں								

سُبۡحٰنَكَ		هٰذَا	بُهۡتَانٌ	عَظِیۡمٌ ﴿۱۶﴾	یَعِظُكُمُ		اللّٰهُ
سُبۡحٰنَ	كَ	هٰذَا	بُهۡتَانٌ	عَظِیۡمٌ	یَعِظُ	كُمُ	اللّٰهُ
پاکی ہے	تجھے	یہ	بہتان (ہے)	بڑا	نصیحت فرماتا ہے	تمہیں	اللہ
الٰہی پاکی ہے تجھے یہ بڑا بہتان ہے (۳۲)۔ اللہ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ							

تفسیر:

(۳۲)۔ اس سے معلوم ہوا کہ تہمتِ عائشہ صدیقہ کا بہتان ہونا بالکل ظاہر تھا۔ اسی لیے اسے بہتان نہ کہنے والوں اور توقُّف (شک وشُبہ) کرنے والوں پر عِتاب ہوا لہٰذا عِصمَتِ عائشہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا) حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) پر کیسے مخفی (چھپی ہوئی) رہ سکتی ہے۔ لیکن اِس حکم سے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) **مُستَثنٰی** (یعنی خارج) ہیں۔ کیونکہ یہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) کے گھر کا معاملہ تھا۔ یہ عِتاب دوسروں پر ہے۔ حضرت عائشہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا) کے متعلق نبی کریم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) کو بالکل توقُّف نہیں تھا۔ لیکن حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ) وَحی آنے تک خاموش رہے کیونکہ اگر آپ اپنے عِلم کی بنا پر اُمّ المؤمنین (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا) کی

---

(1)... **ترجمۂ کنزالایمان:** [اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی] (پارہ ۷، المائدہ: ۱۱۹)

عِصْمَت کی خبر دیتے تو منافق کہتے کہ آپ نے اپنے اہلبیت کی طرفداری کی۔ اسی لیے حضرت ابو بکر صدیق (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) بھی خاموش رہے بلکہ خود اُمُّ المؤمنین (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) نے بھی لوگوں سے نہ کہا میں بے قصور ہوں۔ حالانکہ آپ کو اپنی پاکدامنی یقین سے معلوم تھی۔

اَنْ	تَعُوْدُوْا	لِمِثْلِهٖٓ		اَبَدًا	اِنْ	كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۷﴾
اَنْ	تَعُوْدُوْا	لِمِثْلِ	هٖٓ	اَبَدًا	اِنْ	كُنْتُمْ	مُّؤْمِنِیْنَ
یہ کہ	(نہ) پھر کرو تم	مثل	اس (کے)	کبھی	اگر	ہو تم	ایمان والے

اب کبھی ایسا نہ کہنا اگر ایمان رکھتے ہو (۳۳)۔

تفسیر:

(۳۳) خیال رہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کے اس معاملہ میں مسلمانوں کی تین جماعتیں ہوگئیں۔ **ایک:** وہ جو تہمت میں شریک ہوگئے، **دوسرے:** وہ جو گومگو اور تذبذب (شک وشُبہ) میں رہے۔ **تیسرے:** وہ جنہوں نے صَرَاحَۃً (یعنی صاف) فرمادیا کہ یہ کُھلا جُھوٹ ہے جیسے حضرت علی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) اور دیگر خلفاء راشدین (رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن)، پہلوں پر عذاب آیا، دوسروں پر عِتاب ہوا، تیسروں پر رحمتِ الٰہی، اگر نبی کریم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو بھی معاذ اللہ تذبذب رہا ہوتا جیسا کہ وہابی کہتے ہیں تو نَعُوْذُ بِاللّٰہ آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) بھی دوسری[1] جماعت میں داخل ہوجاتے۔ معلوم ہوا کہ آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو حضرت عائشہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کی عِصْمَت کا پورا یقین تھا مگر ظاہر نہ فرمایا۔ کیونکہ یہ آپ کے گھر کا معاملہ تھا۔ جیسا کہ حضرت ابو بکر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) خاموش رہے کیونکہ اپنی لختِ جگر کا واقعہ تھا۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ اب جو حضرت عائشہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) پر تہمت لگائے یا ان کی جناب میں تردُّد (شک

(1)... نور العرفان کے مختلف مطبوعوں میں یہاں پر لفظ "تیسری" لکھا ہے، جبکہ کلام کے سیاق وسباق سے واضح ہے کہ یہاں لفظ "دوسری" ہونا چاہیے غالباً یہ کاتب کی غلطی ہے۔ لہٰذا ہم نے اوپر درست لفظ لکھ دیا ہے۔ [علمیہ]

وشُبہ) میں رہے وہ مومن نہیں کافر ہے۔

وَ	يُبَيِّنُ	اللّٰهُ	لَـكُمُ		الْاٰيٰتِ	وَ	اللّٰهُ
وَ	يُبَيِّنُ	اللّٰهُ	لَ	كُمُ	الْاٰيٰتِ	وَ	اللّٰهُ
اور	بیان فرماتا ہے	اللہ	لیے	تمہارے	آیتیں	اور	اللہ
اور اللہ تمہارے لئے آیتیں صاف بیان فرماتا ہے(۳۴) اور اللہ							

تفسیر:

(۳۴) اَحکامِ شرعیہ کی آیتیں۔ یاحضرت اُمّ المؤمنین (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کی سچائی کی نشانیاں یاعلامات۔

عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ ﴿۱۸﴾
عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ
بہت علم والا	بڑی حکمت والا ہے
علم وحکمت والا ہے	

سوالات

(۱) ہجرت سے پہلے اور بعد میں جو آیات نازل ہوئیں انہیں کیا کہا جاتا ہے؟

(۲) سورہ نُور میں کِن اَحکام کو بیان کیا گیا ہے؟

(۳) اَحناف کے نزدیک زِنا کی حدّ کیا ہے؟

(۴) محصن کسے کہا جاتا ہے نیز محصن زانی کی سزا کیا ہے؟

(۵) محصنہ کس عورت کو کہتے ہے؟

(۶) مجرم کو عَلانیہ سزا دینے کا کیا فائدہ ہے؟

(۷) شرعی سزاؤں میں رعایت کرنا کس کا طریقہ ہے نیز اِن سزاؤں میں رعایت کرنے کے کیا نقصانات ہیں؟

(۸) ابتداءِ اسلام میں زانیہ سے نکاح کرنا حرام تھا یہ حکم کس آیت سے منسوخ ہوا؟

(۹) پاکدامن کو زِنا کی تہمت لگانے کی سزا کیا ہے؟

(۱۰) زِنا کا ثبوت کتنے گواہوں سے ہوگا؟

(۱۱) حدِّ قَذف کب لاگو ہوگی؟

(۱۲) اگر ۵۰۰ لوگ کہیں کہ فُلاں عَورت نے زِنا کیا ہے جبکہ وہ عینی گواہ نہ ہَوں تو کیا اُنہیں سزا ملے گی؟

(۱۳) لِعان کسے کہتے ہیں؟

(۱۴) اگر مَرد لِعان سے اِنکار کرے تو شَرعی حکم کیا ہے؟

(۱۵) زِنا کی تہمت لگانے والا اگر توبہ کرلے تو کیا اسکی گواہی قبول کی جائے گی؟

(۱۶) حضرت عائشہ عفیفہ طاہرہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنۡہَا) پر جو بُہتان لگایا گیا اِسکا مختصر واقعہ بیان کریں؟

جاری از صفحہ 12

گذشتہ سے پیوستہ

.... کی محبت میں جکڑا ہوا ماں اور بیوی کی لڑائی کا منظر دیکھ دیکھ کر کوفت کی آگ میں جلتا رہتا ہے اور اس کے لئے بڑی مشکل یہ آن پڑتی ہے کہ اگر وہ اس لڑائی میں اپنی ماں کی حمایت کرتا ہے تو بیوی کے رونے دھونے اور اس کے طعنوں اور مَیکا چلی جانے کی دھمکیوں سے اس کا بھیجا کھولنے لگتا ہے۔ اور اگر بیوی کی پاسداری میں ایک لفظ بول دیتا ہے تو ماں اپنی چیخ وپکار اور کوسنوں سے سارا گھر سر پر اٹھا لیتی ہے اور ساری برادری میں ''عورت کا مرید'' ''زن پرست'' ''بیوی کا غلمٹا'' کہلانے لگتا ہے اور ایسے گرم گرم اور دل خراش طعنے سنتا ہے کہ رنج و غم سے اس کے سینے میں دل پھٹنے لگتا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ساس بہو کی لڑائی میں ساس بہو اور شوہر تینوں کا کچھ نہ کچھ قصور ضرور ہوتا ہے لیکن میرا برسوں کا تجربہ یہ ہے کہ اس لڑائی میں سب سے بڑا ہاتھ ساس کا ہوا کرتا ہے حالانکہ ہر ساس پہلے خود بھی بہو رہ چکی ہوتی ہے۔ مگر وہ اپنے .... (جاری ہے، بقیہ صفحہ 106 پر)

باب نمبر ②

اِنَّ الَّذِیْنَ یُحِبُّوْنَ اَنْ تَشِیْعَ الْفَاحِشَةُ فِی

اِنَّ	الَّذِیْنَ	یُحِبُّوْنَ	اَنْ	تَشِیْعَ	الْفَاحِشَةُ	فِی
تحقیق	وہ لوگ	جو پسند کرتے ہیں	کہ	پھیلے	بے حیائی	میں

وہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ مسلمانوں میں برا چرچا

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ۙ فِی الدُّنْیَا

الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	لَ	هُمْ	عَذَابٌ	اَلِیْمٌ	فِی	الدُّنْیَا
ان لوگوں	جو ایمان لائے	واسطے	اُن (کے)	عذاب (ہے)	دردناک	میں	دنیا

پھیلے (۱) ان کے لئے دردناک عذاب ہے دنیا

تفسیر:

(۱) جیسے عبد اللہ بن اُبَی اور اس کے ساتھی منافق جن کا کام ہے ہی فتنہ پھیلانا۔

وَ الْاٰخِرَةِ ؕ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَ لَوْ

وَ	الْاٰخِرَةِ	وَ	اللّٰهُ	یَعْلَمُ	وَ	اَنْتُمْ	لَا	تَعْلَمُوْنَ	وَ	لَوْ
اور	آخرت	اور	اللہ	جانتا ہے	اور	تم	نہیں	جانتے	اور	اگر

اور آخرت میں اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے اور اگر

لَا فَضْلُ اللّٰهِ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَتُهٗ وَ اَنَّ

لَا	فَضْلُ	اللّٰهِ	عَلَیْ	كُمْ	وَ	رَحْمَتُ	هٗ	وَ	اَنَّ
نہ (ہوتا)	فضل	اللہ (کا)	پر	تم	اور	رحمت	اُس (کی)	اور	بیشک (یہ کہ)

اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی (۲) اور یہ کہ

تفسیر:

(۲) تو اے تہمت لگانے والو! تم پر ایسا بے نظیر عذاب آتا جو آج تک کسی پر نہ آیا کیونکہ تم نے بے نظیر نبی کی بے نظیر، طیبہ، طاہرہ، عفیفہ، محفوظہ زوجہ کو بہتان لگایا۔

اللّٰہَ	رَءُوْفٌ	رَّحِیْمٌ ﴿۲۰﴾	یٰۤاَیُّهَا	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا
اللّٰہَ	رَءُوْفٌ	رَّحِیْمٌ	یٰۤاَیُّهَا	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا
اللہ	بہت شفقت فرمانے والا	نہایت مہربان (ہے)	اے	وہ لوگو جو	ایمان لائے ہو
اللہ تم پر نہایت مہربان مہر والا ہے تو تم اس کا مزہ چکھتے۔ اے ایمان والو					

لَا	تَتَّبِعُوْا	خُطُوٰتِ	الشَّیْطٰنِ ؕ	وَ	مَنْ	یَّتَّبِعْ	خُطُوٰتِ	الشَّیْطٰنِ
لَا	تَتَّبِعُوْا	خُطُوٰتِ	الشَّیْطٰنِ	وَ	مَنْ	یَّتَّبِعْ	خُطُوٰتِ	الشَّیْطٰنِ
نہ	پیروی کرو تم	قدموں	شیطان (کی)	اور	جو	پیروی کریگا	قدموں	شیطان (کی)
شیطان کے قدموں پر نہ چلو (۳) اور جو شیطان کے قدموں پر چلے								

تفسیر:

(۳) یعنی شیطان کے سے کام نہ کرو کہ پاکدامنوں کو تہمت لگانا، اور اُمّ المؤمنین (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) جیسی طیبہ بی بی کے متعلّق تردُّد کرنا خالص شیطانی کام ہے۔

فَ	اِنَّ	هٗ	یَاْمُرُ	بِ	الْفَحْشَآءِ	وَ	الْمُنْكَرِ ؕ
پس	تحقیق	وہ	حکم دیتا ہے	ساتھ (کا)	بے حیائی	اور	بُرائی
تو وہ تو بے حیائی اور بُری ہی بات بتائے گا (۴)							

تفسیر:

(۴) معلوم ہوا کہ حضرت صدیقہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کی عظمت کا منکر شیطان کا مُتَّبِع ہے، بے حیا ہے، بدکار ہے، اس سے بڑا بے حیا کون ہو گا کہ جو اپنی ماں کو تہمت لگائے۔

وَ لَوۡ لَا فَضۡلُ اللّٰهِ عَلَيۡكُمۡ وَ رَحۡمَتُهٗ									
وَ	لَوۡ	لَا	فَضۡلُ	اللّٰهِ	عَلَیٰ	کُمۡ	وَ	رَحۡمَتُ	هٗ
اور	اگر	نہ (ہوتا)	فضل	اللہ (کا)	پر	تم	اور	رحمت	اُس (کی)
اور اگر اللہ کا فضل اور اس کی رحمت تم پر نہ ہوتی									

مَا زَکٰی مِنۡكُمۡ مِّنۡ اَحَدٍ اَبَدًا ۙ وَّ لٰكِنَّ								
مَا	زَکٰی	مِنۡ	کُمۡ	مِّنۡ	اَحَدٍ	اَبَدًا	وَّ	لٰكِنَّ
نہ	ستھرا ہو سکتا	سے	تم (میں)	کوئی	ایک	کبھی	اور	لیکن
تو تم میں کوئی بھی کبھی ستھرا نہ ہو سکتا (۵) ہاں								

تفسیر:

(۵) اس طرح کہ تہمت لگانے والوں اور تردُّد کرنے والوں کو کبھی توبہ کی توفیق نہ ملتی، یا ان میں سے کسی کی توبہ قبول نہ ہوتی۔

اللّٰهَ يُزَكِّيۡ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ وَ اللّٰهُ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ (۲۱)							
اللّٰهَ	يُزَكِّيۡ	مَنۡ	يَّشَآءُ	وَ	اللّٰهُ	سَمِيۡعٌ	عَلِيۡمٌ
اللہ	ستھرا کرتا ہے	جسے	چاہتا ہے	اور	اللہ	بہت سننے والا	خوب جاننے والا ہے
اللہ ستھرا کر دیتا ہے جسے چاہے اور اللہ سنتا جانتا ہے							

وَ لَا يَاۡتَلِ اُولُوا الۡفَضۡلِ مِنۡكُمۡ وَ السَّعَةِ								
وَ	لَا	يَاۡتَلِ	اُولُوا	الۡفَضۡلِ	مِنۡ	کُمۡ	وَ	السَّعَةِ
اور	نہ	قسم کھائیں	والے	بزرگی	سے	تم (میں)	اور	گنجائش (والے)
اور قسم نہ کھائیں وہ جو تم میں فضیلت والے (۶) اور گنجائش والے ہیں (۷)								

www.dawateislami.net

تفسیر:

(٦) اس سے پتا لگا کہ ابو بکر صِدّیق (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) رب تعالیٰ کی نظر میں بڑی عظمت والے ہیں اسی لیے نبی کریم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے انہیں اِمامت کے لیے اپنے آخر وقت میں منتخب فرمایا۔ اِمام اَفضل ہی کو بنایا جاتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ابو بکر صِدّیق (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) بعدِ انبیاء **اَفْضَلُ الْخَلْق** (یعنی مخلوق میں سب سے افضل) ہیں۔ کیونکہ رَبّ تعالیٰ نے انہیں **اُولُوا الْفَضْل** (فضیلت والے) مطلقاً فرمایا (یعنی) بغیر کسی قید کے، لہٰذا آپ مطلقاً بزرگی والے ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ "مِنْکُمْ" میں خطاب تمام اہلِ بیت و صحابہ سے ہے تاکہ معلوم ہو کہ وہ (صدیقِ اکبر) تمام اہلِ بیت اور صحابہ سے اَفضل ہیں۔ یہ بھی خیال رہے کہ **وَالسَّعَةِ** کے بعد **مِنْكُمْ** نہ آیا کیونکہ صِدّیقِ اکبر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سب صحابہ سے (زیادہ) مالدار نہ تھے۔

(٧) یعنی اللہ تعالیٰ نے جن کو دین و دنیا کی خوبیاں کامل طور پر بخشیں۔ شانِ نزول: یہ پوری آیت حضرت ابو بکر صِدّیق (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کے حق میں نازل ہوئی جب کہ آپ نے قسم کھالی تھی کہ مِسْطَح (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کے ساتھ سُلوک نہ کریں گے کیونکہ یہ حضرت اُمّ المؤمنین (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کے بہتان میں شریک ہو گئے تھے۔ حضرت مِسْطَح (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) فقیر (یعنی غریب)، مُہاجر اور حضرت ابو بکر صِدّیق (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کے عزیز تھے۔ اور حضرت صدیق (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کے وظیفہ پر گزارہ کرتے تھے۔ مگر اُمّ المؤمنین (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کو تہمت لگانے میں شریک ہو گئے اور انہیں سزا یعنی اَسّی کوڑے لگائے گئے، مگر حضرت صِدّیق (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) سے فرمایا گیا کہ اے ابو بکر! (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) تم تم ہی ہو اور وہ وہ ہی ہیں۔ تم مِسْطَح (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کا وظیفہ بند نہ کرو، تم تو انہیں اللہ کے لیے دیتے ہو۔

اَنْ	یُّؤْتُوْۤا	اُولِی	الْقُرْبٰی	وَ	الْمَسٰكِیْنَ	وَ	الْمُهٰجِرِیْنَ
اَنْ	یُّؤْتُوْۤا	اُولِی	الْقُرْبٰی	وَ	الْمَسٰكِیْنَ	وَ	الْمُهٰجِرِیْنَ
یہ کہ	(نہ) دینگے وہ	والوں	قرابت	اور	مسکینوں	اور	ہجرت کرنے والوں (کو)
قَرابت والوں اور مسکینوں اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو							

فِیْ	سَبِیْلِ	اللّٰهِ ۖ	وَ		لْیَعْفُوْا		وَ
فِیْ	سَبِیْلِ	اللّٰهِ	وَ	لْ	یَعْفُوْا		وَ
بیچ	راہ	اللہ (کی)	اور	چاہیے کہ	معاف کر دیں وہ		اور
دینے کی اور چاہئے کہ معاف کریں اور							

لْیَصْفَحُوْا ؕ		اَلَا	تُحِبُّوْنَ	اَنْ	یَّغْفِرَ	اللّٰهُ		لَكُمْ ؕ	
لْ	یَصْفَحُوْا	اَ	لَا	تُحِبُّوْنَ	اَنْ	یَّغْفِرَ	اللّٰهُ	لَ	کُمْ
	درگزر کریں وہ	کیا	نہیں	دوست رکھتے تم	یہ کہ	بخش دے	اللہ	کو	تم
درگزر کریں کیا تم اسے دوست نہیں رکھتے کہ اللہ تمہاری بخشش کرے (۸)۔									

تفسیر:

(۸) اس سے معلوم ہوا کہ بڑا گناہ بھی مسلمان کو اِسلام سے خارج نہیں کرتا، یہ بھی معلوم ہُوا کہ اپنے خطاکار بھائی سے بھی بھلائی کرنی چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ربّ تعالیٰ اپنے بندوں کی سِفارش فرماتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ مخلوق پر مہربانی کرنے سے ربّ مہربان ہوتا ہے۔

وَ	اللّٰهُ	غَفُوْرٌ	رَّحِیْمٌ ﴿۲۲﴾	اِنَّ	الَّذِیْنَ	یَرْمُوْنَ
وَ	اللّٰهُ	غَفُوْرٌ	رَّحِیْمٌ	اِنَّ	الَّذِیْنَ	یَرْمُوْنَ
اور	اللہ	بہت بخشنے والا	نہایت رحم فرمانے والا ہے	تحقیق	وہ لوگ	جو عیب لگاتے ہیں
اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے (۹)۔ بیشک وہ جو عیب لگاتے ہیں						

تفسیر:

(۹) جب یہ آیت حضور (صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم) نے ابو بکر صِدّیق (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) کو سُنائی تو آپ نے عرض کیا کہ ہاں ضرور چاہتا ہوں کہ ربّ میری مغفِرت کرے۔ یہ کہہ کر حضرت مِسْطَح (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) کا وظیفہ جاری کر دیا گیا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا۔

الۡمُحۡصَنٰتِ	الۡغٰفِلٰتِ	الۡمُؤۡمِنٰتِ	لُعِنُوۡا	فِی	الدُّنۡیَا
الۡمُحۡصَنٰتِ	الۡغٰفِلٰتِ	الۡمُؤۡمِنٰتِ	لُعِنُوۡا	فِی	الدُّنۡیَا
پاکدامن عورتوں (پر)	جوانجان (ہیں)	ایمان والیاں (ہیں)	لعنت کیے گئے وہ	میں	دنیا
انجان پارسا ایمان والیوں کو ان پر لعنت ہے دنیا					

وَ الۡاٰخِرَۃِ ۫ وَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِیۡمٌ ﴿۲۳﴾ یَّوۡمَ تَشۡهَدُ								
وَ	الۡاٰخِرَۃِ	وَ	لَ	هُمۡ	عَذَابٌ	عَظِیۡمٌ	یَّوۡمَ	تَشۡهَدُ
اور	آخرت	اور	واسطے	اُن (کے)	عذاب (ہے)	بڑا	(جس) دن	گواہی دیں گی
اور آخرت میں اور ان کے لئے بڑا عذاب ہے (۱۰) جس دن								

تفسیر:

(۱۰) اس سے مراد یا تو حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم) کی اَزواجِ پاک ہیں یا تمام مسلمان پاکدامن عورتیں، اس سے معلوم ہوا کہ بے گناہ مومنہ کو تہمت لگانا گناہ کبیرہ (بڑا گناہ) ہے۔

عَلَیۡهِمۡ اَلۡسِنَتُهُمۡ وَ اَیۡدِیۡهِمۡ وَ							
عَلَی	هِمۡ	اَلۡسِنَتُ	هُمۡ	وَ	اَیۡدِیۡ	هِمۡ	وَ
پر	اُن	زبانیں	اُن (کی)	اور	ہاتھ	اُن (کے)	اور
ان پر گواہی دیں گی ان کی زبانیں (۱۱) اور ان کے ہاتھ اور							

تفسیر:

(۱۱) مُہر لگائے جانے سے پہلے، پھر بعد میں مُہر لگے گی۔ لہذا آیات میں تعارُض (یعنی ٹکراؤ) نہیں۔

اَرۡجُلُهُمۡ		بِمَا	کَانُوۡا	یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۲۴﴾	یَوۡمَئِذٍ	یُّوَفِّیۡهِمُ	
اَرۡجُلُ	هُمۡ	بِمَا	کَانُوۡا	یَعۡمَلُوۡنَ	یَوۡمَئِذٍ	یُّوَفِّیۡ	هِمُ
پاؤں	اُن (کے)	(اُسکی) جو	تھے وہ	کرتے	اُس دن	پوری دیگا	انہیں

ان	کے	پاؤں	جو	کچھ	کرتے	تھے	اُس	دن

اَللّٰهُ	دِیْنَهُمُ		اَلْحَقَّ	وَ	یَعْلَمُوْنَ	اَنَّ	اللّٰهَ
اَللّٰهُ	دِیْنَ	هُمُ	اَلْحَقَّ	وَ	یَعْلَمُوْنَ	اَنَّ	اللّٰهَ
اللہ	بدلہ / سزا	اُن (کی)	سچی	اور	جان لیں گے وہ	تحقیق	اللہ
اللہ اُنہیں اُن کی سچی سزا پوری دے گا(۱۲)، اور جان لیں گے کہ اللہ ہی							

تفسیر:

(۱۲) جس کے وہ قانونی طور پر مستحق ہوں گے معلوم ہوا کہ عربی میں دِیْن سزا کو بھی کہتے ہیں اِسی لیے قیامت کو یَوْمُ الدِّیْن (سزاو جزا کا دِن) کہا جاتا ہے۔

هُوَ	الْحَقُّ	الْمُبِیْنُ ﴿۲۵﴾	اَلْخَبِیْثٰتُ	لِلْخَبِیْثِیْنَ		وَ	الْخَبِیْثُوْنَ
هُوَ	الْحَقُّ	الْمُبِیْنُ	اَلْخَبِیْثٰتُ	لِ	الْخَبِیْثِیْنَ	وَ	الْخَبِیْثُوْنَ
وہی ہے	سچا	ظاہر	گندیاں	کیلئے	گندوں	اور	گندے
صریح حق ہے، گندیاں گندوں کے لئے اور گندے							

لِلْخَبِیْثٰتِ ۚ		وَ	الطَّیِّبٰتُ	لِلطَّیِّبِیْنَ		وَ	الطَّیِّبُوْنَ
لِ	الْخَبِیْثٰتِ	وَ	الطَّیِّبٰتُ	لِ	الطَّیِّبِیْنَ	وَ	الطَّیِّبُوْنَ
کیلئے	گندیوں	اور	ستھریاں	کیلئے	ستھروں	اور	ستھرے
گندیوں کے لئے اور ستھریاں ستھروں کے لئے اور ستھرے							

لِلطَّیِّبٰتِ ۚ		اُولٰٓئِكَ	مُبَرَّءُوْنَ	مِمَّا		یَقُوْلُوْنَ ؕ
لِ	الطَّیِّبٰتِ	اُولٰٓئِكَ	مُبَرَّءُوْنَ	مِنْ	مَّا	یَقُوْلُوْنَ
کیلئے	ستھریوں	وہ لوگ	پاک (ہیں)	سے	(اس) جو	کہتے ہیں وہ

ستھریوں کے لئے (۱۳)، وہ پاک ہیں ان باتوں سے جو یہ کہہ رہے ہیں(۱۴)۔

تفسیر:

(۱۳)، یعنی خبیث عورتیں، خبیث خصلتیں، خبیث باتیں تہمت وغیرہ خبیث لوگوں کے لیے ہیں۔ اچھے لوگ اس سے بچتے ہیں۔

(۱۴)، آیت کا مقصد یہ ہے کہ کوئی مہربان باپ اپنی اولاد کا نکاح بُری عورت سے نہیں کرتا، خُوب دیکھ بھال کر تحقیقات کرکے نکاح کرتا ہے تو میں مہربان ربّ اپنے محبوبِ اطہر (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کا نِکاح کسی بُری عورت سے کیسے کراتا؟ اچھوں کے لیے اچھی اور بُروں کے لیے بُری عورتیں موزوں ہیں۔ یا یہ مطلب ہے کہ خبیث لوگ خبیث خصلتیں اور اچھے لوگ اچھی خصلتیں اختیار کرتے ہیں تو مسلمانوں کی ماں اور سلطانِ انبیاء کی زوجہ، صدیق اکبر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کی نورِ چشم حضرت صدّیقہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کسی بُرے کام کا ارادہ بھی کیسے کرسکتی ہیں؟

لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّ رِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۲۶﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ

لَ	هُمْ	مَّغْفِرَةٌ	وَّ	رِزْقٌ	كَرِيْمٌ	يٰۤاَيُّهَا	الَّذِيْنَ
کیلئے	اُن	بخشش (ہے)	اور	روزی	عزت (کی)	اے	وہ لوگو

ان کے لئے بخشش اور عزت کی روزی ہے (۱۵)، اے ایمان والو

تفسیر:

(۱۵)، اس سے پتہ لگا کہ حضرت عائشہ صدیقہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) بی بی مریم (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) سے افضل ہیں کہ بی بی مریم (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کی گواہی عیسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام) نے دی اور جناب عائشہ صدیقہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کی عِصمت کی گواہی خود ربّ نے دی، اور حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) حضرت یُوسُف (عَلَیْہِ السَّلَام) سے افضل ہیں کہ یوسف (عَلَیْہِ السَّلَام) کی گواہی بچّہ نے دی اور حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی زوجہ کی گواہی ربّ نے دی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کا جنّتی ہونا ایسا ہی یقینی ہے جیسا اللہ کا ایک ہونا اور حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کا رسول ہونا کیونکہ ان کے جنّتی ہونے کی خبر اِس آیت نے صَراحۃً (صاف

کلمات میں) سنائی۔ حضرت عائشہ صدیقہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کی لاکھوں خصوصیات میں سے چند یہ ہیں۔

(۱) آپ حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کو کنواری ملیں۔

(۲) آپ تمام عورتوں میں بہت بڑی عالمہ، زاہدہ، مفسّرۂ قرآن تھیں۔

(۳) جبریل امین (عَلَیْہِ السَّلَام) آپ کی تصویر حریر (ریشم) پر حضور کی خدمت میں لائے اور عرض کیا کہ یہ دنیا و آخرت میں حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی زوجہ ہیں۔

(۴) آپ کے سینہ پر[1] حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی وفات ہوئی۔

(۵) آپ کے حُجرے میں حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) دفن ہوئے۔

(۶) آپ کی عِصمَت کی ربّ نے گواہی دی۔

(۷) آپ کے بستر پر حُضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) پر وَحْی آئی۔

(۸) آپ کو جبریل امین (عَلَیْہِ السَّلَام) سلام عرض کرتے تھے۔

(۹) آپ پاک پیدا ہوئیں اور پاک ہیں۔ تا قیامت آپ کا حُجرہ اَقدس جِن و اِنس و ملائکہ کی زیارت گاہ ہے۔ یہ حجرہ ہی حضور انور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کا روضہ بنا۔ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا)۔ اللہ تعالٰی اس طیّبہ طاہِرہ صدّیقہ ماں (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کے طُفیل ہم گنہگار اولاد پر رحم فرمادے۔ اچھے ماں باپ کے بُرے بچّے بھی بخشے جاتے ہیں۔ ﴿وَكَانَ اَبُوْهُمَا صٰلِحًا﴾[2]۔

اٰمَنُوْا	لَا	تَدْخُلُوْا	بُيُوْتًا	غَيْرَ	بُيُوْتِـكُمْ	
اٰمَنُوْا	لَا	تَدْخُلُوْا	بُيُوْتًا	غَيْرَ	بُيُوْتِ	كُمْ
جو ایمان لائے ہو	نہ	داخل ہو تم	گھروں (میں)	سوا	گھروں (کے)	اپنے

(1)... بعض کتب میں "سینے" اور بعض میں "گود" کے الفاظ ہیں چنانچہ "صحیح البخاری" میں ہے: وقدْ كُنْتُ مُسْنِدَتَه إلى صَدْرِيْ أو قالتْ حَجْرِيْ. (بخاری، کتاب الوصایا، باب الوصایا... الخ، ۲/۲۳۱، حدیث: ۲۷۴۱)

(2)... ترجمہ کنزالایمان: [اور ان کا باپ نیک آدمی تھا] (پارہ ۱۵، الکھف: ۸۲)

اپنے گھروں کے سوا اور گھروں میں نہ

حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰۤى اَهْلِهَاؕ						
حَتّٰى	تَسْتَاْنِسُوْا	وَ	تُسَلِّمُوْا	عَلٰۤى	اَهْلِ	هَا
یہاں تک کہ	اجازت لے لو تم	اور	سلام کہو تم	پر	رہنے والوں	اُن(کے)
جاؤ جب تک اجازت نہ لے لو (۱۶) اور ان کے ساکنوں پر سلام نہ کرلو						

تفسیر:

(۱۶) اس سے معلوم ہوا کہ غیر گھر میں بغیر اجازت نہ جاوے خواہ صَرَاحَۃً (یعنی کُھلے اَلفاظ میں) اجازت لے یا بلند آواز سے سلام یا اَلحَمدُ لله یا سُبحانَ الله کہے، ملاقات ہونے پر پہلے سلام پھر کلام کرے۔

ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۷﴾						
ذٰلِكُمْ	خَيْرٌ	لَّ	كُمْ	لَعَلَّ	كُمْ	تَذَكَّرُوْنَ
یہ	بہتر(ہے)	لیے	تمہارے	اس امید پر(کہ)	تم	نصیحت قبول کرو
یہ تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم دھیان کرو(۱۷)						

تفسیر:

(۱۷) اس سے معلوم ہوا کہ مسلمان کے گھر میں بغیر اجازت گُھس جانا کسی کو جائز نہیں، نہ عام لوگوں کو نہ پُولیس والوں کو، نہ بادشاہ کو، نہ پیرو فقیر کو، یہ حکم عام ہے اور حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کے دولت خانہ میں بغیر اجازت حاضر ہونا فِرِشتوں کو بھی جائز نہیں۔ ربّ فرماتا ہے۔﴿لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتَ النَّبِيِّ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْذَنَ لَكُمْ.....﴾[1] اِلخ، اس حکم میں فرِشتے بھی داخل ہیں۔

---

(1)...ترجمہ کنزالایمان: [اے ایمان والو نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اِذن نہ پاؤ] (پارہ ۲۱، الاحزاب: ۵۳)

فَـــاِنْ		لَّمْ	تَجِدُوْا	فِيْــهَآ		اَحَدًا	فَــلَا	
فَ	اِنْ	لَّمْ	تَجِدُوْا	فِيْ	هَآ	اَحَدًا	فَ	لَا
پھر	اگر	نہ	پاؤتم	میں	اُن	کسی کو	تو	نہ

پھر اگر ان میں کسی کو نہ پاؤ (۱۸) جب بھی

تفسیر:

(۱۸) جو تمہیں اندر جانے کی اِجازت دے۔

تَدْخُلُوْهَا		حَتّٰى	يُؤْذَنَ	لَـكُمْ	
تَدْخُلُوْ	هَا	حَتّٰى	يُؤْذَنَ	لَ	كُمْ
داخل ہوتم	اُن (میں)	یہانتک کہ	اجازت دی جائے	واسطے	تمہارے

بے مالکوں کی اجازت کے ان میں نہ جاؤ (۱۹)

تفسیر:

(۱۹) یعنی کسی کے خالی مَکان میں نہ جاؤ، ہاں جب مَکان والا تمہیں اجازت دے کہ جاؤ میرے مکان میں داخل ہو جاؤ، تو جاؤ۔

وَ	اِنْ	قِيْلَ	لَـكُمْ		ارْجِعُوْا	فَــارْجِعُوْا	
وَ	اِنْ	قِيْلَ	لَ	كُمْ	ارْجِعُوْا	فَ	ارْجِعُوْا
اور	اگر	کہا جائے	واسطے	تمہارے	لوٹ جاؤ	تو	لوٹ جاؤ تم

اور اگر تم سے کہا جائے واپس جاؤ تو واپس ہو (۲۰)

تفسیر:

(۲۰) نہ بُرا مناؤ اور نہ اِجازت لینے پر اِصرار (یعنی ضد) کرو، "رُوح البیان" نے فرمایا کہ اِن آیات کا شانِ نُزول یہ ہے کہ ایک بی بی صاحبہ حضور (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ) کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگیں کہ میں کبھی اپنے گھر میں ایسی حالت میں ہوتی ہوں کہ کسی کا دیکھنا پسند نہیں کرتی بعض لوگ اس حال میں اندر آجاتے

ہیں۔ تب یہ آیاتِ کریمہ اُتریں۔

هُوَ	اَزْكٰى	لَكُمْ ؕ		وَ	اللّٰهُ	بِمَا
هُوَ	اَزْكٰى	لَ	كُمْ	وَ	اللّٰهُ	بِمَا
وہ	بہت ستھرا ہے	لیے	تمہارے	اور	اللہ	(اسکو) جو
یہ تمہارے لئے بہت ستھرا ہے اللہ تمہارے						

تَعْمَلُوْنَ	عَلِيْمٌ ﴿۲۸﴾	لَيْسَ	عَلَيْكُمْ		جُنَاحٌ	اَنْ
تَعْمَلُوْنَ	عَلِيْمٌ	لَيْسَ	عَلٰى	كُمْ	جُنَاحٌ	اَنْ
کرتے ہو تم	خوب جاننے والا ہے	نہیں	پر	تم	گناہ	یہ کہ
کاموں کو جانتا ہے اس میں تم پر کچھ گناہ نہیں کہ						

تَدْخُلُوْا	بُيُوْتًا	غَيْرَ	مَسْكُوْنَةٍ	فِيْهَا		مَتَاعٌ
تَدْخُلُوْا	بُيُوْتًا	غَيْرَ	مَسْكُوْنَةٍ	فِيْ	هَا	مَتَاعٌ
داخل ہو تم	گھروں (میں)	(جو) نہ (ہوں)	رہائشی	میں	اُن	سامان (ہے)
ان گھروں میں جاؤ جو خاص کسی کی سکونت کے نہیں (۲۱)۔ اور ان کے برتنے کا						

تفسیر:

(۲۱)۔ شانِ نُزول: پچھلی آیت اُترنے کے بعد صحابہ کرام نے حضور (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم) سے اُن مسافر خانوں کے متعلّق پوچھا جو مکہ معظّمہ اور مدینہ منوّرہ کے درمیان یا شام کے راستے میں بنے ہیں کہ کیا اُن میں بھی بغیر پوچھے اندر داخل نہیں ہو سکتے؟ تب یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی اور اِس سے مُراد مسافِر خانے اور منزِلیں ہیں۔

لَّكُمْ ؕ		وَ	اللّٰهُ	يَعْلَمُ	مَا	تُبْدُوْنَ	وَ	مَا	تَكْتُمُوْنَ ﴿۲۹﴾
لَ	كُمْ	وَ	اللّٰهُ	يَعْلَمُ	مَا	تُبْدُوْنَ	وَ	مَا	تَكْتُمُوْنَ
–	تمہارا	اور	اللہ	جانتا ہے	(وہ) جو	ظاہر کرتے ہو تم	اور	(وہ) جو	چھپاتے ہو تم

تمہیں اختیار ہے(۲۲) اور اللہ جانتا ہے جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو تم چھپاتے ہو(۲۳)۔

تفسیر:

(۲۲) کیونکہ وہ وَقْف ہیں تمہیں وہاں ٹھہرنے، غُسل کرنے، آرام کرنے کا حق ہے۔

(۲۳) اِس میں اِشارۃً فرمایا گیا کہ ان مقامات میں بھی بُری نیّت سے نہ جاؤ، جو چوری کرنے یا غیر مَحرم عورتوں کو تکنے کے لیے جائے گا سزا پائے گا۔

سوالات

(۱) حضرت ابو بکر صدیق (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کو اِمامت کیلئے کیوں منتخب کیا گیا؟

(۲) ﴿وَ لَا یَاْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَ السَّعَةِ اَنْ یُّؤْتُوْۤا اُولِی الْقُرْبٰى وَ الْمَسٰكِیْنَ وَ الْمُهٰجِرِیْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ.....﴾ اِلخ یہ آیت کس کے حق میں نازل ہوئی اور اِسکے نُزول کا سبب کیا تھا؟

(۳) کیا گناہ کبیرہ کے اِرتکاب سے مسلمان اِسلام سے خارج ہو جاتا ہے؟

(۴) ﴿اَلْخَبِیْثٰتُ لِلْخَبِیْثِیْنَ وَ الْخَبِیْثُوْنَ لِلْخَبِیْثٰتِ ۚ وَ الطَّیِّبٰتُ لِلطَّیِّبِیْنَ وَ الطَّیِّبُوْنَ لِلطَّیِّبٰتِ ۚ اُولٰٓىٕكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا یَقُوْلُوْنَ﴾ اس آیت کے نُزول کا کیا سبب ہے؟

(۵) کیا حضرت عائشہ صِدّیقہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) حضرت مَریَم (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) سے اَفضل ہیں، اگر اَفضل ہیں تو اِسکی وجہ کیا ہے؟

(۶) حضرت عائشہ صدّیقہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کی خُصوصیّات کیا ہیں؟

(۷) حضورِ اَنور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کا روضہ اَنور کہاں بنا؟

(۸) کیا بادشاہ، سپاہی، پیر فقیر کو بغیر اِجازت کسی کے گھر میں داخل ہونا جائز ہے؟

(۹) کیا کسی گھر سے اِجازتِ داخلہ نہ مِلنے پر اِصرار (ضد) کرسکتے ہیں؟

(۱۰) کسی گھر سے اِجازت نہ ملی تو کیا بُرا ماننا چاہئے؟

باب نمبر ③

قُلْ		لِّــلْمُؤْمِنِیْنَ	یَغُضُّوْا	مِنْ
قُلْ	لِّ	الْمُؤْمِنِیْنَ	یَغُضُّوْا	مِنْ
فرمادیجئے	واسطے	مسلمان مردوں (کے)	نیچی رکھیں وہ	-
مسلمان مردوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں(۱)۔				

تفسیر:

(۱)۔ اِس طرح کہ جن چیزوں کا دیکھنا جائز نہیں اُنہیں نہ دیکھیں۔ خیال رہے کہ اَمْرد لڑکے کو شَہوت سے دیکھنا حرام ہے اسی طرح اَجْنَبِیہ کا بدن دیکھنا حرام اَلبتہ طبیب مَرَض کی جگہ کو اور جس عَورت سے نِکاح کرنا ہو اُسے چُھپ کر دیکھنا جائز ہے[1]۔ (مدارک واحمدی وغیرہ)

اَبْصَارِ	هِمْ	وَ	یَحْفَظُوْا	فُرُوْجَ	هُمْ ؕ	ذٰلِكَ
اَبْصَارِ	هِمْ	وَ	یَحْفَظُوْا	فُرُوْجَ	هُمْ	ذٰلِكَ
آنکھیں	اپنی	اور	حفاظت کریں وہ	شرمگاہوں	اپنی (کی)	یہ

(1)… حدیث میں آیا ہے کہ: ((جس سے نکاح کرنا چاہتے ہو اُسکو دیکھ لو کہ یہ بقائے محبت کا ذریعہ ہو گا))۔ (ترمذی ۲/۳۴۶) اِسی طرح عورت اُس مَرد کو جس نے اُس کے پاس پیغام بھیجا ہے دیکھ سکتی ہے اگرچہ اندیشہ شہوت ہو مگر دیکھنے میں دونوں کی یہی نیت ہو کہ حدیث پر عمل کرنا چاہتے ہیں۔ اور اگر اسکو دیکھنا ناممکن ہو جیسا کہ اِس زمانہ کا رواج یہ ہے کہ اگر کسی نے نکاح کا پیغام دے دیا تو کسی طرح بھی اُسے لڑکی کو نہیں دیکھنے دیں گے یعنی اُس سے اتنا زبردست پردہ کیا جاتا ہے کہ دوسرے سے اتنا پردہ نہیں ہوتا اِس صورت میں اُس شخص کو یہ چاہئے کہ کسی عورت کو بھیج کر دِکھوالے اور وہ آکر اس کے سامنے سارا حلیہ ونقشہ وغیرہ بیان کردے تاکہ اسے اس کی شکل وصورت کے متعلّق اِطمینان ہو جائے۔ (بہارِ شریعت ۳/۴۴۷ بحذف، شامی)

اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں (۲)۔ یہ

تفسیر:

(۲)۔ اِس طرح کہ زِنا اور زِنا کے اَسباب سے بچیں کہ سِوا اپنی زَوجہ اور مملوکہ لونڈی کے کسی پر سِتر ظاہر نہ ہونے دیں۔

اَزْكٰى	لَهُمْ ط		اِنَّ	اللّٰهَ	خَبِيْرٌۢ	بِمَا
اَزْكٰى	لَ	هُمْ	اِنَّ	اللّٰهَ	خَبِيْرٌۢ	بِمَا
بہت ستھرا (ہے)	واسطے	اُن (کے)	تحقیق	اللہ	باخبر ہے	(اس سے) جو
ان کے لئے بہت ستھرا ہے (۳)۔ بیشک اللہ کو ان کے کاموں کی خبر ہے						

تفسیر:

(۳)۔ یعنی نیچی نِگاہ رکھنا، اَسبابِ زِنا سے بچنا، تہمت کے مَقام سے بھاگنا بہت بہتر ہے۔

يَصْنَعُوْنَ ﴿۳۰﴾	وَ	قُلْ	لِّلْمُؤْمِنٰتِ		يَغْضُضْنَ	مِنْ
يَصْنَعُوْنَ	وَ	قُلْ	لِ	الْمُؤْمِنٰتِ	يَغْضُضْنَ	مِنْ
کرتے ہیں وہ	اور	فرمادیجئے	واسطے	مسلمان عورتوں (کے)	نیچی رکھیں وہ	-
اور مسلمان عورتوں کو حکم دو (۴)۔ کہ اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں (۵)۔						

تفسیر:

(۴)۔ اِس سے معلوم ہوا کہ یہ اَحکام مومنہ عورتوں کے لیے ہیں۔ کافرہ عورت مَردوں کے حکم میں ہے۔ مومنہ کو کافرہ سے پردہ کرنا چاہیے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے مَرد اَجنبی عورت کو نہ دیکھے ایسے ہی عورت اجنبی مرد کو نہ دیکھے[1]۔ اسی

---

(1)... شیخِ طریقت اَمیرِ اَہلسنت بانیٔ دعوتِ اِسلامی حضرت علامہ مَولانا اَبو بلال **محمد اِلیاس عطّار** قادِری رَضَوی ضیائی (دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِيَه) فرماتے ہیں: افسوس! آج کل دَیْوَر و جیٹھ، بہنوئی اور خالہ زاد، ماموں زاد، چچازاد و پھوپھی زاد، پُھوپھا اور خالو سے پردہ کرنے کا ذِہن ہی نہیں، اگر کوئی مدینے کی دیوانی پردہ کی کوشش کرے بھی تو بے چاری کو طرح طرح سے ستایا جاتا ہے۔ مگر ہِمّت نہیں ہارنی چاہیے۔ نامُساعِد حالات کے باوُجود جو خوش نصیب اسلامی بہن شَرعی پردہ نبھانے میں کامیاب ہو جائے اور جب

لیے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے نابینا مرد کو گھر میں آنے کی اِجازت نہ دی۔ حضرت عائشہ صدیقہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا) وغیرہا نے عَرْض کیا کہ وہ تو نابینا ہیں تو فرمایا: ((أَفَعَمْيَاوَانِ أَنْتُمَا؟)) کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ (۵) یعنی اگر ضرورتاً ان عورتوں کو باہر جانا پڑے تو اِن پابندیوں کے ساتھ جائیں۔ ورنہ بلا ضرورت گھروں سے نکلنا ہی ٹھیک نہیں۔ ربّ فرماتا ہے ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾[1] جب پیغمبر کی بیویوں کو جو مسلمانوں کی مائیں ہیں

دُنیا سے رخصت ہو تو کیا عجب! مصطفٰے کی نورِ عین، شہزادیٔ کونین، مادرِ حسنین، سیّدۃُ النِّساء فاطمۃُ الزَّہراء (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا) اُس کا پُرتپاک اِستقبال فرمائیں، اُس کو گلے لگائیں اور اسے اپنے باباجان، دو جہان کے سلطان، رحمتِ عالمیان (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کی اَنجمن میں پہنچائیں۔

کیوں کریں بزمِ شَبِستانِ جِناں کی خواہش
جَلوۂ یار جو شمعِ شبِ تنہائی ہو (ذوقِ نعت)

دَیْوَر وجَیٹھ، بہنوئی اور خالہ زاد، ماموں زاد، چچازاد و پھوپھی زاد، پھوپھا اور خالو سے پردے کی تاکید کرتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اہلِ سنّت، مُجَدِّدِ دین وملّت، مولانا شاہ اَحمد رَضا خان (عَلَیْہِ رَحمَۃُ الرَّحمٰن) فرماتے ہیں: "جَیٹھ، دَیْوَر، بہنوئی، پُھپّا، خالو، چچازاد، ماموں زاد، پھپّی زاد، خالہ زاد بھائی یہ سب لوگ عورت کے لئے محض اَجنبی (یعنی غیر مَرد) ہیں بلکہ ان کا ضَرَر (نقصان) نِرے بیگانے (یعنی بالکل پَرائے) شخص کے ضَرَر سے زائد ہے کہ مَحض غیر (یعنی بِالکل ناواقِف) آدمی گھر میں آتے ہوئے ڈرے گا اور یہ (یعنی بیان کردہ رشتے دار) آپس کے مَیل جَول (اور جان پہچان) کے باعث خوف نہیں رکھتے۔ عورت نِرے اَجنبی (یعنی بالکل ناواقِف) شخص سے دَفعَۃً (فوراً) مَیل نہیں کھا سکتی (یعنی بے تکلُّف نہیں ہو سکتی) اور اُن (یعنی مذکورہ رشتہ داروں) سے لحاظ ٹُوٹا ہوتا ہے (یعنی جھجک اُڑی ہوئی ہوتی ہے) وَلِہٰذا جب رسولُ اللّٰہ (عَزَّوَجَلَّ وصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے غَیر عَورتوں کے پاس جانے کو مَنْع فرمایا (تو) ایک صَحابیِ اَنصاری (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے عَرْض کی، یارسولَ اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) جَیٹھ دَیْوَر کے لئے کیا حکم ہے؟ فرمایا: "جیٹھ، دَیْوَر تو مَوت ہیں۔" (فتاوی رضویہ ج ۲۲ ص ۲۱۷)

("پردے کے بارے میں سُوال جواب" ص: ۴۸ تا ۵۰)

(1)...ترجمہ کنزالایمان: [اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو] (پارہ ۲۱، الأحزاب: ۳۳)

گھروں میں رہنے کی تاکید ہے تو دوسروں کا کیا پوچھنا[۱]؟

---

(1)... شیخِ طریقت امیرِ اَہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادری رَضَوی ضیائی (دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِيَه) فرماتے ہیں: مسلمانوں کی ترقّی میں پردہ نہیں درحقیقت بے پردگی رُکاوٹ بنی ہوئی ہے! جی ہاں، جب تک مسلمانوں میں شرم و حیا اور پردے کا دَور دَورہ رہا تب تک وہ فُتوحات پر فُتوحات کرتے چلے گئے یہاں تک کہ دنیا کے بے شُمار ممالِک پر پرچمِ اسلام لہرانے لگا۔ پردہ نشین ماؤں نے بڑے بڑے بہادُر جرنیل و سپہ سالار، عظیم حکمران، عُلَمائے رَبّانیّین (رَبّانی۔یین) اور اَولیائے کاملین کو جَنَم دیا، تمام اُمّہاتُ الْمُؤمنین وجملہ صحابیّاتِ سیّدُ المرسلین (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُنَّ) باپردہ تھیں، حَسَنَینِ کریمین (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمَا) کی والِدۂ ماجِدہ خاتونِ جنّت سیّدہ فاطِمہ زَہراء (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھَا) باپردہ تھیں، سرکارِ بغداد حُضُورِ غوثِ اعظم (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْاَکْرَم) کی والِدۂ محترمہ سیّدَتُنا اُمُّ الخیر فاطِمہ (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھَا) باپردہ تھیں۔ اَلغَرَض جب تک پردہ قائم تھا اور عِفّت مآب خواتین چادر اور چار دیواری کے اَندر تھیں، مسلمان خوب ترقّی کی مَنازِل طے کرتا رہا اور کافِروں پر غالِب رہا۔ جب سے کُفّارِ مکّار کے زیرِ اَثر آکر مسلمانوں نے بے پردگی کا سلسلہ شروع کیا ہے، مُسلسل **تَنَزُّل** کے گہرے گڑھے میں گرتے چلے جارہے ہیں، کل تک جو کُفّارِ بداَنجام مسلمان کے نام سے لرزہ بَراَندام تھے آج وہ مسلمانوں کی بے پردگیوں اور بد عَمَلیوں کے باعث غالب آچکے ہیں، اِسلامی ممالِک پر باقاعِدہ جارِحانہ حملے ہو رہے ہیں اور ظالمانہ قبضے کئے جارہے ہیں مگر مسلمان ہے کہ ہوش کے ناخُن نہیں لیتا۔ آہ! آج کا نادان مسلمان T.V.، V.C.R. اور INTER NET پر فلمیں ڈرامے چلا کر، بے ہُودہ فلمی گیت گُنگنا کر، شادیوں میں ناچ رنگ کی محفلیں جما کر، کافروں کی نَقّالی میں داڑھی مُنڈا کر، کفّار جیسا بے شرمانہ لباس بدن پر چڑھا کر، اسکوٹر کے پیچھے بے پردہ بیگم کو بٹھا کر، بے حیا بیوی کو مَیک اَپ کروا کر، مخلوط تفریح گاہ میں لے جا کر، اپنی اَولاد کو دُنیوی تعلیم کی خاطر کفّار کے ممالک میں کافروں کے سپرد کروا کر نہ جانے کس قسم کی ترقّی کا مُتلاشی ہے!

وہ قوم جو کل تک کھیلتی تھی شمشیروں کے ساتھ
سینما دیکھتی ہے آج وہ ہمشیروں کے ساتھ

جہنّم میں عورتوں کی کثرت

آہ! آہ! آہ! عورتوں میں بے پردگی اور گناہوں کی کثرت ہونا اِنتہائی تشویشناک ہے، خدا کی قسم! جہنّم کا عذاب برداشت نہیں ہو سکے گا۔ صحیح مسلم میں ہے: حُضُور نبیِ کریم (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ) کا اِرشادِ عبرت بُنیاد ہے: "میں نے جہنّم میں ملاحظہ فرمایا کہ عورتیں جہنّم میں زیادہ ہیں۔" (صَحِیح مُسلِم ص ۲۲۸ حدیث ۲۷۳۷)

⇦

اَبْصَارِهِنَّ		وَ	يَحْفَظْنَ	فُرُوْجَهُنَّ		وَ
اَبْصَارِ	هِنَّ	وَ	يَحْفَظْنَ	فُرُوْجَ	هُنَّ	وَ
آنکھیں	اپنی	اور	حفاظت کریں وہ	شرمگاہوں	اپنی (کی)	اور
اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں (۶) اور						

تفسیر: (۶) کہ زِنا اور اَسبابِ زِنا سے بچیں۔ حتی کہ اپنی آواز بھی غیر مَحرَم کو نہ سنائیں۔ آواز والا زیور نہ پہنیں جبکہ اَجنبی سنتے ہوں اسی لئے عورت اَذان نہیں کہہ سکتی[1]۔

یہ شَرحِ آیۂ عِصمَت ہے جو ہے بَیش نہ کم — دِل و نظر کی تباہی ہے قُربِ نا مَحرَم
حیا ہے آنکھ میں باقی نہ دل میں خوفِ خدا — بہت دنوں سے نظامِ حیات ہے بَرہَم
یہ سَیر گاہیں کہ مَقتَل ہیں شرم و غیرت کے — یہ مَعصِیَت کے مَناظِر ہیں زینتِ عالَم
یہ نیم باز سا بُرقع یہ دِیدہ زَیب نِقاب — جَھلک رہا ہے جَھلاجَھل قمیص کارَیشم
نہ دیکھ رَشک سے تہذیب کی نُمائش کو — کہ سارے پھول یہ کاغذ کے ہیں خدا کی قسم
وُہی ہے راہ ترے عزم و شوق کی منزل — جہاں ہیں عائشہ و فاطمہ کے نقشِ قدم

تِری حیات ہے کِردارِ رابِعہ بَصری
ترے فَسانے کا موضوع عِصمتِ مَریم

(" پردے کے بارے میں سوال جواب" ص: ۱۵۲ تا ۱۵۶)

(1)... شیخ طریقت اَمیر اَہلسنت بانیٔ دعوتِ اِسلامی حضرت علامہ مَولانا اَبو بلال **محمد اِلیاس عطّار** قادِری رَضَوی ضیائی (دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِیَه) فرماتے ہیں: میرے آقا اعلیٰ حضرت (رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه) ایک سُوال کے جواب میں اِرشاد فرماتے ہیں: عورت کا (نعتیں وغیرہ) خوش اِلحانی سے بآواز ایسا پڑھنا کہ نامَحرموں کو اُس کے نغمے (یعنی راگ و ترنُّم) کی آواز جائے حرام ہے۔ "نوازِل فقیہ ابو اللَّیث سمرقندی" (رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَیْه) میں ہے، عورت کا خوش آواز کر کے کچھ پڑھنا "عورۃ" یعنی مَحَلِّ سِتر (چھپانے کی چیز) ہے۔ "کافی امام ابو البرکات نسفی" میں ہے، عورت بُلند آواز سے تَلْبِیَہ یعنی (لَبَّیْکَ اَللّٰھُمَّ لَبَّیْکَ) نہ پڑھے اس لئے کہ اس کی آواز قابلِ سِتر (چھپانے کے قابل چیز) ہے۔ عَلّامہ شامی قُدِّسَ سِرُّہُ السَّامی فرماتے ہیں، عورتوں کو اپنی

لَا	یُبْدِیْنَ		زِیْنَتَهُنَّ	اِلَّا	مَا	ظَهَرَ	مِنْهَا	
لَا	یُبْدِیْنَ	زِیْنَتَ	هُنَّ	اِلَّا	مَا	ظَهَرَ	مِنْ	هَا
نہ	ظاہر کریں وہ	زینت	اپنی	مگر	وہ	جو ظاہر ہو	سے	اُس
اپنا بناؤ نہ دکھائیں مگر جتنا خود ہی ظاہر ہے (۷)۔								

تفسیر:

(۷)۔ تفسیرِ احمدی اور خزائن العرفان میں فرمایا کہ یہ حکم نماز کا ہے یعنی نماز میں عورت چہرہ اور منہ، کلائی سے نیچے ہاتھ، ٹخنے سے نیچے پاؤں ڈھکنے کی پابند نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ یہ اَعضاء اَجنبی مَردوں کو دکھائے، ربّ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ﴾ (احزاب: ۵۳) (ترجمہ): جب تم نبی کی اَزواج سے کچھ سامان مانگو تو پردے کے پیچھے سے مانگو، خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا تین عُضو عورت نہیں۔ ان کا چھپانا فرض نہیں، مگر اَجنبی کو دِکھانا حرام ہے[1]۔ خیال رہے کہ یہاں زِینت سے مُراد زینت کی جگہ ہے جیسے سَر

آواز بُلند کرنا، انھیں لمبا اور دراز (یعنی اُن میں اُتار چڑھاؤ) کرنا، اُن میں نَرم لہجہ اختیار کرنا اور ان میں تَقطِیع کرنا (کاٹ کاٹ کر تَحلیلی عَروض یعنی نظم کے قواعد کے مطابِق)، اَشعار کی طرح آوازیں نکالنا، ہم ان سب کاموں کی عورتوں کو اجازت نہیں دیتے اس لئے کہ ان سب باتوں میں مَردوں کا اُن کی طرف مائل ہونا پایا جائے گا اور اُن مَردوں میں جذباتِ شَہوانی کی تحریک پیدا ہو گی اِسی وجہ سے عورت کو یہ اِجازت نہیں کہ وہ اَذان دے۔ وَاللّٰهُ تَعَالٰی اَعْلَم۔ (رَدُّالْمُحتار ج ۲ ص ۹۷، فتاوٰی رضویہ ج ۲۲ ص ۲۴۲)

("پردے کے بارے میں سوال جواب" ص ۲۵۵، ۲۵۶)

(1)... شیخِ طریقت اَمیرِ اَہلسنت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مَولانا ابو بلال **محمد اِلیاس عطّار** قادِری رَضَوی ضیائی (دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ) فرماتے ہیں: البتّہ ضَرورتاً بعض قُیُودات کے ساتھ دیکھ سکتا ہے۔ اِس کی بعض صورتیں بیان کرتے ہوئے صدرُ الشَّریعہ، بدرُ الطَّریقہ حضرتِ علامہ مولٰینا مفتی محمد امجد علی اَعظمی (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ اللّٰہِ الْقَوِی) فرماتے ہیں: اَجنبی عورت کی طرف نظر کرنے کا حکم یہ ہے کہ (ضرورت کے وقت) اُس کے چہرے اور ہتھیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے کیونکہ اس کی ضَرورت پڑتی ہے کہ کبھی اس کے مُوافِق یا مخالِف شہادت (گواہی) دینی ہوتی ہے یا فیصلہ کرنا ہوتا ہے اگر اُسے نہ دیکھا ہو تو کیونکر گواہی دے

جو جُھومَر کی جگہ ہے اور ہاتھ کَنگَن کی اور پاؤں پازیب اور جھانْجَن کی۔ ناک بُلاق کی، کان بالی پہننے کی جگہ ہے۔

وَ	لْـیَضْرِبْنَ		بِـخُمُـرِهِنَّ			عَلٰی
وَ	لْ	یَضْرِبْنَ	بِ	خُمُرِ	هِنَّ	عَلٰی
اور	چاہیے (کہ)	ڈالے رہیں وہ	-	دوپٹے	اپنے	پر
اور	دوپٹے	اپنے	گریبانوں	پر	ڈالے	رہیں (۸)۔

تفسیر:

(۸) اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے لیے صِرف کُرتا کافی نہیں بلکہ دَوپٹہ بھی ضروری ہے تاکہ جسم کا اندازہ نہ ہوسکے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ دَوپٹہ صرف سَر پر ہی نہ ہو بلکہ اِتنا بڑا ہو کہ سَر و سینہ اور پیٹھ سب ڈھک دے، یہ بھی معلوم ہوا کہ دوپٹہ اِتنے باریک کپڑے کا نہ ہو جو جسم چُھپا نہ سکے[1]۔

سکتا ہے کہ اُس نے ایسا کیا ہے۔ اُس کی طرف دیکھنے میں بھی وہی شرط ہے کہ شَہوت کا اندیشہ نہ ہو اور یوں بھی ضَرورت ہے کہ (آج کل گلیوں بازاروں میں) بہُت سی عورتیں گھر سے باہَر آتی جاتی ہیں لہٰذا اس سے بچنا بھی دشوار ہے۔ بعض عُلماء نے قدم کی طرف بھی نظر کو جائز کہا ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ١٦، ص ٨٩)

مزید فرماتے ہیں: اَجْنَبِیَّہ عورت کے چہرہ کی طرف اگرچِہ نظر جائز ہے جب کہ شَہوت کا اندیشہ نہ ہو مگر یہ زمانہ فتنے کا ہے اِس زمانے میں ایسے لوگ کہاں جیسے اَگلے زمانے میں تھے لہٰذا اس زمانے میں اس کو (یعنی چہرے کو) دیکھنے کی مُمانَعَت کی جائے گی مگر گواہ و قاضی کے لیے کہ بوجہِ ضَرورت ان کے لیے نظر کرنا جائز ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ١٦، ص ٨٩-٩٠)

("پردے کے بارے میں سوال جواب" ص: ٣٠، ٣١)

(1)... شیخِ طریقت اَمیرِ اَہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مَولانا اَبو بلال **محمد اِلیاس عطّار** قادری رَضَوی ضیائی (دَامَتْ بَرَکَاتُهُمُ الْعَالِيَه) فرماتے ہیں: حضرت سَیِّدُنا دِحیہ بن خلیفہ (رَضِيَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ) فرماتے ہیں: رسولِ اکرم، نُورِ مُجَسَّم، رَحمتِ عالَم، شاہِ آدم و بنی آدم (صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّم) کی خدمتِ سراپا رَحمت میں ایک مرتبہ مِصر کے سفید رنگ کے باریک کپڑے لائے گئے سرکارِ دوعالَم (صَلَّى اللهُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّم) نے اُن میں سے ایک کپڑا مجھے عطا کیا اور ارشاد فرمایا: اِس کے دو ٹکڑے کر کے ایک سے اپنا کُرتا اور دوسرا اپنی بیوی کو دے دینا جس سے وہ اپنا دَوپٹا بنالے۔ راوی کہتے ہیں جب میں چلنے لگا تو حضور اکرم

⇦

جُیُوْبِہِنَّ ص		وَ	لَا	یُبْدِیْنَ	زِیْنَتَہُنَّ	
جُیُوْبِ	ہِنَّ	وَ	لَا	یُبْدِیْنَ	زِیْنَتَ	ھُنَّ
گریبانوں	اپنے	اور	نہ	ظاہر کریں وہ	زینت	اپنی
اور	اپنا		سنگھار	ظاہر	نہ	کریں

اِلَّا	لِبُعُوْلَتِہِنَّ			اَوْ	اٰبَآئِہِنَّ	
اِلَّا	لِ	بُعُوْلَةِ	ہِنَّ	اَوْ	اٰبَآءِ	ہِنَّ

(صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے مجھے اس بات کی تاکید کی کہ اپنی بیوی کو کہنا کہ اس کے نیچے دوسرا کپڑا لگالے تا کہ دوپٹے کے نیچے کچھ نظر نہ آئے۔ (سُنَنُ اَبی دَاود ج ۴ص ۸۸حدیث ۴۱۱۶)

باریک دوپٹّا پھاڑدیا

ایک مرتبہ اُمُّ الْمُؤمنین حضرت سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کی خدمتِ سراپا غیرت میں ان کے بھائی حضرتِ سیِّدُنا عبد الرحمن (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کی بیٹی سَیِّدَتُنا حفصہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) حاضر ہوئیں انہوں نے باریک دوپٹّا اوڑھ رکھا تھا، حضرتِ سَیِّدَتُنا عائِشہ صِدّیقہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) نے اِس دوپٹّے کو پھاڑ دیا اور انھیں موٹا دوپٹّا اُڑھا دیا۔

(مؤطا امام مالک ج ۲ ص ۴۱۰ حدیث ۱۷۳۹)

مُفَسّرِ شہیر حکیمُ الاُمَّت حضرتِ مفتی احمد یار خان (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الحنّان) اس حدیث پاک کے تحت فرماتے ہیں: یعنی اس دوپٹّہ کو پھاڑ کر دو رُومال بنادیئے تا کہ اوڑھنے کے قابِل نہ رہے، رُومال کے کام آوے لہٰذا اس پر یہ اِعتراض نہیں کہ آپ نے یہ مال ضائع کیوں فرمادیا۔ مزید فرماتے ہیں: یہ ہے عملی تبلیغ اور بچیوں کی صحیح تربیت و تعلیم اس دوپٹّہ سے سَر کے بال چمک رہے تھے، سِتْر حاصل نہ تھا اس لیے یہ عمل فرمایا۔ (مراٰۃ ج ۶ ص ۱۲۴)

ہر حال میں پردہ

حضرتِ سیِّدَتُنا اُمِّ خلّاد (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کا بیٹا جنگ میں شہید ہوگیا۔ آپ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) ان کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کیلئے نِقاب ڈالے باپردہ بارگاہِ رسالت (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) میں حاضر ہوئیں، اِس پر کسی نے حیرت سے کہا: اِس وقت بھی آپ نے نِقاب ڈال رکھا ہے! کہنے لگیں: میں نے بیٹا ضرور کھویا ہے، حیا نہیں کھوئی۔ (سُنَنُ اَبی دَاود، ج ۳ص ۹حدیث ۲۴۸۸)

("پردے کے بارے میں سوال جواب" ص: ۲۱۳تا۲۱۶)

مگر	واسطے	خاوندوں	اپنے(کے)	یا	باپوں	اپنے(کے)
مسگر اپنے شوہروں پر یا اپنے باپ(۹)۔						

تفسیر:

(۹)۔ باپ سے مُراد سارے اُصول، دادا، پَڑدادا وغیرہ ہیں اور بیٹوں سے مُراد سارے فروع پوتا، نَواسا وغیرہ ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ شوہر اور مَحْرَموں سے پردہ نہیں۔ مَحرم وہ جس سے رِشتہ کی بناء پر نِکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام ہو، خواہ ذِی رِحْم بھی ہو یا نہ ہو۔ (تفصیل کے لئے شروع میں اصطلاحات دیکھئے۔ علمیہ)

اَوْ	اٰبَآءِ	بُعُوْلَتِہِنَّ		اَوْ	اَبْنَآئِہِنَّ	
اَوْ	اٰبَآءِ	بُعُوْلَةِ	هِنَّ	اَوْ	اَبْنَآءِ	هِنَّ
یا	باپوں	خاوندوں	اپنے(کے)	یا	بیٹوں	اپنے(کے)
یا شوہروں کے باپ یا اپنے بیٹے						

اَوْ	اَبْنَآءِ	بُعُوْلَتِہِنَّ		اَوْ	اِخْوَانِہِنَّ	
اَوْ	اَبْنَآءِ	بُعُوْلَةِ	هِنَّ	اَوْ	اِخْوَانِ	هِنَّ
یا	بیٹوں	خاوندوں	اپنے(کے)	یا	بھائیوں	اپنے(کے)
یا شوہروں کے بیٹے (۱۰)۔ یا اپنے بھائی						

تفسیر:

(۱۰)۔ یعنی سَوتیلے بیٹے کہ اب وہ بھی مَحرم ہوگئے۔ اگرچہ ذِی رِحْم نہیں۔

اَوْ	بَنِیْۤ	اِخْوَانِہِنَّ		اَوْ	بَنِیْۤ	اَخَوٰتِہِنَّ	
اَوْ	بَنِیْۤ	اِخْوَانِ	هِنَّ	اَوْ	بَنِیْۤ	اَخَوٰتِ	هِنَّ
یا	بیٹوں	بھائیوں	اپنے(کے)	یا	بیٹوں	بہنوں	اپنی(کے)
یا اپنے بھتیجے یا اپنے بھانجے(۱۱)۔							

تفسیر:

(۱۱) چچا، ماموں وغیرہ بھی اس حکم میں ہیں کہ ان سے پردہ نہیں۔

اَوْ	نِسَآئِهِنَّ		اَوْ	مَا	مَلَكَتْ	اَيْمَانُهُنَّ	
اَوْ	نِسَآءِ	هِنَّ	اَوْ	مَا	مَلَكَتْ	اَيْمَانُ	هُنَّ
یا	عورتوں	اپنی (کے)	یا	جن (کے)	مالک ہوئے	دائیں ہاتھ	اُن (کے)
یا اپنے دین کی عورتیں (۱۲) یا اپنی کنیزیں جو اپنے ہاتھ کی مِلک ہوں (۱۳)							

تفسیر:

(۱۲) اس سے معلوم ہوا کہ مومنہ عورت کافرہ عورت سے پردہ کرے۔ حضرت عمر (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے حکم دیا تھا کہ کافرہ عورتیں مومنہ عورتوں کے ساتھ حمّام میں نہ جائیں[1]۔

---

(1)... شیخِ طریقت امیرِ اَہلسنت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مَولانا ابو بلال **محمد الیاس عطّار** قادِری رَضَوی ضیائی (دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ) فرماتے ہیں: میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلِ سنّت، مُجَدِّدِ دین وملّت مولانا شاہ اِمام اَحمد رَضا خان (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن) فرماتے ہیں: "شَرِیعت کا تو یہ حکم ہے کہ کافِرہ عورت سے مسلمان عورت کو ایسا پردہ واجِب ہے جیسا انھیں مَرد سے، یعنی سَر کے بالوں کا کوئی حصّہ یا بازو یا کلائی یا گلے سے پاؤں کے گٹّوں کے نیچے تک جسم کا کوئی حصّہ مسلمان عورت کا کافِرہ عورت کے سامنے کُھلا ہونا جائز نہیں۔" (فتاوی رضویہ ج ۲۳ ص ۶۹۲)

کبیرہ گناہ کرنے والی یا صغیرہ گناہ پر اِصرار کرنے والی مثلاً نَماز نہ پڑھنے والی، ماں باپ کو ستانے والی، غیبت و چغلی کرنے والی فاسِقہ کہلاتی ہے۔ جبکہ زانیہ، فاحِشہ اور بدکار عورت کو فاسِقہ کے ساتھ ساتھ فاجِرہ بھی کہتے ہیں۔ فاسِقہ سے پردہ نہیں اور فاجِرہ سے بھی پردہ کرنے کا احتیاطاً حکم ہے۔ اُس کی صحبت سے بچنا بے حد ضَروری ہے کہ بُری صحبت بُرا پھل لاتی ہے۔ فاجِرہ سے ملنے کے بارے میں حکمِ شَریعت بیان کرتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) اِرشاد فرماتے ہیں: ہاں یہ (یعنی اُس سے پردہ کرنے کا) حکم اِحتیاطی ہے، مگر یہ اِحتیاط ضَروری ہے جب دیکھے کہ اَب کچھ بھی بُرا اَثر پڑتا معلوم ہوتا ہے فوراً اِنقطاعِ کُلّی (یعنی مکمّل دُوری اختیار) کرے اور اُس کی صحبت کو آگ جانے۔ اور اِنصاف یہ ہے کہ بُرا اَثر پڑتے معلوم نہیں ہوتا اور جب پڑ جاتا ہے تو پھر اِحتیاط کی طرف ذِہن جانا قدرے دُشوار ہے لہٰذا اَمان و سلامت (فاجِرہ سے) جُدا رہنے ہی میں ہے۔ وَبِاللہِ التَّوفِیق (اور اللہ عَزَّوَجَلَّ ہی کی مدد سے توفیق مُیسّر آتی ہے)۔ (فتاوی رضویہ ج ۲۲ ص ۲۰۴ مُلَخَّصًا)

⇦

(۱۳) معلوم ہوا کہ مالکہ اپنے غلام سے پردہ کرے کیونکہ ﴿مَا﴾ سے مراد لونڈیاں ہیں۔

اَوِ	التّٰبِعِیْنَ	غَیْرِ	اُولِی	الْاِرْبَةِ	مِنَ	الرِّجَالِ
اَوِ	التّٰبِعِیْنَ	غَیْرِ	اُولِی	الْاِرْبَةِ	مِنَ	الرِّجَالِ
یا	پیچھے آنے والے (نوکر)	(جو) نہیں (ہیں)	والے	خواہش	سے	مردوں

یا نوکر بشرطیکہ شہوت والے مرد نہ ہوں (۱۴)۔

تفسیر:

(۱۴) بہت بوڑھے مرد بشرطیکہ صالح، نیک ہوں اور بالکل شہوت کے قابل نہ ہوں۔ خیال رہے کہ خصّی اور نامَرد اور بدکار ہیجڑے سے پردہ واجب ہے، مومنہ عورتیں انکے سامنے نہ ہوں۔

اَوِ	الطِّفْلِ	الَّذِیْنَ	لَمْ	یَظْهَرُوْا	عَلٰی	عَوْرٰتِ
اَوِ	الطِّفْلِ	الَّذِیْنَ	لَمْ	یَظْهَرُوْا	عَلٰی	عَوْرٰتِ
یا	بچے	(وہ) جو	نہیں	آگاہ ہوئے	پر	پردوں

یا وہ بچے جنہیں عورتوں کی شرم کی چیزوں کی خبر نہیں (۱۵)۔

تفسیر:

(۱۵) یعنی وہ چھوٹے بچے جو ابھی بُلوغ (یعنی سمجھ دار و بالغ ہونے) کے قریب بھی نہ ہوں۔ معلوم ہوا کہ **مُرَاہِق**

مولانا جلالُ الدّین رُومی (قُدِّسَ سِرُّہُ العَزِیْز) مثنوی شریف میں فرماتے ہیں:۔

تا تُوانی دُور شَو از یارِ بد   یارِ بد بدتر بُوَد از مارِ بد

مارِ بد تنہا ہمیں بر جاں زَنَد   یارِ بد بر جان و بر ایماں زَنَد

(یعنی جب تک ممکن ہو بُرے یار (ساتھی) سے دُور رہو کیونکہ بُرا ساتھی بُرے سانپ سے بھی زیادہ خطرناک اور نقصان دِہ ہے، اس لئے کہ خطرناک سانپ تو صرف جان یعنی جسم کو تکلیف یا نقصان پہنچاتا ہے جبکہ بُرا ساتھی جان اور ایمان دونوں کو برباد کر دیتا ہے)۔

(گلدستہ مثنوی ص ۹۴) (**"پردے کے بارے میں سوال جواب" ص: ۷۶ تا ۷۸**)

یعنی قریب البلوغ (عنقریب بالغ ہونے والے) لڑکے سے پردہ (کرنا) چاہیے۔

اَلنِّسَآءِ ؕ	وَ	لَا	يَضْرِبْنَ	بِاَرْجُلِهِنَّ		
اَلنِّسَآءِ	وَ	لَا	يَضْرِبْنَ	بِ	اَرْجُلِ	هِنَّ
عورتوں (کے)	اور	نہ	ماریں وہ	-	پاؤں	اپنے
اور زمین پر پاؤں زور سے نہ رکھیں (١٦)۔						

تفسیر:

(١٦)۔ اس سے معلوم ہوا کہ عورت کے زیور کی آواز بھی اجنبی نہ سنے، تو خود عورت کی آواز کا کیا پوچھنا! اسی لیے عورت کو اَذان دینا حرام ہے۔ اسی طرح عورتوں کو گانا، لاؤڈ اِسپیکر یا ریڈیو پر تقریریں کرنا سب ممنوع ہے۔ (1)

(1)... شیخِ طریقت اَمیرِ اَہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مَولانا اَبو بلال **محمد اِلیاس عطار** قادری رَضَوی ضیائی (دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ) فرماتے ہیں: اِسلامی بہنیں، اسلامی بہنوں میں بغیر مائیک کے اِس طرح نعت شریف پڑھیں کہ اُن کی آواز کسی غیر مَرد تک نہ پہنچے۔ مائیک کا اس لئے منع کیا کہ اِس پر پڑھنے یا بیان کرنے سے غیر مَردوں سے آواز کو بچانا قریب قریب ناممکن ہے۔ کوئی لاکھ دل کو مَنالے کہ آواز شامیانے یا مکان سے باہَر نہیں جاتی مگر تجربہ یِہی ہے کہ لاؤڈ اسپیکر کے ذَرِیعے عورت کی آواز عُموماً غیر مَردوں تک پَہُنچ جاتی ہے بلکہ بڑی مَحافل میں مائیک کا نظام بھی تو اکثر مَرد ہی چلاتے ہیں! سگِ مدینہ عُفِیَ عَنْہُ کو ایک بار کسی نے بتایا کہ فُلاں جگہ محفل میں ایک صاحِبہ مائیک پر بیان فرمارہی تھیں، بعض مَردوں کے کانوں میں جب اُس نِسوانی آواز نے رَس گھولا تواُن میں سے ایک بے حیا بولا، آہا! کتنی پیاری آواز ہے!! جب آواز اتنی پُرکَشِش ہے تو خود کیسی ہو گی!!! وَلَاحَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللہِ۔

اسلامی بہنیں مائیک اِستعمال نہ کریں

یاد رہے! دعوتِ اسلامی کی طرف سے ہونے والے سنّتوں بھرے اجتماعات اور اجتماعِ ذکر و نعت میں اسلامی بہنوں کیلئے لاؤڈ اسپیکر کے استِعمال پر پابندی ہے۔ لِہٰذا اسلامی بہنیں ذِہن بنالیں کہ کچھ بھی ہو جائے نہ لاؤڈ اسپیکر میں بیان کرنا ہے اور نہ ہی اس میں نعت شریف پڑھنی ہے۔ یاد رکھئے! غیر مَردوں تک آواز پہنچتی ہو اس کے باوُجود بے باکی کے ساتھ بیان فرمانے اور نعتیں سنانے والی گنہگار اور ثواب کے بجائے عذابِ نار کی حقدار ہے۔ میرے آقا اعلیٰ حضرت (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کی خدمت میں

لِيُعْلَمَ		مَا	يُخْفِيْنَ	مِنْ	زِيْنَتِـهِنَّ ط	
لِ	يُعْلَمَ	مَا	يُخْفِيْنَ	مِنْ	زِيْنَتِ	هِنَّ
تاکہ	جاناجائے	(وہ)جو	چھپاتی ہیں وہ	سے	زینت	اپنی
کہ جانا جائے		ان کا	چھپا	ہوا	سِنگھار(۱۷)	

تفسیر:

(۱۷) معلوم ہوا کہ عورت بجنے والا زیور اوّل تو پہنے ہی نہیں اور اگر پہنے تو اِتنا آہستہ پاؤں سے چلے کہ اس کی آواز نامَحرَم نہ سنے۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے فرمایا کہ ربّ تعالیٰ اس قوم کی دعا قبول نہیں فرماتا جن کی عورتیں جھانجَن پہنتی ہوں[1]۔ (خزائن)

عرض کی گئی: چند عورتیں ایک ساتھ مل کر گھر میں میلاد شریف پڑھتی ہیں اور آواز باہر تک سنائی دیتی ہے، یونہی مُحرَّم کے مہینے میں کتابِ شہادت وغیرہ بھی ایک ساتھ آواز مِلا کر (یعنی کورس میں) پڑھتی ہیں، یہ جائز ہے یا نہیں؟ میرے آقا اعلیٰ حضرت (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) نے جواباً ارشاد فرمایا: ناجائز ہے کہ عورت کی آواز بھی عورت (یعنی چُھپانے کی چیز) ہے اور عورت کی خوش اِلحانی کہ اَجنبی سُنے مَحَلِّ فتنہ ہے۔ (فتاوی رضویہ ج ۲۲ ص ۲۴۰) **(''پردے کے بارے میں سوال جواب'' ص: ۲۵۵، ۲۵۴)**

(1)... شیخِ طریقت امیرِ اَہلسنت بانیِ دعوتِ اِسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال **محمد الیاس عطّار** قادِری رَضَوی ضِیائی (دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ الْعَالِیَہ) فرماتے ہیں: میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ اِمام احمد رضا خان (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن) فتاویٰ رَضَویہ جلد ۲۲ صَفْحَہ ۱۲۷ اور ۱۲۸ پر فرماتے ہیں: بلکہ عورت کا باوصفِ قدرت بالکل بے زیور رہنا مکروہ ہے کہ مَردوں سے تَشَبُّہ (مشابہت) ہے۔ مزید فرماتے ہیں: حدیث میں ہے: رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) نے مولی علی (کَرَّمَ اللّٰہُ وَجْهَه) سے فرمایا: **((يَا عَلِيُّ مُرْ نِسَاءَكَ لَا يُصَلِّيْنَ عُطُلًا))** ترجمہ: اے علی! اپنے گھر کی خواتین کو حکم دو کہ زیور کے بِغیر نَماز نہ پڑھیں۔

(اَلْمُعْجَمُ الْاَوْسَط لِلطَّبرانی ج ۴ ص ۲۶۲ حدیث ۵۹۲۹)

اُمُّ المومنین حضرت صِدّیقہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْهَا) عورت کا بے زیور نَماز پڑھنا مکروہ (یعنی ناپسندیدہ) جانتیں اور فرماتیں کچھ نہ پائے تو ایک ڈورا ہی گلے میں باندھ لے۔ (اَلسُّنَنُ الْکُبریٰ لِلْبَیْہقی ج ۲ ص ۳۳۲ رقم ۳۲۶۷)

وَ	تُوۡبُوۡۤا	اِلَی	اللّٰهِ	جَمِیۡعًا	اَیُّهَ	الۡمُؤۡمِنُوۡنَ
وَ	تُوۡبُوۡۤا	اِلَی	اللّٰهِ	جَمِیۡعًا	اَیُّهَ	الۡمُؤۡمِنُوۡنَ
اور	توبہ کرو تم	طرف	اللہ (کی)	سب	اے	ایمان والو

اور اللہ کی طرف توبہ کرو اے مسلمانو(۱۸) سب کے سب

تفسیر:

(۱۸) اِس سے دو مسئلے معلوم ہوئے **ایک:** یہ کہ گناہ سے اِنسان ایمان سے نہیں نِکل جاتا۔ کہ ربّ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو جو ان اَحکام مذکورہ میں کوتاہی کرچکے تھے، توبہ کا حکم دیا لیکن اُنہیں مومن فرمایا۔ **دوسرے:** یہ کہ مسلمانوں کا مِل جُل کر توبہ کرنا زیادہ قبول ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر مسلمان توبہ کرے، خواہ گنہگار ہو یا نہ ہو۔

لَعَلَّ	کُمۡ	تُفۡلِحُوۡنَ	وَ	اَنۡكِحُوا	الۡاَیَامٰی	مِنۡ	کُمۡ
لَعَلَّ	کُمۡ	تُفۡلِحُوۡنَ	وَ	اَنۡكِحُوا	الۡاَیَامٰی	مِنۡ	کُمۡ
اس امید پر (کہ)	تم	مراد کو پہنچ جاؤ	اور	نکاح کردو تم	جو بے نکاح ہیں	سے	تم

(لَعَلَّكُمۡ تُفۡلِحُوۡنَ ﴿۳۱﴾ وَ اَنۡكِحُوا الۡاَیَامٰی مِنۡكُمۡ)

اس امید پر کہ تم فلاح پاؤ۔ اور نکاح کردو اپنوں

وَ	الصّٰلِحِیۡنَ	مِنۡ	عِبَادِ	کُمۡ	وَ	اِمَآءِ	کُمۡ
وَ	الصّٰلِحِیۡنَ	مِنۡ	عِبَادِ	کُمۡ	وَ	اِمَآءِ	کُمۡ
اور	جو نیک (ہیں)	سے	غلاموں	تمہارے	اور	کنیزوں	تمہاری

(وَ الصّٰلِحِیۡنَ مِنۡ عِبَادِكُمۡ وَ اِمَآئِكُمۡ ؕ)

میں ان کا جو بے نکاح ہوں (۱۹) اور اپنے لائق بندوں (۲۰) اور کنیزوں (۲۱) کا

اعلیٰ حضرت (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) بجنے والے زیور کے استعمال کے مُتعلّق اِرشاد فرماتے ہیں: بجنے والا زیور عورت کے لئے اس حالت میں جائز ہے کہ نامَحرَموں مثلاً خالہ، ماموں، چچا، پھوپھی کے بیٹوں، جیٹھ، دَیور، بہنوئی کے سامنے نہ آتی ہو نہ اس کے زیور کی جھنکار (یعنی بجنے کی آواز) نامَحرَم تک پہنچے۔ (فتاوٰی رضویہ ج ۲۲ ص ۱۲۷۔۱۲۸ مُلخَصاً)

("پردے کے بارے میں سوال جواب" ص: ۲۵۵، ۲۵۴)

تفسیر:

(۱۹) مرد یا عورت، کنوارے یا غیر کنوارے، یہ اَمْر اِستحبابی ہے، اور ضرورت کے وقت وُجوب (لازمی ہونے) کے لیے ہے اگر زِنا کا خطرہ ہو۔ معلوم ہوا کہ لونڈی و غلام مَولیٰ کی اِجازت کے بغیر نِکاح نہیں کرسکتے۔

(۲۰) جو نکاح کے لائق ہوں، یا نیک و صالح ہوں، نالائقوں کا نکاح نہ کرو جو تمہیں اور اپنی بیویوں کو پریشان کریں۔

(۲۱) اس سے معلوم ہوا کہ عَبْد کی نِسبت غیر خدا کی طرف بھی کرسکتے ہیں بمعنی خادم، لہٰذا عبد النبی، عبد الرسول کہہ سکتے ہیں۔ حدیث[۱] میں اس کی مُمانَعت تنزیہی ہے، جیسے اَنگور کو "کَرْم" کہنے سے منع فرمایا گیا[۲]۔

---

(1)...((لاَ يَقُلْ أَحَدُكُمْ عَبْدِيْ، أَمَتِيْ وَلْيَقُلْ فَتَايَ وَفَتَاتِيْ وَغُلاَمِيْ)) یعنی تم میں سے کوئی یہ نہ کہے کہ میرا بندہ، میری بندی (بلکہ کہنا ہے تو) میرا غلام، میری لونڈی کہے۔ (بخاري، كتاب العتق، باب كراهية التطاول... الخ، ۲/۱۵۹، حدیث: ۲۵۵۲)

اس حدیث کی شرح میں امام طحاوی نے فرمایا کہ: "جتنی بھی احادیث میں عَبْدِي، أَمَتِيْ کہنے سے منع فرمایا گیا ہے ان سب کو ہم اس بات پر محمول کرتے ہیں کہ مالک خود اپنے غلام یا لونڈی کو اپنی طرف منسوب کرکے یہ کہے هذا عَبدي یا هذه أَمَتِي (یعنی یہ میرا بندہ یا بندی ہے) کیونکہ اس کا یہ کہنا غرور و تکبر کی طرف لے جاتا ہے۔" اور علامہ ابن حجر عسقلانی نے فرمایا: **اتفق العلماء على أن النهي الوارد في ذلك للتنزيه.** یعنی علما کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ یہ نہی (یعنی منع) تنزیہی ہے۔

(مشكل الآثار، باب بيان مشكل ما روي عن رسول الله من نهيه ان يقول الرجل عبدي و امتي... الخ، ۱/۳۳۸، تحت الحديث: ۱۱۷۵، فتح الباري، كتاب العتق، باب كراهية التطاول... الخ، ۵/۱۵۱، تحت الحديث: ۲۵۵۲)

امام طحاوی کی اس شرح سے معلوم ہوتا ہے کہ اپنے آپ کو کسی شخص کا بندہ یا بندی کہنے میں حرج نہیں کیونکہ اس سے تکبر پیدا نہیں ہوتا۔ جیسا کہ امیر المؤمنین حضرت سیدنا عمر فاروق (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) نے فرمایا: **كُنْتُ عَبْدَهٗ وَخَادِمَهٗ** (یعنی) میں حضور کا عبد اور خادم تھا۔ (مستدرک، کتاب العلم، خطبة عمر بعد ما ولي على الناس، حدیث: ۴۴۵، ۱/۳۳۲)

اور امامِ اہلِ سنّت اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ صِرف خلافِ اَولیٰ ہے۔ (یعنی شرعاً حَرَج نہیں) (فتاوی رضویہ ۲۴/۷۰۲) [علمیہ]

(2)...حدیث میں ہے ((لاَ تُسَمُّوا الْعِنَبَ الْكَرْمَ فَإِنَّ الْكَرْمَ الرَّجُلُ الْمُسْلِمُ)) "یعنی انگور کو کَرْم نہ کہو بلکہ کرم تو مسلمان شخص ہے۔" علمانے اس حدیث کی شرح میں فرمایا کہ عَرَب لوگ انگور کو اس لئے کرم کہا کرتے تھے کیونکہ اس سے شراب بنائی جاتی

حضرت عمر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ)[1] نے فرمایا **کُنْتُ اَنَا عَبْدَہٗ وَخَادِمَہٗ** (یعنی) میں حضور کا عَبْد اور خادِم تھا۔

اِنْ	یَّکُوْنُوْا	فُقَرَآءَ	یُغْنِـهِمُ		اللّٰهُ	مِنْ
اِنْ	یَّکُوْنُوْا	فُقَرَآءَ	یُغْنِ	هِمُ	اللّٰهُ	مِنْ
اگر	ہوں وہ	تنگدست	غنی کردیگا	اُنہیں	اللہ	سے
اگر وہ فقیر ہوں تو اللہ انہیں غنی کردے گا اپنے						

فَضْلِهٖ ؕ		وَ	اللّٰهُ	وَاسِعٌ	عَلِیْمٌ ﴿۳۲﴾
فَضْلِ	ہٖ	وَ	اللّٰهُ	وَاسِعٌ	عَلِیْمٌ
فضل	اپنے	اور	اللہ	وسعت والا	جاننے والا ہے
فضل کے سبب (۲۲) اور اللہ وُسعت والا علم والا ہے					

تفسیر:

(۲۲) اس سے معلوم ہوا کہ کبھی نِکاح غِنا (امیری) کا سبب ہوجاتا ہے، کہ اس کے سبب اللہ تعالیٰ فقیر کو غنی (امیر) کردیتا ہے، عورت خوش نصیب ہوتی ہے۔

تھی جو کہ ان کے خیالِ فاسد میں کرم وسخاوت پر اُبھارتی تھی حالانکہ یہ تو بُرائیوں کی ماں ہے، لہٰذا حدیث میں مسلمانوں کو اسے کرم کہنے سے منع فرمایا گیا، اور ارشاد فرمایا گیا کہ اِس لفظ کا مستحق تو مسلمان ہے، لیکن یہ نہی تنزیہی ہے (غالباً اس وجہ سے کہ مسلمان اس سے وہ معنی مراد نہیں لیتے جس سے منع فرمایا گیا)۔ (عمدة القاری، کتاب البر والصلة، باب قول النبي علیه الصلوة والسلام إنما الکرم إلخ الحدیث: ۲۱۸۲، ۱۵/۳۰۹، المرقاة، کتاب الأدب، باب الأسامي، الفصل الأول، ۸/۵۲۲ تحت الحدیث: ۴۷۶۱) [علمیہ]

(1)... ہمارے سامنے موجود مطبوعے میں "ابن عمر" لکھا ہے غالباً یہ کاتِب کی غلطی ہے کیونکہ مذکور بالا قول ہمیں اَمیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کے حوالے سے کثیر کتب میں مِل گیا ہے جبکہ ابنِ عمر (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُمَا) کے حوالے سے کہیں نہیں ملا۔ [علمیہ]

وَ	لْـيَسْتَعْفِفِ		الَّذِيْنَ	لَا	يَجِدُوْنَ	نِكَاحًا	حَتّٰى
وَ	لْ	يَسْتَعْفِفِ	الَّذِيْنَ	لَا	يَجِدُوْنَ	نِكَاحًا	حَتّٰى
اور	چاہیے کہ	بچے رہیں	وہ لوگ	نہیں	جو پاتے (طاقت)	نکاح (کی)	یہاں تک کہ
اور چاہئے کہ بچے رہیں (۲۳) وہ جو نکاح کا مقدور نہیں رکھتے یہاں تک کہ							

تفسیر:

(۲۳) یعنی جو ناداری، غریبی کی وجہ سے نِکاح نہ کر سکیں وہ اِغلام، مُتْعہ، جَلَق، مُشت زَنی(1) سے بچیں کہ سب کام حرام ہیں۔ ایسے غریبوں کو حدیث شریف میں رَوزے کا حکم دیا گیا ہے، کہ روزے سے نفس کمزور پڑ جاتا ہے، شَہْوَت ٹُوٹتی ہے۔

يُغْنِيَـهُمُ		اللّٰهُ	مِنْ	فَضْلِـهٖ ؕ		وَ	الَّذِيْنَ
يُغْنِيَ	هُمُ	اللّٰهُ	مِنْ	فَضْلِ	هٖ	وَ	الَّذِيْنَ
غنی کردے	انہیں	اللہ	سے	فضل	اپنے	اور	وہ لوگ
اللہ مقدور والا کردے اپنے فضل سے (۲۴) اور							

تفسیر:

(۲۴) اس سے اِشارۃً معلوم ہوا کہ مُتْعَہ حرام ہے کیونکہ نادار کو صَبْر کا حکم کیا گیا، متعہ کی اجازت نہ دی گئی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ متعہ کسی مجبوری میں بھی جائز نہیں جیسے کہ شراب و سور **مَخْمَصَه** (یعنی بھوک پیاس کی شدّت) میں حلال ہو جاتا ہے؛ کیونکہ وہاں جان جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ بی بی کے بغیر جان نہیں جاتی۔ ایسی حالت میں رَوزے رکھے اس سے مَوْدُودی کا ردّ بخوبی ہو گیا کہ اس جاہل نے ایسی صورت میں مُتعہ کی اجازت دی ہے۔ نیز جَلَق و اِغلام کی حُرمت بھی معلوم ہوئی۔

---

(1)...اِغلام یعنی مرد کا مرد سے برائی کرنا، متعہ یعنی پیسے دے کر کچھ وقت کے لئے نکاح کرنا، جَلَق و مُشت زَنی ہم معنی ہیں۔ [علمیہ]

یَبۡتَغُوۡنَ	الۡكِتٰبَ	مِـمَّـا		مَلَكَتۡ	اَیۡمَانُـكُمۡ	
یَبۡتَغُوۡنَ	الۡكِتٰبَ	مِنۡ	مَّا	مَلَكَتۡ	اَیۡمَانُ	كُمۡ
جو چاہیں	کتابت	سے	(اُن) جو	مالک ہوئے	دائیں ہاتھ	تمہارے
تمہارے ہاتھ کی مِلک باندی غلاموں میں سے جو یہ چاہیں کہ کچھ مال کمانے کی شرط پر انہیں آزادی لکھ دو						

فَـــكَاتِبُـــــوۡهُـــمۡ			اِنۡ	عَلِمۡتُمۡ	فِيۡهِمۡ		خَيۡرًا ۖ
فَ	كَاتِبُوۡ	هُمۡ	اِنۡ	عَلِمۡتُمۡ	فِیۡ	هِمۡ	خَيۡرًا
تو	مکاتب بنالو تم	انہیں	اگر	جانو تم	میں	اُن	بھلائی
تو لکھ دو (۲۵) اگر ان میں کچھ بھلائی جانو (۲۶)							

تفسیر:

(۲۵) اِس سے معلوم ہوا کہ اَمر کبھی اِستحباب کے لیے بھی آتا ہے، گویا ربّ اپنے بندوں کو مَشْوَرہ دے رہا ہے کیونکہ مُکاتَب کرنا (یعنی پیسے کے عِوَض غلام کو آزادی لکھ دینا) فَرض نہیں مستحبّ ہے۔

(۲۶) شانِ نُزول: صُبَیح (نامی) غلام نے اپنے مَولا حُوَیْطِب بن عبد العُزّٰی[1] سے درخواست کی کہ مجھے مُکاتَب کر دو، انہوں نے اِنکار کیا۔ اس پر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی جس میں مسلمانوں کو مَشْوَرہ دیا گیا کہ اگر تم سمجھو کہ غلام مال ادا کر دے گا تو اسے مُکاتَب کر دو، اس میں حَرَج نہیں۔

وَّ	اٰتُوۡهُـمۡ		مِّنۡ	مَّالِ	اللّٰهِ	الَّذِیۡۤ	اٰتٰـكُمۡ ؕ	
وَّ	اٰتُوۡ	هُمۡ	مِّنۡ	مَّالِ	اللّٰهِ	الَّذِیۡۤ	اٰتٰی	كُمۡ
اور	دو تم	انہیں	سے	مال	اللہ (کے)	(وہ) جو	دیا ہے اُس نے	تمہیں
اور اس پر ان کی مدد کرو اللہ کے مال سے جو تم کو دیا (۲۷)								

تفسیر:

(۲۷) یہ آیت اِس آیت کی تفسیر ہے:

﴿وَفِی الرِّقَابِ﴾[1] ورنہ اپنے غلام کو زکوٰۃ نہیں دے سکتے یعنی مُکاتَب کو زکوٰۃ دو تاکہ وہ اپنا بدلِ کِتابَت (آزادی کا عِوَض) اَدا کر کے آزاد ہو جائے۔

وَ	لَا	تُكْرِهُوْا	فَتَيٰتِكُمْ		عَلَى	الْبِغَآءِ
وَ	لَا	تُكْرِهُوْا	فَتَيٰتِ	كُمْ	عَلَى	الْبِغَآءِ
اور	نہ	مجبور کرو تم	کنیزوں (کو)	اپنی	پر	بدکاری
اور مجبور نہ کرو اپنی کنیزوں کو بدکاری پر						

اِنْ	اَرَدْنَ	تَحَصُّنًا	لِّتَبْتَغُوْا		عَرَضَ	الْحَيٰوةِ	الدُّنْيَا ؕ
اِنْ	اَرَدْنَ	تَحَصُّنًا	لِّ	تَبْتَغُوْا	عَرَضَ	الْحَيٰوةِ	الدُّنْيَا
اگر	چاہیں وہ	بچنا	تاکہ	چاہو تم	مال / سامان	زندگی	دنیوی (کا)
جب کہ وہ بچنا چاہیں تاکہ تم دنیوی زندگی کا کچھ مال چاہو (۲۸)							

تفسیر:

(۲۸) شانِ نُزول: یہ آیت عبداللہ بن اُبَی بن سَلول (منافق) کے متعلّق نازل ہوئی جو اپنی کنیزوں کو بدکاری کرنے پر مجبور کرتا تھا تاکہ اس کی آمدن سے مالدار ہو جاوے، اُن کنیزوں نے اس کی شِکایت حضور کی خدمت میں کی۔ خیال رہے کہ یہ قید اِتّفاقی ہے اِحترازی نہیں، یہ مطلب نہیں کہ اگر وہ بدکاری سے بچنا چاہیں تب تو اُنہیں اس پر مجبور نہ کرو اور اگر خود بدکاری کرنا چاہیں تو اُنہیں حرام کاری کی اِجازت دے دو۔

وَ	مَنْ	يُّكْرِهْهُّنَّ		فَاِنَّ		اللّٰهَ
وَ	مَنْ	يُّكْرِهْ	هُّنَّ	فَ	اِنَّ	اللّٰهَ
اور	جو (وہ)	مجبور کرے گا	انہیں	پس	تحقیق	اللہ

(1)…ترجمہ کنزالایمان: [اور گردنیں چھوڑانے میں] (پارہ ۱۰، التوبۃ: ۲۰)

اور	جو	انہیں	مجبور	کرے	گا	تو	بیشک	اللہ	

مِنۡ	بَعۡدِ	اِكۡرَاهِهِنَّ		غَفُوۡرٌ	رَّحِيۡمٌ ﴿۳۳﴾
مِنۡ	بَعۡدِ	اِكۡرَاهِ	هِنَّ	غَفُوۡرٌ	رَّحِيۡمٌ
-	بعد	مجبور کیے جانے	اُن کے	بہت بخشنے والا	بے حد رحم فرمانے والا ہے
بعد اس کے کہ وہ مجبوری ہی کی حالت پر رہیں بخشنے والا مہربان ہے (۲۹)					

تفسیر:

(۲۹) یعنی جس کو زنا پر مجبور کیا گیا تو مجبور کرنے والا گنہگار ہو گا نہ کہ خود زنا کرنے والی۔ یہ حکم اُس عورت کے لیے ہے جسے قتل کی دھمکی دے کر زنا کیا گیا۔ مرد کے لیے یہ حکم نہیں۔ اِسی لیے ﴿اِكۡرَاهِهِنَّ﴾ (یعنی عورتوں کی مجبوری) فرمایا گیا۔

وَ	لَقَدۡ		اَنۡزَلۡنَاۤ	اِلَيۡكُمۡ		اٰيٰتٍ	مُّبَيِّنٰتٍ
وَ	لَ	قَدۡ	اَنۡزَلۡنَاۤ	اِلَىٰ	كُمۡ	اٰيٰتٍ	مُّبَيِّنٰتٍ
اور	البتہ	بیشک	نازل کیں ہم نے	طرف	تمہاری	آیتیں	روشن
اور بیشک ہم نے اتاریں تمہاری طرف روشن آیتیں (۳۰)							

تفسیر:

(۳۰) جس میں حرام و حلال، احکام اور سزائیں تفصیل وار مذکور ہیں۔

وَّ	مَثَلًا	مِّنَ	الَّذِيۡنَ	خَلَوۡا	مِنۡ	قَبۡلِكُمۡ	
وَّ	مَثَلًا	مِّنَ	الَّذِيۡنَ	خَلَوۡا	مِنۡ	قَبۡلِ	كُمۡ
اور	مثالیں	-	اُن لوگوں (کی)	جو گزرے	سے	پہلے	تم
اور کچھ اُن لوگوں کا بیان جو تم سے پہلے ہو گزرے (۳۱)							

تفسیر:

(۳۱) اس سے گزشتہ صالحین بھی مراد ہیں جن پر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی رحمتیں آئیں۔ اور کافر قومیں بھی مراد ہیں جن پر عذاب نازل ہوئے تاکہ رب (عَزَّوَجَلَّ) سے اُمید اور خوف ہو۔

وَ	مَوْعِظَةً	لِّلْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۴﴾		اَللّٰهُ	نُوْرُ	السَّمٰوٰتِ
وَ	مَوْعِظَةً	لِ	الْمُتَّقِيْنَ	اَللّٰهُ	نُوْرُ	السَّمٰوٰتِ
اور	نصیحت	واسطے	پرہیز گاروں (کے)	اللہ	نور (ہے)	آسمانوں
اور ڈر والوں کے لئے نصیحت،				اللہ نور ہے (۳۲) آسمانوں		

تفسیر:

(۳۲) یعنی آسمانوں اور زمین کا مُوجِد (بنانے والا) ہے۔ وجود نور ہے اور عدم تاریکی یا ان کے باشندوں کو ہدایت کرنے والا ہے یا زمین و آسمان کو سورج و چاند وغیرہ سے منوّر فرمانے والا ہے۔ یا نبی (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے نُور سے اِن میں روشنی بخشنے والا ہے۔

وَ	الْاَرْضِ ؕ	مَثَلُ	نُوْرِهٖ		كَمِشْكٰوةٍ		فِيْهَا	
وَ	الْاَرْضِ	مَثَلُ	نُوْرِ	هٖ	كَ	مِشْكٰوةٍ	فِيْ	هَا
اور	زمین (کا)	مثال	نور (کی)	اس (کے)	جیسے	ایک طاق	میں	اس
اور زمین کا، اُس کے نور کی مثال ایسی (۳۳) جیسے ایک طاق کہ اس میں								

تفسیر:

(۳۳) اللہ کے نور سے مراد حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ہیں ورنہ رب (عَزَّوَجَلَّ) کی مثال نہیں ہو سکتی۔ خود فرماتا ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾[1]، اس سے معلوم ہوا کہ حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اللہ

---

(1)...**ترجمہ کنزالایمان:** [اُس جیسا کوئی نہیں]۔ (پ ۲۵، الشوری: ۱۱)

(عَزَّوَجَلَّ) کے نور ہیں۔ یا یہ کہو کہ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا جمال نور ہے، اور حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) اس کی چمنی۔ اگر لیمپ پر سبز چمنی ہو تو گھر کے ہر گوشہ میں جہاں لیمپ کا نور پہنچے گا وہاں چمنی کا رنگ بھی پہنچے گا۔ اسی طرح تمام جہان میں نور اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا ہے اور رنگ رسول اللہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم) کا۔ اس سے مسئلہ حاضر و ناظر بھی واضح ہوا کہ جہاں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا نور ہے وہاں حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا رنگ ہے۔

مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِیۡ زُجَاجَۃٍ ؕ اَلزُّجَاجَۃُ کَاَنَّـھَا						
مِصۡبَاحٌ	اَلۡمِصۡبَاحُ	فِیۡ	زُجَاجَۃٍ ؕ	اَلزُّجَاجَۃُ	کَاَنَّ	ھَا
چراغ (ہے)	چراغ	میں	شیشہ (فانوس)	شیشہ (فانوس)	گویا کہ	وہ
چراغ ہے وہ چراغ ایک فانوس میں ہے (۳۴) وہ فانوس گویا						

تفسیر:

(۳۴) یعنی جیسے وہ محفوظ شمع جو طاق، فانُوس وغیرہ سے محفوظ ہو، ہَوا سے کچھ بجھ نہیں سکتی۔ ایسے ہی نورِ محمدی کسی طاقت سے بجھ نہیں سکتا، اور جیسے زیتون کے تیل کا چراغ بالکل دھواں نہیں ایسے ہی دِینِ اسلام میں کوئی دُھواں اور غُبار نہیں۔

کَوۡکَبٌ دُرِّیٌّ یُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَۃٍ مُّبٰرَکَۃٍ زَیۡتُوۡنَۃٍ					
کَوۡکَبٌ	دُرِّیٌّ	یُّوۡقَدُ	مِنۡ	شَجَرَۃٍ	مُّبٰرَکَۃٍ	زَیۡتُوۡنَۃٍ
ستارہ (ہے)	چمکتا ہوا	روشن کیا جاتا ہے وہ	سے	درخت	برکت والے	زیتون
ایک ستارہ ہے موتی سا چمکتا روشن ہوتا ہے برکت والے پیڑ زیتون سے						

لَّا شَرۡقِیَّۃٍ وَّ لَا غَرۡبِیَّۃٍ ۙ یَّکَادُ زَیۡتُـھَا							
لَّا	شَرۡقِیَّۃٍ	وَّ	لَا	غَرۡبِیَّۃٍ	یَّکَادُ	زَیۡتُ	ھَا
(جو) نہ	شرقی (ہے)	اور	نہ	غربی (ہے)	قریب (ہے)	(کہ) تیل	اُس (کا)
جو نہ پورب (مشرق) کا نہ پچھم (مغرب) کا (۳۵) قریب ہے کہ اس کا تیل							

تفسیر:

(۳۵) یعنی وہ درختِ زیتون نہ سرد مُلک میں واقع ہیں نہ گرم ملک میں، بلکہ اس ملک میں جہاں اس کے پھل اچھے ہوتے ہیں اور روغن خوب صاف ستھرا نکلتا ہے، جو خوب روشنی دیتا ہے۔

یُضِیٓءُ	وَ	لَوْ	لَمْ	تَمْسَسْ	هُ	نَارٌ ط	نُوْرٌ	عَلٰی
یُضِیٓءُ	وَ	لَوْ	لَمْ	تَمْسَسْ	هُ	نَارٌ	نُوْرٌ	عَلٰی
روشن ہو جائے	اور	اگرچہ	نہ	چھوئے	اُسے	آگ	نور (ہے)	پر
بھڑک اٹھے اگرچہ اسے آگ نہ چھوئے (۳۶) نور پر نور ہے (۳۷)								

تفسیر:

(۳۶) یعنی اس روغنِ زیتون کی صفائی اس حد تک ہے کہ معلوم ہوتا ہے کہ بغیر آگ دکھائے ہی چمک اُٹھے گا۔

(۳۷) یعنی بجلی کا قُمقُمہ خود بھی روشن ہو اور اس پر دوسرے انڈوں کی روشنی پڑ رہی ہو ایسے ہی حضرت کا سینہ مبارک تو طاق ہے اور حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا دل فانوس اور حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی نبوت جو درختِ وحی سے روشن ہے وہ نور پر نور ہے یعنی حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) خود بھی نور ہیں اور نُبوت و قرآن کا اُترنا نور پر نور آنا ہے۔ (خزائن)

نُوْرِ ط	یَهْدِی	اللّٰهُ	لِ	نُوْرِ	هٖ	مَنْ	یَّشَآءُ ط
نُوْرِ	یَهْدِی	اللّٰهُ	لِ	نُوْرِ	هٖ	مَنْ	یَّشَآءُ
نور	راہ بتاتا ہے	اللہ	کی	نور	اپنے	جسے	چاہتا ہے وہ
اللہ اپنے نور کی راہ بتاتا ہے (۳۸) جسے چاہتا ہے							

تفسیر:

(۳۸) اِس سے دو فائدے حاصل ہوئے **ایک:** یہ کہ فیّاض کی طرف سے فیض یکساں آرہا ہے مگر لینے والوں کے ظرف مختلف ہیں ہر شخص اپنے ظرف کے مطابق حاصل کرتا ہے جیسے بجلی کا پاور یکساں آتا ہے مگر قُمقُمے جس

پاور کے ہوں گے اسی قدر چمکیں گے۔ **دوسرے:** یہ کہ ہدایت یافتہ ہونا ہمارا اپنا کمال نہیں، رب کی عطا ہے لہٰذا اس پر شکر کرے، فخر نہ کرے۔

وَ	یَضْرِبُ		اللّٰهُ	الْاَمْثَالَ	لِلنَّاسِ ؕ		وَ	اللّٰهُ
وَ	یَضْرِبُ		اللّٰهُ	الْاَمْثَالَ	لِ	النَّاسِ	وَ	اللّٰهُ
اور	بیان فرماتا ہے		اللہ	مثالیں	کیلئے	لوگوں	اور	اللہ
اور اللہ مثالیں بیان فرماتا ہے لوگوں کے لئے(۳۹) اور اللہ								

تفسیر:

(۳۹) یعنی یہ مثالیں لوگوں کو سمجھانے کے لیے ہیں نہ کہ اے محبوب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تمہیں سمجھانے کو۔ آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تو سمجھے ہوئے بھیجے گئے ہیں۔

بِكُلِّ		شَیْءٍ	عَلِیْمٌ ﴿۳۵﴾ لا	فِیْ	بُیُوْتٍ	اَذِنَ	اللّٰهُ
بِ	كُلِّ	شَیْءٍ	عَلِیْمٌ	فِیْ	بُیُوْتٍ	اَذِنَ	اللّٰهُ
کو	ہر	چیز	جاننے والا ہے	میں	(اُن) گھروں	حکم دیا	اللہ (نے)
سب کچھ جانتا ہے ان گھروں میں(۴۰) جنہیں بلند کرنے کا اللہ نے							

تفسیر:

(۴۰) گھروں سے مُراد اللہ کے گھر ہیں، یعنی مسجدیں۔ خانہ کعبہ بھی اِس میں داخل ہے۔ اِس سے معلوم ہوا کہ ذکر اللہ مسجد میں اَفضل ہے۔

اَنْ	تُرْفَعَ	وَ	یُذْكَرَ	فِیْهَا		اسْمُهٗ لا	
اَنْ	تُرْفَعَ	وَ	یُذْكَرَ	فِیْ	هَا	اسْمُ	هٗ
یہ کہ	بلند کیے جائیں	اور	ذکر کیا جائے	میں	اُن	نام	اس(کا)
حکم دیا ہے (۴۱) اور ان میں اس کا نام لیا جاتا ہے							

تفسیر:

(۴۱) اِس طرح کہ اِن کی عمارت دوسری عمارتوں سے اُونچی ہو۔ نیز اِن کو پاک وصاف رکھا جائے۔ اِن مسجدوں کی تعظیم وتوقیر کی جائے۔ اِن میں دنیاوی کاروبار نہ کیے جائیں۔ غرضیکہ یہ آیت آدابِ مسجد کی اَصل ہے۔

یُسَبِّحُ		لَـهٗ		فِيْـهَا		بِـالْغُدُوِّ		وَ	الْاٰصَالِ ﴿۳۶﴾
یُسَبِّحُ	لَ	هٗ	فِيْ	هَا	بِ	الْغُدُوِّ	وَ	الْاٰصَالِ	
تسبیح کرتے ہیں	کی	اُس	میں	اُن	–	صبح	اور	شام	
اللہ کی تسبیح کرتے ہیں ان میں صبح اور شام (۴۲)									

تفسیر:

(۴۲) معلوم ہُوا کہ صبح وشام اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے ذِکر کے لیے بہت اعلیٰ وَقْت ہیں کہ یہ زندگی کی دُکان کھلنے اور بند ہونے کے اَوقات ہیں۔ یہ بھی معلوم ہُوا کہ اچھے وقت اور اچھی جگہ عبادت کرنی بہت اعلیٰ ہے۔

رِجَالٌ	لَّا	تُلْهِيْـهِمْ		تِجَارَةٌ	وَّ	لَا	بَيْعٌ
رِجَالٌ	لَّا	تُلْهِيْ	هِمْ	تِجَارَةٌ	وَّ	لَا	بَيْعٌ
(وہ) مرد	نہیں	غافل کرتی	اُنہیں	تجارت	اور	نہ	خرید و فروخت
وہ مرد جنہیں غافل نہیں کرتا کوئی سودا (۴۳) اور نہ خرید و فروخت							

تفسیر:

(۴۳) اِس سے اِشارۃً معلوم ہُوا کہ عورَتوں کو اپنے گھروں میں نماز پڑھنی چاہیے اور مَردوں کو مسجدوں میں، اِس لیے کہ یہاں مسجدوں میں ذِکر کرتے وقت "رِجَال" فرمایا گیا۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَقَرْنَ فِيْ بُيُوْتِكُنَّ﴾[1] اپنے گھروں میں ٹھہری رہو[2]۔ یہ بھی معلوم ہُوا کہ جو دُنیا کے مَشاغِل میں پھنسا ہو اُس کی

---

(1)... (پ ۲۲، الاحزاب: ۳۳)

(2)... شیخ طریقت اَمیر اہلسنت بانیٔ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رَضَوی (دَامَتْ بَرَکَاتُہُمُ

عبادت ربّ (عَزَّوَجَلَّ) کو بڑی محبوب ہے۔

الْعَالِیَۃ) فرماتے ہیں: اُمُّ الْمُؤمنین حضرتِ سَیِّدَتُنا سودہ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) فَرض حج ادا کر چکی تھیں۔ جب آپ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) سے دوبارہ نفلی حج وعمرہ کے لئے عَرض کی گئی تو فرمایا کہ: میں فرض حج کر چکی ہوں۔ میرے ربّ (عَزَّوَجَلَّ) نے مجھے گھر میں رہنے کا حکم فرمایا ہے۔ خدا کی قسم! اب میرے بجائے میرا جنازہ ہی گھر سے نکلے گا۔ راوی فرماتے ہیں، خدا کی قسم! اِس کے بعد زندگی کے آخِری سانس تک آپ (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) گھر سے باہر نہیں نکلیں۔

(تفسیرِ درّ منثور ج ۶ ص ۵۹۹)

اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی اُن پر رَحمت ہو اور اُن کے صَدقے ہماری مغفِرت ہو۔ جب اُس پاکیزہ دور میں بھی اُمُّ الْمُؤمنین (رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کی پردہ کے مُعاملے میں اِس قدَر اِحتیاط تھی تو آج اِس گئے گزرے دور میں جس میں پردے کا تصوُّر ہی مٹتا جارہا ہے، مَرد و عورَت کی آپَس بے تکلُّفی اور بدنِگاہی کو مَعاذَ اللہ (عَزَّوَجَلَّ) عیب ہی نہیں سمجھا جارہا ایسے نامُساعِد حالات میں ہر حیادار و پردہ دار اِسلامی بہن سمجھ سکتی ہے کہ اُس کو کتنی محتاط زندگی گزارنی چاہئے۔

("پردے کے بارے میں سوال جواب" ص: ۱۰۲)

عورت کو مسجِد کی حاضِری منع ہونے کی وجہ

سُوال: عورت کو مسجِد میں نَماز باجماعت سے کیوں روکا گیا ہے؟

جواب: شَریعت کو پردے کی حُرمت کا بے حد لحاظ ہے۔ سرکارِ مدینہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ) کی حیاتِ ظاہِری کے دور میں عورت مسجِد میں باجماعت نَمازیں ادا کرتی تھی پھر تغیُّرِ زمان (یعنی تبدیلیٔ حالات) کے سبب عُلَمائے کرام (رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام) نے عورتوں کو مسجِد کی حاضِری سے منع فرمادیا۔ حالانکہ عورَتوں کو مسجِد کی صَفوں میں سب سے آخِر میں کھڑا ہونا ہوتا تھا۔ چُنانچِہ فُقَہائے کرام (رَحِمَہُمُ اللہُ السَّلام) فرماتے ہیں: مرد اور بچے اور خُنثٰی اور عورتیں (نَماز کیلئے) جمع ہوں تو صَفوں کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے مَردوں کی صف ہو پھر بچوں کی پھر خُنثٰی کی پھر عورَتوں کی۔

(دُرِّمختار ج ۲ ص ۳۷۷، بہارِ شریعت حصّہ ۳ ص ۱۳۳)

عورَتوں اور مَردوں کا جہاں اِختِلاط ہو (یعنی دونوں ہی مکس ہوں) ایسی عام محفِلوں وغیرہ میں باپردہ جانے سے بھی اسلامی بہنوں کو باز رہنے کے تعلُّق سے سمجھاتے ہوئے میرے آقا اعلیٰ حضرت (رَحْمَۃُ اللہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) فرماتے ہیں: ''مساجِد سے بہتر عام محفِل کہاں ہوگی! اور (مسجِد کی نَماز میں) سَتر بھی کیسا (یعنی پردے کیلئے ترکیب بھی کیسی زبردست) کہ (نَماز کے دوران) مَردوں کی

اُدھر ایسی پیٹھ کہ (وہ عورتوں کی طرف) مُنہ نہیں کر سکتے اور اُنہیں (یعنی مَردوں کو یہ بھی) حکم کہ بعدِ سلام جب تک عورَتیں (مسجِد سے باہر) نہ نکل جائیں نہ اُٹھو۔ مگر عُلَما نے اوَّلاً (یعنی شروع شروع میں) کچھ تخصیصیں کیں (یعنی اِحتیاطی شرائط مقرّر فرمائیں) جب زمانۂ فِتَن کا (یعنی فتنوں کا دَور) آیا (اور بے پردَگی کے گناہوں نے زَور پکڑا) تو مسجِد میں نَماز کیلئے عورَتوں کی حاضِری کو) مُطْلَقًا (یعنی مکمل طور پر) ناجائز فرمایا۔ (فتاوٰی رضویہ ج۲۲ص۲۲۹)

میرے آقا اعلیٰ حضرت، اِمامِ اَہلسنّت، مولیٰنا شاہ اِمام اَحمد رضا خان (عَلَیْہِ رَحْمَۃُ الرَّحْمٰن) ایک اور مَقام پر فرماتے ہیں: اُمُّ الْمُؤمنین صِدّیقہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کا اِرشاد اپنے زمانے میں تھا: اگر نبی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ملاحَظہ فرماتے جو باتیں عورتوں نے اب پیدا کی ہیں تو ضَرور اُنھیں مسجِد سے مَنْع فرمادیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورَتیں منع کردی گئیں۔ پھر تابِعین ہی کے زمانے سے اَئِمّہ (یعنی اماموں) نے (مساجِد میں آنے کی بتدریج) مُمانَعت شروع فرمادی، پہلے جوان عورَتوں کو پھر بُوڑھیوں کو بھی، پہلے دن میں پھر رات کو بھی، یہاں تک کہ حکمِ مُمانَعت عام ہو گیا۔ کیا اُس زمانے کی عورَتیں گربے والیوں کی طرح گانے ناچنے والیاں یا فاحِشہ دَلّالہ تھیں (اور) اب (یعنی موجودہ دَور میں) صالحات (یعنی نیک پرہیز گار) ہیں یا جب (یعنی گزشتہ دَور میں) فاحِشات (بے حیا عورات) زائد تھیں اب صالحات (نیک عورات) زیادہ ہیں یا جب (یعنی گزشتہ دَور میں) فیوض وبرکات نہ تھے اب ہیں یا جب (یعنی گزشتہ دَور میں) کم تھے اب زائد ہیں، حاشا (یعنی ہر گز نہیں) بلکہ قطعاً یقیناً اب مُعاملہ بِالعکس (یعنی گزشتہ سے اُلٹ) ہے۔ اب اگر ایک صالحہ (نیک خاتون) ہے تو جب (یعنی گزشتہ دَور میں) ہزار تھیں، جب (یعنی گزشتہ دَور میں) اگر ایک فاسِقہ تھی اب ہزار ہیں، اب (یعنی موجودہ دَور میں) اگر ایک حِصّہ فَیض ہے جب (یعنی گزشتہ دَور میں) ہزار حصّے تھا۔ رسولُ اللّٰہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) فرماتے ہیں: ((لَا یَاْتِیْ عَامٌ اِلَّا وَالَّذِیْ بَعْدَہٗ شَرٌّ مِّنْہُ)) یعنی "جو سال بھی آئے اُس کے بعد والا اُس سے بُرا ہی ہو گا۔" بلکہ عنایۂ اِمام اَکمَلُ الدّین بابرتی میں ہے کہ امیر الْمُؤمنین فاروقِ اعظم (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) نے عورَتوں کو مسجد سے منع فرمایا، وہ اُمُّ الْمُؤمنین حضرتِ صِدّیقہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہَا) کے پاس شکایت لے گئیں، (تو فاروقِ اعظم (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کی تائید میں) فرمایا: اگر زمانۂ اَقدس میں بھی حالت یہ (یعنی بگاڑ والی) ہوتی (تو) حُضُور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) عورتوں کو مسجِد میں آنے کی اِجازت نہ دیتے۔ (فتاوٰی رضویہ مُخرَّجہ ج۹ص۵۴۹)

مسجِدوں وغیرہ میں باجماعت نَماز پڑھنے کی خواہش رکھنے والیوں یا عُمرہ اور نفلی حج کیلئے جانے والیوں کو میرے آقا اعلیٰ حضرت (رَحْمَۃُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہ) کے مذکورہ فتوے پر غور کر لینا چاہئے۔ کہ حالات بدلنے کے سبب مسجِد جیسی پُر امن جگہ پر فرض نَماز ⇦

عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ اِقَامِ الصَّلٰوةِ وَ اِيْتَآءِ الزَّكٰوةِ ۙ							
عَنْ	ذِكْرِ	اللّٰهِ	وَ	اِقَامِ	الصَّلٰوةِ	وَ	اِيْتَآءِ	الزَّكٰوةِ
سے	ذکر	اللہ (کے)	اور	قائم کرنے	نماز	اور	دینے	زکوٰۃ
اللہ کی یاد اور نماز برپا رکھنے اور زکوٰۃ دینے سے(۴۴)								

تفسیر:

(۴۴) اِس سے چند مسئلے معلوم ہوئے **ایک:** یہ کہ انسان کو بے کار نہیں رہنا چاہئے، کاروبار کرنا ضروری ہے۔ **دوسرے:** یہ کہ تمام دنیاوی کاروبار میں تجارت اَفضل ہے کیونکہ ربّ تعالیٰ نے اِس کا ذِکر خصوصیت سے فرمایا۔ **تیسرے:** یہ کہ دنیاوی کاروبار میں مشغول ہو کر دِین سے غافل نہ ہونا چاہئے۔ نہ تارکِ دنیا ہو نہ تارکِ دِین (یعنی دِین و دُنیا چھوڑنے والا نہ ہو)۔ **چوتھے:** یہ کہ نماز زکوٰۃ سے اَفضل ہے کہ ربّ (عَزَّوَجَلَّ) نے اِس کا ذِکر پہلے فرمایا۔

يَخَافُوْنَ يَوْمًا تَتَقَلَّبُ فِيْهِ الْقُلُوْبُ وَ الْاَبْصَارُ ﴿۳۷﴾ ۙ							
يَخَافُوْنَ	يَوْمًا	تَتَقَلَّبُ	فِيْ	هِ	الْقُلُوْبُ	وَ	الْاَبْصَارُ
ڈرتے ہیں وہ	اُس دن (سے)	اُلٹ جائیں گے	بیچ	اس (کے)	دل	اور	آنکھیں
ڈرتے ہیں اس دن سے (۴۵) جس میں اُلٹ جائیں گے دل اور آنکھیں (۴۶)							

تفسیر:

(۴۵) یعنی صالحین نیکیاں بھی کرتے ہیں اور ربّ تعالیٰ سے خوف بھی کرتے ہیں کہ نہ معلوم قبول ہوں یا نہ

جیسی عظیم ترین عبادت میں سخت پردے کے ساتھ بھی عورتوں کو غیر مَردوں کے ساتھ شامل ہونے سے روک دیا گیا اور یہ بھی صدیوں پُرانی بات ہوگئی، اب تو حالات دن بدن بگڑتے جارہے ہیں، شرعی پردے کا تصوُّر ہی ختم ہوتا جارہا ہے سچ پوچھو تو حالت ایسی ہے کہ مُبالَغے کے ساتھ عرض کروں تو اِس نازک ترین دَور میں عورت کو ہزار پردوں میں چُھپا دیا جائے تب بھی کم ہے! اِسلامی بہنو! میرا مَدَنی مشورہ ہے کہ دعوتِ اسلامی کے مَدَنی ماحول سے ہر دم وابَستہ رہئے۔ (اِن شاءَاللہ عَزَّوَجَلَّ) دونوں جہاں میں بیڑا پار ہو جائیگا۔ (''پردے کے بارے میں سوال جواب'' ص: ۱۰۲ تا ۱۰۷)

ہوں۔ نیز وہ سمجھتے ہیں کہ ربّ (عَزَّوَجَلَّ) کی عبادت کا حق ادا نہ ہوسکا۔ (۴۶) دل اپنی جگہ سے ہٹ کر گلے میں آ پھنسیں گے اور آنکھیں پھٹ جائیں گی۔

لِـيَجْزِيَـــهُمُ			اللّٰهُ	اَحْسَنَ	مَا	عَمِلُوْا
لِ	يَجْزِيَ	هُمُ	اللّٰهُ	اَحْسَنَ	مَا	عَمِلُوْا
تاکہ	بدلہ دے	انہیں	اللہ	بہترین	(اسکا) جو	کام کیے انہوں نے
تاکہ اللہ انہیں بدلہ دے ان کے سب سے بہتر کام کا (۴۷)						

تفسیر:

(۴۷) یہ جملہ تسبیح کے متعلّق ہے یعنی وہ لوگ دنیا کے دِکھاوے کے لیے نہیں بلکہ ربّ (عَزَّوَجَلَّ) سے ثواب حاصل کرنے کے لیے اِس کا ذِکر کرتے ہیں۔

وَ	يَزِيْدَهُمْ		مِّنْ	فَضْلِـهٖ ؕ		وَ	اللّٰهُ
وَ	يَزِيْدَ	هُمْ	مِّنْ	فَضْلِ	هٖ	وَ	اللّٰهُ
اور	زیادہ دے وہ	انہیں	سے	فضل	اپنے	اور	اللہ
اور اپنے فضل سے انہیں اِنعام زیادہ دے (۴۸) اور اللہ							

تفسیر:

(۴۸) خیال رہے کہ جنّت اور وہاں کی نعمتیں اَعمال کا بدلہ ہیں اور ربِّ تعالیٰ کا دِیدار اس کا اِنعام، یا ایک کا بدلہ سات سو تک عِوَض ہے، اِس سے زیادہ اِنعام۔ یہ زیادتی ہمارے وہم و گُمان سے باہَر ہے۔

يَرْزُقُ	مَنْ	يَّشَآءُ	بِغَيْرِ	حِسَابٍ ﴿۳۸﴾	وَ	الَّذِيْنَ
يَرْزُقُ	مَنْ	يَّشَآءُ	بِغَيْرِ	حِسَابٍ	وَ	الَّذِيْنَ
روزی دیتا ہے	جسے	چاہے وہ	بغیر	حساب (کے)	اور	وہ لوگ
روزی دیتا ہے جسے چاہے بے گنتی						

کَفَرُوْٓا	اَعۡمَالُـھُمۡ		کَسَـرَابٍ		بِقِیۡعَةٍ	یَّحۡسَبُـهُ	
کَفَرُوْٓا	اَعۡمَالُ	هُمۡ	كَ	سَرَابٍ	بِقِیۡعَةٍ	یَّحۡسَبُ	هُ
جو کافر ہوئے	عمل	اُن (کے)	جیسے	چمکتی ہوئی ریت	جنگل میں	خیال کرتا ہے	اُسے
اور جو کافر ہوئے ان کے کام ایسے ہیں جیسے دھوپ میں چمکتا ریتا کسی جنگل میں (۴۹)							

تفسیر:

(۴۹) اِس سے معلوم ہوا کہ کافر کی نیکیاں مردود ہیں جیسے جڑ کٹی ہوئی شاخوں کو پانی دینا بے سُود (بے فائدہ) ہے مگر خیال رہے کہ کافر کی نیکیاں برباد اور گناہ باقی ہوں گے جیسے مومنوں کے گناہ معاف اور نیکیاں قائم (اِنْ شَآءَ اللہ)۔

الظَّمۡاٰنُ	مَآءً	حَتّٰٓی	اِذَا	جَآءَهٗ		لَمۡ	یَجِدۡهُ	
الظَّمۡاٰنُ	مَآءً	حَتّٰٓی	اِذَا	جَآءَ	هٗ	لَمۡ	یَجِدۡ	هُ
پیاسا	پانی	یہاں تک کہ	جب	آیا وہ	اس (کے پاس)	نہ	پایا اُس نے	اُسے
کہ پیاسا اسے پانی سمجھے (۵۰) یہاں تک جب اس کے پاس آیا تو اسے کچھ نہ پایا								

تفسیر:

(۵۰) اسے سَراب کہتے ہیں۔ دوپہر میں ریتا دُور سے پانی معلوم ہوتا ہے پیاسا اسے پانی سمجھ کر وہاں جاتا ہے مگر اُسے ریتا مِلتا ہے تو سخت مایوس ہوتا ہے، ایسے ہی کفار کے صدقات و خیرات کا حال ہے کہ قیامت میں بے کار ثابت ہوں گے۔

شَیۡـًٔا	وَّ	وَجَدَ	اللهَ	عِنۡدَهٗ		فَـوَفّٰـهُ		
شَیۡـًٔا	وَّ	وَجَدَ	اللهَ	عِنۡدَ	هٗ	فَ	وَفّٰی	هُ
کچھ	اور	پایا اُس نے	اللہ (کو)	قریب	اپنے	پس	پورا چکا دیا اُس نے	اُسے
اور اللہ کو اپنے قریب پایا (۵۱) تو اس نے اس کا حساب پورا								

تفسیر:

(۵۱) یعنی اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے غضب کو یا اُس کی سزا و عقاب کو۔

حِسَابَــهٗ ؕ		وَ	اللّٰهُ	سَرِیۡعُ	الۡحِسَابِ ﴿۳۹﴾ۙ
حِسَابَ	هٗ	وَ	اللّٰهُ	سَرِیۡعُ	الۡحِسَابِ
حساب	اُس(کا)	اور	اللہ	جلد لینے والا ہے	حساب
بھر دیا(۵۲)		اور	اللہ	جلد	حساب کرلیتا ہے

تفسیر:

(۵۲) اس طرح کہ کافر کے لیے دنیاوی راحت و آرام اس کی نیکیوں کا بدلہ قرار دے کر اس کا حِساب بے باک کردیا گیا۔(اللہ کی پناہ)

سوالات

(۱) آیت ﴿مَثَلُ نُوۡرِهٖ﴾ میں نُور سے کیا مُراد ہے؟

(۲) ذِکرِ اِلٰہی کہاں کرنا اَفضل ہے؟

(۳) خواتین کو کہاں نماز پڑھنا اَفضل ہے؟

(۴) سَراب کسے کہتے ہیں؟

(۵) نماز اَفضل ہے یا زکوٰۃ؟

(۶) دَرج ذَیل آیت کا ترجمہ و تشریح کریں؟

﴿اَللّٰهُ نُوۡرُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ؕ مَثَلُ نُوۡرِهٖ كَمِشۡكٰوةٍ فِيۡهَا مِصۡبَاحٌ ؕ اَلۡمِصۡبَاحُ فِىۡ زُجَاجَةٍ ؕ اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوۡكَبٌ دُرِّىٌّ يُّوۡقَدُ مِنۡ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيۡتُوۡنَةٍ لَّا شَرۡقِيَّةٍ وَّلَا غَرۡبِيَّةٍ ۙ يَّكَادُ زَيۡتُهَا يُضِىۡٓءُ وَلَوۡ لَمۡ تَمۡسَسۡهُ نَارٌ ؕ نُوۡرٌ عَلٰى نُوۡرٍ ؕ يَهۡدِى اللّٰهُ لِنُوۡرِهٖ مَنۡ يَّشَآءُ ﴾.

باب نمبر ④

اَوْ كَظُلُمٰتٍ فِیْ بَحْرٍ لُّجِّیٍّ یَّغْشٰىهُ مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ

اَوْ	كَ	ظُلُمٰتٍ	فِیْ	بَحْرٍ	لُّجِّیٍّ	یَّغْشٰی	هُ	مَوْجٌ	مِّنْ	فَوْقِ	هٖ
یا	جیسے	اندھیریاں	میں	دریا	گہرے	ڈھانپ لیتی ہے	اُسے	موج	سے	اوپر	اُس(کے)

یا جیسے اندھیریاں کسی کُنڈے کے (گہرائی والے) دریا میں اس کے اُوپر موج،

مَوْجٌ مِّنْ فَوْقِهٖ سَحَابٌ ؕ ظُلُمٰتٌۢ بَعْضُهَا

مَوْجٌ	مِّنْ	فَوْقِ	هٖ	سَحَابٌ	ظُلُمٰتٌۢ	بَعْضُ	هَا
موج	سے	اوپر	اُس (کے)	بادل	اندھیرے (میں)	بعض	اُنکے

موج کے اوپر اور موج اس کے اوپر بادل اندھیرے ہیں ایک پر

فَوْقَ بَعْضٍ ؕ اِذَاۤ اَخْرَجَ یَدَهٗ لَمْ یَكَدْ یَرٰىهَا ؕ

فَوْقَ	بَعْضٍ ؕ	اِذَاۤ	اَخْرَجَ	یَدَ	هٗ	لَمْ	یَكَدْ	یَرٰی	هَا
اوپر	بعض (کے)	جب	نکالے وہ	ہاتھ	اپنا	نہیں	قریب (کہ)	دیکھے وہ	اُسے

ایک جب اپنا ہاتھ نکالے تو سُوجھائی دیتا معلوم نہ ہو(۵۳)

تفسیر:

(۵۳) یعنی جیسے اندھیری اور بادل والی رات میں سمندر کی تہ میں چند اندھیریاں جمع ہو جاتی ہیں: پانی، موج، شب، اور بادل کی اندھیریاں، ایسے ہی کافر پر بہت سی اندھیریاں جمع ہیں: کُفر، نَفسِ اَمّارہ، بُرے ساتھی، دنیا کی نعمتیں، بُرے پیشواؤں کی تعلیم کی اندھیریاں، ایسی جمع ہیں کہ اُسے کچھ سُوجھتا نہیں، اِن تمام اندھیروں کو کاٹنے والا مدینے کا سچّا سُورج ہے[1]۔ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

---

(1)...اعلیٰ حضرت اِمامِ عشق و محبت فرماتے ہیں: ؎ آنکھیں ٹھنڈی ہوں جگر تازے ہوں جانیں سیراب : سچّے سورج وہ دل آرا ہے اُجالا تیرا (حدائقِ بخشش)

وَ	مَنْ	لَّمْ	یَجْعَلِ	اللّٰہُ	لَـہٗ	
وَ	مَنْ	لَّمْ	یَجْعَلِ	اللّٰہُ	لَ	ہٗ
اور	وہ	(کہ) نہ	کرے/بنائے	اللہ	واسطے	جس (کے)
اور	جسے		اللہ	نُور	نہ	دے

نُوْرًا	فَـمَا		لَـہٗ		مِنْ	نُّوْرٍ ﴿۴۰﴾
نُوْرًا	فَ	مَا	لَ	ہٗ	مِنْ	نُّوْرٍ
نور	تو	نہیں	واسطے	اس (کے)	کوئی	نور
اسں	کے	لئے	کہیں		نور	نہیں(۵۴)

تفسیر:

(۵۴) یعنی جسے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ) کی اطاعت کی توفیق نہ ملی اُسے نیک اعمال کی بھی توفیق نہ ملے گی۔ یا جو روزِ ازل نُور کے چھینٹے سے محروم رہا وہ دنیا میں اِیمان نہ لائے گا۔ یا جس کے اِیمان کا رب(عَزَّوَجَلَّ) نے اِرادہ نہ فرمایا اُسے کوئی رہبر ہدایت نہیں دے سکتا۔

اَ	لَمْ	تَرَ	اَنَّ	اللّٰہَ	یُسَبِّحُ	لَـہٗ	
اَ	لَمْ	تَرَ	اَنَّ	اللّٰہَ	یُسَبِّحُ	لَ	ہٗ
کیا	نہ	دیکھا تونے	تحقیق	اللہ	تسبیح کرتا ہے	واسطے/کی	اُس
کیا	تم	نے	نہ	دیکھا(۵۵)	کہ	اللہ	کی تسبیح کرتے ہیں

تفسیر:

(۵۵) اس میں حُضور(صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ) سے خطاب ہے اور یہ اِستِفہامِ اِنکاری ہے جس سے معلوم ہوا کہ حُضور(صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ) تمام مخلوق کی تسبیح ملاحظہ فرمارہے ہیں، صحابہ کِرام (رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْہِمْ اَجْمَعِیْن) فرماتے ہیں: کہ ہم کھانا کھاتے تھے اور کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔ یہ تو ذرّوں کے علم کا حال ہے پھر آفتابِ

نُبوّت کا کیا کہنا۔

مَنۡ	فِی	السَّمٰوٰتِ	وَ	الۡاَرۡضِ	وَ	الطَّیۡرُ	صٰٓفّٰتٍ ؕ
مَنۡ	فِی	السَّمٰوٰتِ	وَ	الۡاَرۡضِ	وَ	الطَّیۡرُ	صٰٓفّٰتٍ
جو	میں	آسمانوں	اور	زمین	اور	پرندے	پَر پھیلائے ہوئے
جو کوئی آسمانوں اور زمین میں ہیں(۵۶) اور پَرندے پَر پھیلائے(۵۷)							

تفسیر:

(۵٦) یعنی آسمانوں کی ساری مخلوقات اور زمین کی تمام مخلوقات سِوائے کُفّار کے، رب(عَزَّوَجَلَّ) کی پاکیزگی بولتے ہیں۔

(۵۷) یعنی زمین و آسمان کے درمیان ہَوا میں اُڑنے کی حالت میں۔

کُلٌّ	قَدۡ	عَلِمَ	صَلَاتَہٗ	وَ	تَسۡبِیۡحَہٗ ؕ
کُلٌّ	قَدۡ	عَلِمَ	صَلَاۃَ	ہٗ	وَ	تَسۡبِیۡحَ	ہٗ
ہرایک (نے)	بیشک	جان لیا	نماز	اپنی	اور	تسبیح	اپنی (کو)
سب نے جان رکھی ہے اپنی نماز اور اپنی تسبیح(۵۸)							

تفسیر:

(۵۸) معلوم ہوا کہ ہر جانور اِختیاری تسبیح پڑھتا ہے جو رب(عَزَّوَجَلَّ) نے بطورِ اِلقا (یعنی غیب سے دل میں ڈال کر) اُنہیں سکھائی۔ اِضطِراری تسبیح (جو خود بخود جاری ہو) مراد نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ ہر حیوان کی تسبیح جُدا ہے، جسے وہ قُدرتی طور پر جانتا ہے۔ جیسے ہر جانور کی غذا الگ جسے وہ فِطری طور پر جانتا ہے کہ کُتّا گھاس نہیں کھاتا، بکری گوشت نہیں کھاتی۔

وَ	اللّٰہُ	عَلِیۡمٌۢ	بِمَا	یَفۡعَلُوۡنَ ﴿۴۱﴾
وَ	اللّٰہُ	عَلِیۡمٌۢ	بِمَا	یَفۡعَلُوۡنَ
اور	اللہ	خوب جانتا ہے	(اس کو) جو	کرتے ہیں وہ

اور	اللہ	ان	کے	کاموں	کو	جانتا	ہے(۵۹)

تفسیر:

(۵۹) اس میں بد عمل اور بدعقیدہ اِنسان کو تنبیہ ہے کہ جانور تو اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کی یاد کریں اور تُو اَشْرَفُ الْمَخلوقات ہو کر بدکاری (یعنی برے کام) کرے۔ کتنی شرم کی بات ہے، ہم تیرے کام جانتے ہیں۔

وَ	لِلّٰهِ		مُلْكُ	السَّمٰوٰتِ	وَ	الْاَرْضِ ۚ
وَ	لِ	لّٰهِ	مُلْكُ	السَّمٰوٰتِ	وَ	الْاَرْضِ
اور	واسطے	اللہ (کے ہے)	بادشاہی	آسمانوں	اور	زمین (کی)
اور اللہ ہی کے لئے ہے سلطنت آسمانوں اور زمین کی(۶۰)						

تفسیر:

(۶۰) خیال رہے کہ جہاں تک سُلطان کی سَلطنت ہوتی ہے وہاں تک وزیرِ اعظم کی وِزارت حُضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ) سلطنتِ الٰہیہ کے گویا وزیرِ اعظم ہیں۔ تو جس کا اللہ (عَزَّوَجَلَّ) رب ہے اس کے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ) نبی ہیں۔ اِسی لیے رب (عَزَّوَجَلَّ) کی صِفَت ہے **رَبُّ الْعٰلَمِیْن**۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ) کی صِفَت ہے **رَحْمَةٌ لِّلْعٰلَمِیْن**۔

وَ	اِلَى	اللّٰهِ	الْمَصِيْرُ ﴿۴۲﴾	اَلَمْ		تَرَ	اَنَّ
وَ	اِلَى	اللّٰهِ	الْمَصِيْرُ	اَ	لَمْ	تَرَ	اَنَّ
اور	طرف	اللہ (کی)	لوٹنا ہے	کیا	نہ	دیکھا تونے	تحقیق
اور اللہ ہی کی طرف پھر جانا۔ کیا تو نے نہ دیکھا کہ							

اللّٰهَ	يُزْجِىْ	سَحَابًا	ثُمَّ	يُؤَلِّفُ	بَيْنَهٗ		ثُمَّ
اللّٰهَ	يُزْجِىْ	سَحَابًا	ثُمَّ	يُؤَلِّفُ	بَيْنَ	هٗ	ثُمَّ
اللہ	نرم نرم چلاتا ہے	بادل (کو)	پھر	مِلاپ ڈالتا ہے	درمیان	اس (کے)	پھر

اللہ نرم نرم چلاتا ہے بادل کو(۶۱) پھر انہیں آپس میں مِلاتا ہے پھر

تفسیر:

(۶۱) اور وہاں پہنچاتا ہے جہاں بارش کا حکم ہو چکا ہے۔

یَجْعَلُہٗ		رُکَامًا	فَتَرَی		الْوَدْقَ	یَخْرُجُ
یَجْعَلُ	ہٗ	رُکَامًا	فَ	تَرَی	الْوَدْقَ	یَخْرُجُ
کرتا ہے وہ	اسے	تہ بہ تہ	پس	دیکھتا ہے تو	مینہ	نکلتا ہے وہ
انہیں تہہ پر تہہ کر دیتا ہے تو تُو دیکھے کہ اس کے بیچ میں سے مینہ نکلتا ہے (۶۲)						

تفسیر:

(۶۲) جیسے چھلنی سے پانی۔ اسی لیے دیکھا جاتا ہے کہ بہت بارش کے بعد بھی بادل ویسا ہی رہتا ہے۔ جیسا آیا تھا اگر خود بادل پانی بن کر برستا ہوتا تو چاہیے تھا کہ بارش کے بعد بادل ختم ہو جاتا لہٰذا آیت نہایت صحیح ہے۔ فلسفہ کے ڈھکوسلے (فضول باتیں) اعتبار کے قابِل نہیں ہیں۔

مِنْ	خِلٰلِہٖ ج		وَ	یُنَزِّلُ	مِنَ	السَّمَآءِ	مِنْ
مِنْ	خِلٰلِ	ہٖ	وَ	یُنَزِّلُ	مِنَ	السَّمَآءِ	مِنْ
سے	درمیان	اس (کے)	اور	اُتارتا ہے وہ	سے	آسمان	سے
اور اُتارتا ہے آسمان سے اس میں جو							

جِبَالٍ	فِیْھَا		مِنْۢ	بَرَدٍ	فَیُصِیْبُ	
جِبَالٍ	فِیْ	ھَا	مِنْۢ	بَرَدٍ	فَ	یُصِیْبُ
پہاڑوں	میں	اس	سے	سردی (اَولے)	پھر	پہنچاتا ہے وہ
برف کے پہاڑ ہیں ان میں سے کچھ اَولے (۶۳)						

تفسیر:

(٦٣) یعنی اَولوں کے پہاڑ کے پہاڑ برساتا ہے۔ یا جیسے زمین میں پتھر کے پہاڑ ہیں ایسے ہی آسمانوں پر برف کے پہاڑ ہیں جن سے اَولے برستے ہیں۔

بِـهٖ		مَنْ	يَّشَآءُ	وَ	يَصْرِفُـهٗ		عَنْ	مَّنْ
بِ	هٖ	مَنْ	يَّشَآءُ	وَ	يَصْرِفُ	هٗ	عَنْ	مَّنْ
کو	اس	جس (کو)	چاہتا ہے وہ	اور	پھیر دیتا ہے وہ	اُسے	سے	جس
پھر ڈالتا ہے انہیں جس پر چاہے اور پھیر دیتا ہے انہیں جس سے								

يَّشَآءُ ؕ	يَكَادُ	سَنَا	بَرْقِـهٖ		يَذْهَبُ	بِـالْاَبْصَارِ ﴿٤٣﴾	
يَّشَآءُ	يَكَادُ	سَنَا	بَرْقِ	هٖ	يَذْهَبُ	بِ	الْاَبْصَارِ
چاہتا ہے وہ	قریب (ہے)	چمک	بجلی (کی)	اُس (کی)	لے جائے	کو	آنکھوں
چاہے(٦٤) قریب ہے کہ اس کی بجلی کی چمک آنکھ لے جائے(٦٥)							

تفسیر:

(٦٤) یعنی ان اَولوں سے بعض کے کھیت، گھر، جانور یا جان کو تباہ کر دیتا ہے اور بعض کو محفوظ رکھتا ہے۔

(٦٥) یعنی بجلی کی چمک ایسی تیز ہوتی ہے جس سے آنکھیں خِیرہ ہو جاتی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنکھوں کی بَصارت جاتی رہے گی۔ [خِیرہ (چکاچوند)]

يُقَلِّبُ	اللّٰهُ	الَّيْلَ	وَ	النَّهَارَ ؕ	اِنَّ	فِيْ
يُقَلِّبُ	اللّٰهُ	الَّيْلَ	وَ	النَّهَارَ	اِنَّ	فِيْ
بدلتا ہے	اللہ	رات	اور	دن (کو)	تحقیق	میں
اللہ بدلی کرتا ہے رات اور دن کی(٦٦) بیشک						

تفسیر:

(٦٦) اس طرح کہ رات جاتی ہے دن آتا ہے اور دن جاتا ہے رات آتی ہے یا کبھی رات و دن ٹھنڈے ہوتے ہیں کبھی گرم۔ یا اس طرح کہ کبھی رات بڑی ہوتی ہے دن چھوٹا، کبھی اس کے برعکس۔ یہ ہی قوموں کا حال ہے کہ کبھی کسی کو غلبہ کبھی کسی کو۔اس سے عبرت پکڑو۔

ذٰلِكَ		لَعِبْرَةً		لِّاُولِی		الْاَبْصَارِ ﴿۴۴﴾
ذٰلِكَ	لَ	عِبْرَةً	لِّ	اُولِی		الْاَبْصَارِ
اس	البتہ	سمجھنے کا مقام ہے	واسطے	والوں (کے)		نگاہ
اس میں سمجھنے کا مقام ہے نگاہ والوں کو						

وَ	اللّٰهُ	خَلَقَ	كُلَّ	دَآبَّةٍ	مِّنْ	مَّآءٍ ۚ	فَمِنْهُمْ		
وَ	اللّٰهُ	خَلَقَ	كُلَّ	دَآبَّةٍ	مِّنْ	مَّآءٍ	فَ	مِنْ	هُمْ
اور	اللہ (نے)	پیدا کیا	ہر	چلنے والا	سے	پانی	پھر	سے	اُن (میں)
اور اللہ نے زمین پر ہر چلنے والا پانی سے بنایا(٦٧) تو ان میں									

تفسیر:

(٦٧) اس قاعدے سے حضرت آدم و عیسیٰ (عَلَیْہِمَا السَّلَام) خارج ہیں۔ حضرت آدم (عَلَیْہِ السَّلَام) کے لیے رب (عَزَّوَجَلَّ) فرماتا ہے: ﴿مِنْ صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَاٍ مَّسْنُوْنٍ﴾[1] اور عیسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام) کے لیے فرمایا: ﴿اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰهِ كَمَثَلِ اٰدَمَ ؕ خَلَقَهٗ مِنْ تُرَابٍ﴾[2] حضرت عیسیٰ (عَلَیْہِ السَّلَام) کی پیدائش نطفہ سے نہ ہوئی، نہ ماں

(1)...ترجمہ کنزالایمان: [بجتی ہوئی مٹی سے بنایا جو اصل میں ایک سیاہ بودار گارا تھی] (پارہ ۱۴، الحجر: ۲۶)

(2)...ترجمہ کنزالایمان: [عیسیٰ کی کہاوت اللہ کے نزدیک آدم کی طرح ہے اُسے مٹی سے بنایا] (پارہ ۳، آل عمران: ۵۹)

کے نہ باپ کے، اور اگر پانی سے مراد وہ پانی ہے جو عالَم کی اَصْل ہے تو اِستثنا(1) کی ضرورت نہیں، خیال رہے کہ قانون اور ہے قدرت کچھ اور، قانون کے پابند ہم ہیں نہ کہ حق تعالیٰ، آگ کا جَلا دینا قانون ہے اور ابراہیم (عَلَیْہِ السَّلام) کو نہ جَلانا رب (عَزَّوَجَلَّ) کی قدرت ہے، ایسے ہی سب کا نُطفہ بننا قانون ہے اور بعض کا بغیر نطفہ پیدا ہونا رب (عَزَّوَجَلَّ) کی قدرت ہے۔

مَّنْ	يَّمْشِىْ	عَلٰى	بَطْنِهٖ ۚ		وَ	مِنْهُمْ		مَّنْ
مَّنْ	يَّمْشِىْ	عَلٰى	بَطْنِ	هٖ	وَ	مِنْ	هُمْ	مَّنْ
وہ (ہے)	جو چلتا ہے	پر	پیٹ	اپنے	اور	سے	اُن (میں)	وہ (ہے)
کوئی اپنے پیٹ پر چلتا ہے (۶۸) اور اُن میں کوئی								

تفسیر:

(۶۸) جیسے سانپ مچھلی اور بہت سے کِیڑے مکوڑے۔

يَّمْشِىْ	عَلٰى	رِجْلَيْنِ ۚ	وَ	مِنْهُمْ		مَّنْ	يَّمْشِىْ	عَلٰٓى
يَّمْشِىْ	عَلٰى	رِجْلَيْنِ	وَ	مِنْ	هُمْ	مَّنْ	يَّمْشِىْ	عَلٰٓى
جو چلتا ہے	پر	دو پاؤں	اور	سے	اُن (میں)	وہ (ہے)	جو چلتا ہے	پر
دو پاؤں پر چلتا ہے (۶۹) اور اُن میں کوئی چار پاؤں پر								

تفسیر:

(۶۹) جیسے آدمی اور چڑیاں وغیرہ، خیال رہے کہ جِنّات کے چار ہاتھ پاؤں ہیں مگر وہ اِنسانوں کی طرح دو پاؤں سے چلتے ہیں اور بچّے دیتے ہیں۔

---

(1)... یعنی پھر مذکورہ آیات سے استثناء ماننے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہر چیز کی پیدائش بشمول حضرات آدم وعیسیٰ علی نبینا وعلیہما السلام اُسی پانی سے ہے جو عالَم کی اصل ہے۔ (علمیہ)

اَرْبَعٍ ؕ	يَخْلُقُ	اللّٰهُ	مَا	يَشَآءُ ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ	عَلٰى
اَرْبَعٍ	يَخْلُقُ	اللّٰهُ	مَا	يَشَآءُ	اِنَّ	اللّٰهَ	عَلٰى
چار	پیدا کرتا ہے	اللہ	جو	چاہے وہ	تحقیق	اللہ	پر
چلتا ہے(۷۰) اللہ بناتا ہے جو چاہے(۷۱) بیشک اللہ							

تفسیر:

(۷۰) جیسے گائے، بھینس، بکری اور اکثر چرندے، جانور، خیال رہے کہ چار ہاتھ پاؤں والی مخلوق بچے دیتی ہے، باقی انڈے دیتے ہیں سوائے چھپکلی کے کہ اس کے چار ہاتھ پاؤں ہیں مگر انڈے دیتی ہیں۔

(۷۱) چنانچہ رب(عَزَّوَجَلَّ) کی بہت سی مخلوق ہمارے علم سے باہر ہے۔ کتاب ''عجائب المخلوقات'' میں بہت سی عجیب قسم کی مخلوقات کا ذکر ہے۔ (علامہ شاہ بن زکریا القزوینی کی یہ کتاب حیوانات کے متعلّق معلومات فراہم کرتی ہے۔علمیہ)

كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيْرٌ ﴿۴۵﴾	لَ	قَدْ	اَنْزَلْنَآ	اٰيٰتٍ	مُّبَيِّنٰتٍ ؕ
كُلِّ	شَيْءٍ	قَدِيْرٌ	لَ	قَدْ	اَنْزَلْنَا	اٰيٰتٍ	مُّبَيِّنٰتٍ
ہر	چاہت	قادر (ہے)	البتہ	بیشک	اُتاری ہم نے	آیتیں	صاف بیان کرنے والی
سب کچھ کر سکتا ہے بیشک ہم نے اتاریں صاف بیان کرنے والی آیتیں							

وَ	اللّٰهُ	يَهْدِيْ	مَنْ	يَّشَآءُ	اِلٰى	صِرَاطٍ	مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۶﴾
وَ	اللّٰهُ	يَهْدِيْ	مَنْ	يَّشَآءُ	اِلٰى	صِرَاطٍ	مُّسْتَقِيْمٍ
اور	اللہ	ہدایت دیتا ہے	جسے	چاہے وہ	طرف	راہ	سیدھی
اور اللہ ہدایت دیتا ہے جسے چاہے سیدھی راہ دکھائے(۷۲)							

تفسیر:

(۷۲) یعنی انسان تین قِسم کے ہیں۔ ظاہر و باطن مومن، ظاہر و باطن کافر، ظاہر مومن باطن کافر یعنی منافق۔

اللہ (عَزَّوَجَلَّ) نے ان میں سے مومنوں کو ہدایت دی، باقی دو گروہ کافر رہے۔

وَ	یَقُوْلُوْنَ	اٰمَنَّا	بِـاللّٰهِ		وَ	بِـا لرَّسُوْلِ	
وَ	یَقُوْلُوْنَ	اٰمَنَّا	بِ	اللّٰهِ	وَ	بِ	الرَّسُوْلِ
اور	کہتے ہیں وہ	ایمان لائے ہم	ساتھ (پر)	اللّٰہ	اور	ساتھ (پر)	رسول
اور کہتے ہیں ہم ایمان لائے اللّٰہ اور رسول پر							

وَ	اَطَعْنَا	ثُمَّ	یَتَوَلّٰی	فَرِیْقٌ	مِّنْـهُمْ		مِّنْۢ
وَ	اَطَعْنَا	ثُمَّ	یَتَوَلّٰی	فَرِیْقٌ	مِّنْ	هُمْ	مِّنْۢ
اور	حکم مانا ہم نے	پھر	پھر جاتا ہے	ایک فرقہ	سے	اُن (میں)	سے
اور حکم مانا پھر کچھ اُن میں کے اس کے بعد							

بَعْدِ	ذٰلِكَ ؕ	وَ	مَاۤ	اُولٰٓئِكَ	بِـالْمُؤْمِنِیْنَ ﴿۴۷﴾	
بَعْدِ	ذٰلِكَ	وَ	مَاۤ	اُولٰٓئِكَ	بِ	الْمُؤْمِنِیْنَ
پیچھے	اس (کے)	اور	نہیں	وہ	–	ایمان والے
پھر جاتے ہیں (۷۳) اور وہ مسلمان نہیں (۷۴)						

تفسیر:

(۷۳) یہ آیت بِشر منافق کے متعلّق نازل ہوئی جس کا ایک یہودی سے زمین کے بارے میں جھگڑا تھا جس میں یہودی سچّا تھا اور منافق جھوٹا۔ سب جانتے تھے کہ جنابِ مُصطفٰی (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی عدالت حق و صداقت کی عدالت ہے اس لیے یہودی نے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے فیصلہ کرانا چاہا۔ مگر منافق نے کَعب بن اَشرف یہودی سے فیصلہ کرانے کی خواہش کی۔ اس موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(۷۴) اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے **ایک:** یہ کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو اپنا حاکم نہ ماننا کُفْر ہے کیونکہ رب نے بِشر پر کفر کا فتویٰ اِسی لیے دیا کہ اُس نے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو اپنا حاکم نہ مانا۔

دوسرے: یہ کہ منافق کلمہ گو اگرچہ قومی مسلمان تو ہیں مگر مذہبی مسلمان نہیں جیسے آج کل مسلمانوں کے بہت سے مُرتَد فرقے۔

وَ	اِذَا	دُعُوْٓا	اِلَى	اللّٰهِ	وَ	رَسُوْلِـهٖ	
وَ	اِذَا	دُعُوْٓا	اِلَى	اللّٰهِ	وَ	رَسُوْلِ	ہٖ
اور	جب	بلائے جائیں وہ	طرف	اللہ	اور	رسول (کی)	اس (کے)
اور جب بلائے جائیں اللہ اور اس کے رسول کی طرف (۷۵) کہ رسول ان							

تفسیر:

(۷۵) اس سے معلوم ہوا کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کی بارگاہ، رب (عَزَّوَجَلَّ) کی بارگاہ ہے۔ ان کے ہاں حاضری، رب (عَزَّوَجَلَّ) کے حضور حاضری ہے کیونکہ انہیں حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کی طرف بلایا گیا تھا۔ جیسے رب (عَزَّوَجَلَّ) نے فرمایا: ”اللہ و رسول کی طرف بلایا گیا“ نیز حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کا حکم اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کا حکم ہے۔ جس کی اپیل ناممکن ہے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کے حکم سے منہ موڑنا رب تعالیٰ کے حکم سے منہ موڑنا ہے۔

لِـيَحْكُمَ		بَيْنَـهُمْ		اِذَا	فَرِيْقٌ	مِّنْـهُمْ	
لِ	يَحْكُمَ	بَيْنَ	هُمْ	اِذَا	فَرِيْقٌ	مِّنْ	هُمْ
تاکہ	فیصلہ فرمائے وہ	درمیان	اُن (کے)	(تو) جبھی	ایک فرقہ	سے	اُن (میں)
میں فیصلہ فرمائے تو جبھی ان کا ایک فریق							

مُّعْرِضُوْنَ ﴿۴۸﴾	وَ	اِنْ	يَّكُنْ	لَّـهُمُ		الْحَقُّ	يَاْتُوْٓا
مُّعْرِضُوْنَ	وَ	اِنْ	يَّكُنْ	لَّ	هُمُ	الْحَقُّ	يَاْتُوْٓا
منہ پھیرنے والے ہیں	اور	اگر	ہو	کیلئے	اُن	حق	آتے ہیں وہ
منہ پھیر جاتا ہے۔ اور اگر اُن کی ڈِگری ہو (ان کے حق میں فیصلہ ہو) تو اس							

اِلَیۡـہِ		مُذۡعِنِیۡنَ ﴿ؕ۴۹﴾	اَ	فِیۡ	قُلُوۡبِـہِمۡ		مَّرَضٌ
اِلَیۡ	ہِ	مُذۡعِنِیۡنَ	اَ	فِیۡ	قُلُوۡبِ	ہِمۡ	مَّرَضٌ
طرف	اُس (کی)	مانتے ہوئے	کیا	میں	دلوں	اُن (کے)	بیماری (ہے)
کی طرف آئیں مانتے ہوئے(۷۶) کیا ان کے دلوں میں بیماری ہے							

تفسیر:

(۷۶) یعنی منافقوں کا یہ حال ہے کہ جس مقدّمہ میں وہ جھوٹے ہوتے ہیں اس میں اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے حبیب (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو حاکم نہیں مانتے اور جس مقدّمہ میں وہ سچّے ہوتے ہیں اس میں دوڑتے ہوئے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی بارگاہ میں فیصلہ کے لیے آجاتے ہیں، وہ اپنے نفس کے پیروکار ہیں، یہی حال آج کل کے اُن مسلمانوں کا ہے جو اِسلام کو اپنی خواہشِ نفس کے لیے استعمال کرتے ہیں۔

اَمِ	ارۡتَابُوۡۤا	اَمۡ	یَخَافُوۡنَ	اَنۡ	یَّحِیۡفَ	اللّٰہُ
اَمِ	ارۡتَابُوۡۤا	اَمۡ	یَخَافُوۡنَ	اَنۡ	یَّحِیۡفَ	اللّٰہُ
یا	شک رکھتے ہیں وہ	یا	ڈرتے ہیں وہ	یہ کہ	ظلم کرے گا	اللہ
یا شک رکھتے ہیں یا یہ ڈرتے ہیں کہ اللہ و رسول ان پر						

عَلَیۡـہِمۡ		وَ	رَسُوۡلُـہٗ ؕ		بَلۡ	اُولٰٓئِکَ	ہُمُ	الظّٰلِمُوۡنَ ﴿۵۰﴾
عَلَیۡ	ہِمۡ	وَ	رَسُوۡلُ	ہٗ	بَلۡ	اُولٰٓئِکَ	ہُمُ	الظّٰلِمُوۡنَ
پر	ان	اور	رسول	اُس (کا)	بلکہ	وہ لوگ	وہی	ظالم ہیں
ظلم کریں گے(۷۷) بلکہ وہ خود ہی ظالم ہیں(۷۸)								

تفسیر:

(۷۷) معلوم ہوا کہ جو نبی کو ظالم کہے وہ خدا کو ظالم کہتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ جیسے رب تعالیٰ کا ظلم کرنا مُحالِ

عقلی ہے ایسے ہی حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا ظلم کرنا محالِ عقلی ہے کیونکہ ایک ظلم کو رب نے اپنی اور رسول کی طرف نسبت فرمایا۔ وہ سچے، اُن کا رب سچّا، جو حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) پر بدگمانی کرے وہ رب (عَزَّوَجَلَّ) پر کرتا ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا ذکر اللہ (عَزَّوَجَلَّ) کے ذکر کے ساتھ سنّتِ الٰہیہ ہے۔ لہٰذا یہ کہہ سکتے ہیں کہ اللہ و رسول بھلا کریں۔ اللہ و رسول نعمتیں دیتے ہیں۔ (عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)

(۷۸) یعنی ان منافقوں کو یہ خوف نہیں کہ رسولُ اللہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) ظلم کا فیصلہ فرمائیں گے بلکہ اُنہیں اپنے متعلّق یقین ہے کہ اس مقدّمہ میں ہم ظالم ہیں، حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا فیصلہ ہمارے خلاف ہو گا۔ اس لیے حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی طرف نہیں آئے۔

اِنَّمَا	كَانَ	قَوْلَ	الْمُؤْمِنِيْنَ	اِذَا	دُعُوْٓا	اِلَى
اِنَّمَا	كَانَ	قَوْلَ	الْمُؤْمِنِيْنَ	اِذَا	دُعُوْٓا	اِلَى
سوائے اس کے نہیں	ہے	بات	ایمان والوں (کی)	جب	بلائے جائیں وہ	طرف
مسلمانوں کی بات تو یہی ہے جب اللہ اور رسول کی طرف بلائے جائیں						

اللّٰهِ	وَ	رَسُوْلِهٖ		لِيَحْكُمَ		بَيْنَهُمْ	
اللّٰهِ	وَ	رَسُوْلِ	هٖ	لِ	يَحْكُمَ	بَيْنَ	هُمْ
اللہ	اور	رسول (کی)	اُس (کے)	تاکہ	فیصلہ فرمائے وہ	درمیان	اُن (کے)
کہ رسول ان میں فیصلہ فرمائے تو عرض							

اَنْ	يَّقُوْلُوْا	سَمِعْنَا	وَ	اَطَعْنَا ؕ	وَ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾
اَنْ	يَّقُوْلُوْا	سَمِعْنَا	وَ	اَطَعْنَا	وَ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْمُفْلِحُوْنَ
یہ کہ	کہیں وہ	سُنا ہم نے	اور	حکم مانا ہم نے	اور	یہ لوگ	وہی ہیں	فلاح پانے والے
کریں ہم نے سنا اور حکم مانا اور یہی لوگ مراد کو پہنچے (۷۹)								

تفسیر:

(۷۹)اس سے معلوم ہوا کہ حکمِ پیغمبر میں عَقْل کو دَخْل نہ دو کہ اگر عقل نہ مانے تو قبُول نہ کرو۔ بلکہ جیسے بیمار اپنے کو حکیم کے سُپُرد کر دیتا ہے ایسے ہی تم اپنے کو ان کے سپرد کر دو۔

مصرع: عَقْل قربان کُن بہ پیشِ مُصْطَفٰی (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) [یعنی حضور کے سامنے عقل کو قربان کر دو]

اگر اس پر عمل ہو گیا تو پھر دِین و دنیا میں تم کامیاب ہو کیونکہ ہماری آنکھیں، عَقْل، عِلْم جُھوٹے ہو سکتے ہیں مگر وہ سچّوں کا بادشاہ یقیناً سچّا ہے۔

وَ	مَنْ	يُّطِعِ	اللّٰهَ	وَ	رَسُوْلَـهٗ		وَ	يَخْشَ
وَ	مَنْ	يُّطِعِ	اللّٰهَ	وَ	رَسُوْلَ	هٗ	وَ	يَخْشَ
اور	جو	حکم مانے	اللہ	اور	رسول (کا)	اُس (کے)	اور	ڈرے وہ
اور جو حکم مانے اللہ اور اس کے رسول کا اور اللہ سے ڈرے								

اللّٰهَ	وَ	يَتَّقْـهِ		فَـاُولٰٓئِكَ		هُمُ	الْفَآئِزُوْنَ ﴿۵۲﴾
اللّٰهَ	وَ	يَتَّقْ	هِ	فَ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْفَآئِزُوْنَ
اللہ (سے)	اور	بچے وہ	اس (کی نافرمانی) سے	تو	یہ لوگ	وہی (ہیں)	مراد پانے والے
اور پرہیزگاری کرے تو یہی لوگ کامیاب ہیں (۸۰)							

تفسیر:

(۸۰)جیسے قابل طبیب کی دَوا فائدہ کرتی ہے بیمار کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے ایسے ہی حُضور (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) کے اَحکام مُفید ہیں خواہ ہماری سمجھ میں آویں یا نہ آویں۔ اَفسوس ہے کہ وِلایتی دَوا پر تو ہم کو اِعتقاد ہے کہ بغیر اَجزاء معلوم کیے اِستعمال کرتے ہیں مگر رسولُ اللہ (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّم) کے فرمان میں تاَمُّل ہے۔

وَ	اَقْسَمُوْا	بِاللّٰهِ	جَهْدَ	اَيْمَانِهِمْ

وَ	اَقْسَمُوْا	بِ	اللّٰهِ	جَهْدَ	اَيْمَانِ	هِمْ
اور	قسم کھائی انہوں نے	کی	اللہ	کوشش (سے)	قسموں (میں)	اپنی

اور انہوں نے اللہ کی قسم کھائی اپنے حلف میں

لَئِنْ		اَمَرْتَهُمْ		لَيَخْرُجُنَّ ؕ		قُلْ
لَ	اِنْ	اَمَرْتَ	هُمْ	لَ	يَخْرُجُنَّ	قُلْ
البتہ	اگر	حکم کریگاتو	انہیں	البتہ	ضرور نکلیں گے وہ	فرمادیجئے

حدّ کی کوشش سے کہ اگر تم اُنہیں حکم دو گے تو وہ ضرور جہاد کو نکلیں گے (۸۱)

تفسیر:

(۸۱) منافقین قسمیں کھا کھا کر کہا کرتے تھے کہ اب جب بھی جہاد ہو گا ہم ضرور شرکت کریں گے۔ مگر وَقت پر جھوٹے بہانے بنا کر رہ جاتے تھے۔ اس آیت میں اس کا ذکر ہے، معلوم ہوا کہ بہت قسمیں کھا کر اپنا اعتبار جمانا منافقوں کا کام ہے۔ مومن کو بِفضلہ تعالیٰ قَسموں کی ضرورت ہی نہیں پڑتی۔

لَّا	تُقْسِمُوْا ۚ	طَاعَةٌ	مَّعْرُوْفَةٌ ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ
لَّا	تُقْسِمُوْا	طَاعَةٌ	مَّعْرُوْفَةٌ ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ
نہ	قسمیں کھاؤ تم	فرمانبرداری (چاہیے)	موافق شرع	تحقیق	اللہ

تم فرما دو قسمیں نہ کھاؤ موافقِ شرع حکم برداری چاہئے (۸۲) اللہ

تفسیر:

(۸۲) یعنی اپنے قول کو اپنے عمل سے سچّا کر دِکھاؤ قَسموں سے سچا کرنے کی کوشش نہ کرو۔ اس بارگاہ میں عمل دیکھے جاتے ہیں نہ کہ محض زبانی دعوے۔

خَبِيْرٌۢ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ ﴿۵۳﴾	قُلْ	اَطِيْعُوا	اللّٰهَ	وَ	اَطِيْعُوا

خَبِیْرٌۢ	بِمَا	تَعْمَلُوْنَ	قُلْ	اَطِیْعُوا	اللّٰهَ	وَ	اَطِیْعُوا
جانتا ہے	(اس کو) جو	کرتے ہو تم	فرمادیجئے	اطاعت کرو	اللہ (کی)	اور	اطاعت کرو

جانتا ہے جو تم کرتے ہو تم فرماؤ حکم مانو اللہ کا اور

الرَّسُوْلَ ۚ	فَاِنْ		تَوَلَّوْا	فَاِنَّمَا		عَلَیْهِ	
الرَّسُوْلَ	فَ	اِنْ	تَوَلَّوْا	فَ	اِنَّمَا	عَلٰی	هِ
رسول (کی)	پھر	اگر	منہ پھیرو تم	تو	سوائے اس کے نہیں	پر	اُس

حکم مانو رسول کا(۸۳) پھر اگر تم منہ پھیرو تو رسول کے ذمہ وہی ہے جو اُس

تفسیر:

(۸۳) یعنی اللہ و رسول(عَزَّوَجَلَّ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی مطلقاً اِطاعت کرو۔ ان کا ہر حکم مانو۔ خیال رہے کہ حضور(صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) مُطاعِ مُطلَق ہیں ان کا ہر حکم بہر حال ماننا ضروری ہے آپ کے سِوا اور بندے کی اِطاعت مطلقاً لازم نہیں بلکہ جائز حکم قابلِ اِطاعت ہیں، ناجائز ناقابلِ اِطاعت۔ یہ بھی خیال رہے کہ اِطاعت اللہ تعالیٰ کی بھی ہوگی رسول اللہ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی بھی اور حاکم و عالم کی، مگر اِتباع صرف حضور(صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی ہوگی، نہ اللہ تعالیٰ کی ہو نہ دوسرے بندے کی۔ اِطاعت کے معنی ہیں حکم ماننا، اتباع کے معنی ہیں کسی کے سے اَعمال کرنا۔ اس لیے قرآن مجید نے ایک جگہ فرمایا: ﴿فَاتَّبِعُوْنِیْ﴾۔ ہم اللہ تعالیٰ کی اِتباع نہیں کرسکتے۔ وہ دن رات ہزاروں کو موت دیتا ہے اگر ہم ایک کو قتل کردیں تو مصیبت آجاوے۔

مَا	حُمِّلَ	وَ	عَلَیْکُمْ		مَّا	حُمِّلْتُمْ ؕ
مَا	حُمِّلَ	وَ	عَلٰی	کُمْ	مَّا	حُمِّلْتُمْ
(وہ) جو	لازم کیا گیا	اور	پر	تم (ہے)	(وہ) جو	لازم کیے گئے تم / اُٹھوائے

پر لازم کیا گیا(۸۴) اور تم پر وہ ہے جس کا بوجھ تم پر رکھا گیا

تفسیر:

(۸۴) یعنی صرف تبلیغ، وہ تمہاری ہدایت کے ذِمّہ دار نہیں۔ اگر تم سب کافر رہو تو اُن کا کچھ نہیں بگڑتا۔

وَ	اِنْ	تُطِیْعُوْہُ		تَھْتَدُوْا ؕ	وَ	مَا
وَ	اِنْ	تُطِیْعُوْ	ہُ	تَھْتَدُوْا	وَ	مَا
اور	اگر	فرمانبرداری کروگے تم	اُس (کی)	راہ پاؤگے	اور	نہیں
اور اگر رسول کی فرمانبرداری کرو گے راہ پاؤ گے (۸۵)						

تفسیر:

(۸۵) اس سے معلوم ہوا کہ ہدایت حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اطاعت پر مُنْحَصِر ہے۔ صِرف ان کی پیروی سے ہدایت مِل سکتی ہے۔

عَلَی	الرَّسُوْلِ	اِلَّا	الْبَلٰغُ	الْمُبِیْنُ ﴿۵۴﴾
عَلَی	الرَّسُوْلِ	اِلَّا	الْبَلٰغُ	الْمُبِیْنُ
پر	رسول	مگر	پہنچا دینا	ظاہر
اور رسول کے ذمہ نہیں مگر صاف پہنچا دینا (۸۶)				

تفسیر:

(۸۶) یعنی ان کے ذِمّہ تمہاری ہدایت نہیں۔ اگر تم سب کافر رہو تو بھی ان کا کچھ نہیں بگڑتا۔ کیونکہ وہ اپنا فرض ادا کر چکے۔

وَعَدَ	اللہُ	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	مِنْکُمْ		وَ	عَمِلُوا
وَعَدَ	اللہُ	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	مِنْ	کُمْ	وَ	عَمِلُوا
وعدہ دیا	اللہ نے	اُن کو جو	ایمان لائے	سے	تم (میں)	اور	کام کیے انہوں نے
اللہ نے وعدہ دیا ان کو جو تم میں سے ایمان							

الصّٰلِحٰتِ	لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ			فِي	الْاَرْضِ	كَمَا
الصّٰلِحٰتِ	لَ	يَسْتَخْلِفَنَّ	هُمْ	فِي	الْاَرْضِ	كَمَا
اچھے	البتہ	ضرور خلیفہ بنائیگا	اُنہیں	میں	زمین	جیسے
لائے اور اچھے کام کئے (۸۷) کہ ضرور انہیں زمین میں خلافت دے گا (۸۸) جیسی						

تفسیر:

(۸۷) **شانِ نُزول:** حضور (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ) نے اوّلاً تیرہ سال مکّہ مکرّمہ میں تبلیغ فرمائی اور صحابہ کرام (رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن) نے کفار کی اِیذائیں برداشت کیں، پھر جب مدینہ منورہ کی طرف ہجرت فرمائی تو کفارِ مکّہ نے یہاں بھی مسلمانوں کو چین سے بیٹھنے نہ دیا۔ ہمیشہ اعلانِ جنگ دیتے رہے جس سے صحابہ کرام (رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن) ہر وقت خطرے میں رہتے تھے۔ ایک صحابی (رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ) نے عرض کیا کہ کیا کبھی ایسا وقت بھی آئے گا جب ہم کو اَمن ہو گا؟، تب یہ آیتِ کریمہ اُتری۔

(۸۸) خلافت سے مراد نیابتِ رسولُ الله (صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ) ہے۔ رب (عَزَّوَجَلَّ) ظاہری نیابت ظاہری خُلفاءِ راشدین (رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن) کو مَرحمت فرمائے گا۔ اور خلافتِ باطنی تمام اولیاء الله کو۔ اس سے معلوم ہوا کہ خُلفاءِ راشدین (رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن) صالحین، متّقی ہیں۔ کیونکہ خلافت دینے کا وعدہ متّقیوں سے تھا اور انہیں رب (عَزَّوَجَلَّ) نے خلافت دی تو معلوم ہوا کہ وہ اس کے اہل تھے۔

اسْتَخْلَفَ	الَّذِيْنَ	مِنْ	قَبْلِهِمْ		وَ	لَيُمَكِّنَنَّ	
اسْتَخْلَفَ	الَّذِيْنَ	مِنْ	قَبْلِ	هِمْ	وَ	لَ	يُمَكِّنَنَّ
خُلیفہ بنایا اُس نے	ان لوگوں کو جو	سے	پہلے (تھے)	اُن	اور	البتہ	ضرور مضبوط کرے گا
ان سے پہلوں کو دی (۸۹) اور ضرور ان کے لئے جمادے گا							

تفسیر:

(۸۹) جیسے بنی اسرائیل کو ہلاکتِ فرعون کے بعد مِصر و شام کی خلافت مَرحمت فرمائی۔

لَــهُمْ		دِيْنَــهُمُ		الَّذِى	ارْتَضٰى	لَــهُمْ	
لَ	هُمْ	دِيْنَ	هُمُ	الَّذِى	ارْتَضٰى	لَ	هُمْ
کیلئے	اُن	دین	اُن (کا)	وہ جو	پسند کیا اُس نے	کیلئے	اُن

ان کا وہ دین جو ان کے لئے پسند فرمایا ہے

وَ	لَــيُبَدِّلَنَّــهُمْ			مِّنْۢ	بَعْدِ	خَوْفِــهِمْ	
وَ	لَ	يُبَدِّلَنَّ	هُمْ	مِّنْۢ	بَعْدِ	خَوْفِ	هِمْ
اور	البتہ	ضرور بدل دے گا وہ	اُن (کی حالت کو)	سے	پیچھے	خوف (کے)	اُن (کے)

اور ضرور ان کے اگلے خوف کو

اَمْنًا ؕ	يَعْبُدُوْنَنِىْ		لَا	يُشْرِكُوْنَ	بِىْ	
اَمْنًا	يَعْبُدُوْنَ	نِىْ	لَا	يُشْرِكُوْنَ	بِ	ىْ
امن (سے)	عبادت کریں گے وہ	میری	نہیں	شریک ٹھہرائیں گے وہ	ساتھ	میرے

امن سے بدل دے گا (۹۰) میری عبادت کریں میرا شریک کسی کو نہ ٹھہرائیں

تفسیر:

(۹۰) چنانچہ رب (عَزَّوَجَلَّ) نے وعدہ پورا فرمایا کہ عہدِ صدیقی و فاروقی میں رُوم وفارس کے مُلک فتح ہوئے اور مشرق و مغرب میں اِسلام پھیل گیا۔ عہدِ صدیقی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) دو برس تین ماہ، خلافتِ فاروق (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) دس سال چھ ماہ اور خلافتِ عثمانی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) بارہ سال، خلافتِ حیدری (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) چار سال نو ماہ، اِمام حسن (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کی خلافت چھ ماہ ہوئی۔

شَيْـًٔا ؕ	وَ	مَنْ	كَفَرَ	بَعْدَ	ذٰلِكَ	فَـاُولٰٓئِكَ		هُمُ	الْفٰسِقُوْنَ ﴿۵۵﴾
شَيْـًٔا	وَ	مَنْ	كَفَرَ	بَعْدَ	ذٰلِكَ	فَ	اُولٰٓئِكَ	هُمُ	الْفٰسِقُوْنَ
کسی کو	اور	(وہ) جس نے	ناشکری کی	بعد	اس (کے)	تو	وہ لوگ	وہی	نافرمان ہیں

اور جو اس کے بعد ناشکری کرے تو وہی لوگ بے حکم ہیں (۹۱)

تفسیر:

(۹۱) یعنی اِن فُتوحات و اَمن کے وعدے اِس بناء پر ہیں کہ یہ لوگ عقائد و اَعمال میں دُرست رہیں۔ چنانچہ اِن بزرگوں نے اِستقامت فی الدِّین کی مِثال قائم فرمادی۔ اور رب تعالیٰ نے اپنا وعدہ کماحقُّہٗ پورا فرمایا۔

سوالات

(۱) کیا حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) تمام مخلوق کی تسبیح ملاحظہ فرمارہے ہیں؟

(۲) ہر جانور اِختیاری تسبیح پڑھتا ہے یا اِضطراری تسبیح؟

(۳) کیا آسمانوں پر برف کے پہاڑ ہیں؟

(۴) کیا بادل خود پانی بن کر برستا ہے؟

(۵) رات و دن کی تبدیلی میں کیا نصیحت ہے؟

(۶) زمین پر چلنے والے ہر جانور کو خالقِ کائنات (عَزَّوَجَلَّ) نے پانی سے پیدا فرمایا کیا اس قاعدے سے کوئی مستثنیٰ بھی ہے؟

(۷) پیٹ کے بَل کونسے جانور چلتے ہیں؟

(۸) کیا جنّات بھی اِنسانوں کی طرح دو پاؤں سے چلتے ہیں؟

(۹) کیا چار ہاتھ پاؤں والی مخلوق انڈے دیتی ہے؟

(۱۰) حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو اپنا حاکم نہ ماننا کیا ہے؟

(۱۱) اِسلام کو اپنی خواہشِ نفس کیلئے استعمال کرنا کس کی علامت ہے؟

(۱۲) کیا حکمِ پیغمبر میں عَقل کو دَخل ہے؟

(۱۳) بہت قسمیں کھا کر اعتبار جمانا کس کی نشانی ہے؟

(۱۴) اِطاعت اور اِتّباع میں کیا فرق ہے؟

(۱۵) خلافتِ صدیقی و فاروقی و عثمانی وحیدری (رِضْوَانُ اللّٰهِ تَعَالٰی عَلَیْهِمْ أَجْمَعِیْن) کتنا عرصہ رہی نیز خلافتِ سیّدنا اِمام حَسَن (رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ) کتنے ماہ رہی؟

(۱۶) درج ذیل آیت کا شانِ نزول بیان کریں؟

﴿وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِی الْاَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ۪ وَ لَیُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِیْنَهُمُ الَّذِی ارْتَضٰى لَهُمْ وَ لَیُبَدِّلَنَّهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ خَوْفِهِمْ اَمْنًا﴾ (النور:۵۵)

جاری از صفحہ 41

... بہو بن کر رہنے کا زمانہ بالکل بھول جاتی ہے اور اپنی بہو سے ضرور لڑائی کرتی ہے اور اس کی ایک خاص وجہ یہ ہے کہ جب تک لڑکے کی شادی نہیں ہوتی۔ سو فیصدی بیٹے کا تعلق ماں ہی سے ہوا کرتا ہے۔ بیٹا اپنی ساری کمائی اور جو سامان بھی لاتا ہے وہ اپنی ماں ہی کے ہاتھ میں دیتا ہے اور ہر چیز ماں ہی سے طلب کرکے استعمال کرتا ہے اور دن رات سینکڑوں مرتبہ اماں۔ اماں کہہ کر بات بات میں ماں کو پکارتا ہے۔ اس سے ماں کا کلیجہ خوشی سے پھول کر سیر بھر کا ہو جایا کرتا ہے اور ماں اس خیال میں مگن رہتی ہے کہ میں گھر کی مالکن ہوں۔ اور میرا بیٹا میرا فرماں بردار ہے لیکن شادی کے بعد بیٹے کی محبت بیوی کی طرف رخ کر لیتی ہے۔ اور بیٹا کچھ نہ کچھ اپنی بیوی کو دینے اور کچھ نہ کچھ اس سے مانگ کر لینے لگتا ہے تو ماں کو فطری طور پر بڑا جھٹکا لگتا ہے کہ میرا بیٹا کہ میں نے اس کو پال پوس کر بڑا کیا۔ اب یہ مجھ کو نظر انداز کرکے اپنی بیوی کے قبضہ میں چلا گیا۔ اب اماں۔ اماں پکارنے کی بجائے بیگم بیگم پکارا کرتا ہے۔ پہلے اپنی کمائی مجھے دیتا تھا۔ اب بیوی کے ہاتھ سے ہر چیز لیا دیا کرتا ہے۔ اب گھر کی مالکن میں نہیں رہی اس خیال سے ماں پر ایک جھلاہٹ سوار ہو جاتی ہے اور وہ بہو کو جذبہ حسد میں اپنی حریف اور مدمقابل بنا کر اس سے لڑائی جھگڑا کرنے لگتی ہے اور بہو میں طرح طرح کے عیب نکالنے لگتی ہے اور قسم قسم کے طعنے اور کوسنے دینا شروع کر دیتی ہے بہو شروع شروع میں تو یہ خیال کرکے کہ یہ میرے شوہر کی ماں ہے کچھ دنوں تک چپ رہتی ہے مگر جب ساس حد سے زیادہ بہو کے حلق میں انگلی ڈالنے لگتی ہے تو بہو کو بھی پہلے تو نفرت کی متلی آنے لگتی ہے پھر وہ بھی ایک دم سینہ تان کر ساس کے آگے طعنوں اور کوسنوں کی قے کرنے لگتی ہے اور پھر معاملہ بڑھتے بڑھتے دونوں طرف سے ترکی بہ ترکی سوال و جواب کا تبادلہ ہونے لگتا ہے یہاں تک کہ گالیوں کی بمباری شروع ہو جاتی ہے۔ پھر بڑھتے بڑھتے اس جنگ کے شعلے ساس اور بہو کے خاندانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیتے ہیں۔ اور دونوں خاندانوں میں بھی جنگِ عظیم شروع ہو جاتی ہے۔ میرے خیال میں اس لڑائی کے خاتمہ کی بہترین صورت یہی ہے کہ اس جنگ کے تینوں فریق یعنی ساس، بہو اور بیٹا تینوں اپنے اپنے حقوق و فرائض ادا کرنے لگیں تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ کے لئے اس جنگ کا خاتمہ یقینی ہے ان تینوں کے حقوق و فرائض کیا ہیں؟ ان کو بغور پڑھو۔**ساس کے فرائض**:۔ ہر ساس کا یہ فرض ہوتا ہے کہ وہ اپنی بہو کو اپنی بیٹی کی طرح سمجھے اور ہر معاملہ میں اس کے ساتھ شفقت و محبت کا برتاؤ کرے اگر بہو سے اس کی کمسنی یا نا تجربہ کاری کی وجہ سے کوئی غلطی ہو جائے تو طعنے مارنے اور کوسنے دینے کے بجائے اخلاق و محبت کے ساتھ اس کو کام کا صحیح طریقہ اور ڈھنگ سکھائے اور ہمیشہ اس کا خیال رکھے کہ یہ کم عمر اور نا تجربہ کار لڑکی اپنے ماں باپ سے جدا ہو کر ہمارے گھر میں آئی ہے اس کے لئے یہ گھر نیا اور اس کا ماحول نیا ہے اس کا یہاں ہمارے سوا کون ہے؟! اگر ہم نے اس کا دل........

(جاری ہے، بقیہ صفحہ 127 پر)

باب نمبر ⑤

وَ	اَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	وَ	اٰتُوا	الزَّكٰوةَ
وَ	اَقِيْمُوا	الصَّلٰوةَ	وَ	اٰتُوا	الزَّكٰوةَ
اور	قائم کرو تم	نماز	اور	دو تم	زکوٰۃ
اور نماز برپا رکھو اور زکوٰۃ دو					

وَ	اَطِيْعُوا	الرَّسُوْلَ	لَعَلَّكُمْ		تُرْحَمُوْنَ ﴿۵۶﴾
وَ	اَطِيْعُوا	الرَّسُوْلَ	لَعَلَّ	كُمْ	تُرْحَمُوْنَ
اور	فرمانبرداری کرو تم	رسول (کی)	اس امید پر کہ	تم	رحم کیے جاؤ
اور رسول کی فرمانبرداری کرو(۹۲) اس امید پر کہ تم پر رحم ہو					

تفسیر:

(۹۲)اس سے دو مسئلے معلوم ہوئے، **ایک:** یہ کہ نماز و زکوٰۃ کے ساتھ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی فرمانبرداری بھی لازِم ہے۔ صرف اِن اَعمال پر بھروسہ کرکے حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے بے نیاز نہ ہو جاؤ۔ **دوسرے:** یہ کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اِطاعت مطلقاً (یعنی ہر حال میں) واجب ہے خواہ وہ حکم (بظاہر) عقل و قرآن کے مطابِق ہو یا نہ ہو[1]، اِسی لیے حضرت علی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کو فاطمہ زہرا (رَضِیَ اللّٰہُ

---

(1)...یہ بات مفسر (عَلَیْہِ الرَّحْمَۃ) نے بطورِ فرضِ محال کہی ہے اور اس سے اِطاعت میں مبالغہ مقصود ہے، ورنہ یہ ممکن ہی نہیں کہ سیّد المعصومین کا کوئی قول و فعل قرآن کے خلاف ہو کیونکہ حضور (عَلَیْہِ السَّلَام) کا کسی فعل سے منع کرنا یا اسکے کرنے کا حکم دینا دراصل حکمِ قرآنی و عین شریعت ہے۔ رب فرماتا ہے: ﴿وَمَاۤ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۗ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا﴾، لہٰذا حضرت علی (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) پر دوسری شادی کی ممنوعیت ﴿فَانْكِحُوْا مَا طَابَ لَكُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰى وَثُلٰثَ وَرُبٰعَ﴾ کے خلاف نہیں۔ (فرضِ مُحال سے مراد کسی محال و ناممکن بات کو فرض کرلینا اور مان لینا جیسے یہ قول: ”اگر (بالفرض) دو خدا ہوتے تو کائنات تباہ ہو جاتی“، دو خدا کا ہونا محال ہے، اسی طرح مفسر نے محال کو فرض کرکے مذکورہ بات کہی ہے)۔ [علمیہ]

تعالٰی عنہا) کی موجودگی میں دوسرا نکاح ممنوع رہا[1]۔ حضرت خُزیمہ (رضی اللہ تعالٰی عنہ) کی گواہی دو۲ کے برابر ہوئی[2]۔

لَا	تَحْسَبَنَّ	الَّذِیْنَ	كَفَرُوْا	مُعْجِزِیْنَ	فِی
لَا	تَحْسَبَنَّ	الَّذِیْنَ	كَفَرُوْا	مُعْجِزِیْنَ	فِی
نہ	ہرگز گمان کیجئے	ان لوگوں (کو)	جو کافر ہوئے	عاجز کرنے والے ہیں وہ	میں
ہرگز کافروں کو خیال نہ کرنا کہ وہ کہیں ہمارے قابو سے نکل جائیں					

الْاَرْضِ ۚ	وَ	مَاْوٰىهُمُ		النَّارُ ؕ	وَ	لَبِئْسَ		الْمَصِیْرُ ﴿۵۷﴾
الْاَرْضِ	وَ	مَاْوٰى	هُمُ	النَّارُ	وَ	لَ	بِئْسَ	الْمَصِیْرُ
زمین	اور	ٹھکانہ	اُن (کا)	آگ (ہے)	اور	البتہ	بُرا (ہے)	ٹھکانہ
زمین میں(۹۳) اور ان کا ٹھکانا آگ ہے اور ضرور کیا ہی برا انجام								

تفسیر:

(۹۳) یعنی ان کفارِ نابکار کا زمین میں اَمن سے رہنا اِس وجہ سے نہیں کہ وہ ربّ (عزّوجلّ) کے قابو سے باہر ہیں بلکہ یہ ربّ تعالیٰ کی ڈِھیل ہے۔

یٰۤاَیُّهَا	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	لِیَسْتَاْذِنْكُمُ			الَّذِیْنَ
یٰۤاَیُّهَا	الَّذِیْنَ	اٰمَنُوْا	لِ	یَسْتَاْذِنْ	كُمُ	الَّذِیْنَ

(1)...((وَاللهِ لَا تَجْتَمِعُ بِنْتُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَبِنْتُ عَدُوِّ اللهِ مَكَانًا وَاحِدًا أَبَدًا))

(صحیح مسلم، فضائل الصحابة، فضائل فاطمة بنت النبي علیه السلام، ص:۱۳۳۰، حدیث:۲۴۴۹)

(2)...((فَجَعَلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهَادَةَ خُزَيْمَةَ بِشَهَادَةِ رَجُلَيْنِ))

(سنن أبي داود، كتاب الأقضية، باب إذا علم الحاكم...الخ، ۳/۴۳۶، حدیث:۳۶۰۷)

اے	وہ لوگو	جو ایمان لائے ہو	چاہیے کہ	اجازت لیں	تم (سے)	وہ لوگ جن کے
اے ایمان والو چاہیے کہ تم سے اِذن لیں تمہارے ہاتھ کے مال						

مَلَكَتْ	اَيْمٰنُكُمْ		وَ	الَّذِيْنَ	لَمْ	يَبْلُغُوا	الْحُلُمَ
مَلَكَتْ	اَيْمَانُ	كُمْ	وَ	الَّذِيْنَ	لَمْ	يَبْلُغُوا	الْحُلُمَ
مالک ہوئے	دائیں ہاتھ	تمہارے	اور	وہ لوگ	نہیں	جو پہنچے	جوانی (کو)
غلام(۹۴) اور وہ جو تم میں(۹۵) ابھی جوانی کو نہ پہنچے(۹۶)							

تفسیر:

(۹۴) شانِ نزول: حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ) نے ایک انصاری غلام حضرت مُدْلَج بن عمرو (رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ) کو عمر فاروق (رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ) کو بلانے بھیجا۔ یہ وقت دوپہر کا تھا حضرت فاروقِ اعظم (رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ) اپنے دولت خانہ میں بے تکلف تشریف فرما تھے۔ حضرت مُدْلَج (رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ) بغیر اطلاع گھر میں چلے گئے۔ جس سے حضرت عمر (رَضِیَ اللهُ تَعَالٰی عَنْهُ) کو خیال ہوا کہ کاش غلاموں کو اجازت لینے کا حکم ہو جاتا۔ تب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (خزائن العرفان)۔ اس آیت میں خطاب مومن مردوں سے بھی ہے اور عورتوں سے بھی۔

(۹۵) یعنی تمہاری لونڈی، غلام اور قریبِ بلوغ بچے ان تین وقتوں میں تو تمہاری اجازت سے تمہارے گھروں میں آئیں، اِن کے سوا اور وقتوں میں بغیر اجازت لیے آ، جاسکتے ہیں۔

(۹۶) بلکہ ابھی قریبِ بلوغ ہیں۔ خیال رہے کہ بلوغ کی زیادہ سے زیادہ مدّت مذہبِ حنفی میں پندرہ برس ہے اور کم از کم لڑکی کے لیے نو برس اور لڑکے کے لیے بارہ برس ہے[1]۔

---

(1)... شیخِ طریقت امیرِ اہلسنت بانیِ دعوتِ اسلامی حضرت علامہ مولانا ابو بلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی (دَامَتْ بَرَكَاتُهُمُ الْعَالِيَه) فرماتے ہیں: میرے آقا اعلیٰ حضرت (رَحْمَةُ اللهِ تَعَالٰی عَلَيْه) فرماتے ہیں: "نو برس سے کم کی لڑکی کو پردہ کی حاجت نہیں اور جب پندرہ برس کی ہو سب غیر محارم سے پردہ واجب، اور نو سے پندرہ تک اگر آثارِ بلوغ ظاہر ہوں تو (بھی پردہ) واجب، اور

مِنۡکُمۡ	ثَلٰثَ	مَرّٰتٍ ؕ	مِنۡ	قَبۡلِ	صَلٰوۃِ	
مِنۡ	کُمۡ	ثَلٰثَ	مَرّٰتٍ	مِنۡ	قَبۡلِ	صَلٰوۃِ
سے	تم (میں)	تین	مرتبہ (وقت)	سے	پہلے	نماز
تین وقت، نمازِ صبح						

الۡفَجۡرِ	وَ	حِیۡنَ	تَضَعُوۡنَ	ثِیَابَکُمۡ		مِّنَ	الظَّہِیۡرَۃِ
الۡفَجۡرِ	وَ	حِیۡنَ	تَضَعُوۡنَ	ثِیَابَ	کُمۡ	مِّنَ	الظَّہِیۡرَۃِ
فجر	اور	جب	اتار رکھتے ہو تم	کپڑے	اپنے	–	دوپہر (کو)
سے پہلے اور جب تم اپنے کپڑے اُتار رکھتے ہو دوپہر کو(۹۷)							

تفسیر:

(۹۷) اس سے مراد بالکل ننگا ہونا نہیں کہ ننگا ہونا تنہائی میں بھی بلا ضرورت منع ہے۔ رب (عَزَّوَجَلَّ) سے شرم چاہیے، بلکہ مراد یہ ہے کہ اِن اَوقات میں عموماً لوگ اپنے گھروں میں زیادہ پردے اور ستر کا لحاظ نہیں رکھا کرتے، عورتیں بغیر دوپٹّہ کے، مرد بغیر کُرتہ کے رہتے ہیں۔

وَ	مِنۡۢ	بَعۡدِ	صَلٰوۃِ	الۡعِشَآءِ ؕ۟	ثَلٰثُ	عَوۡرٰتٍ
وَ	مِنۡۢ	بَعۡدِ	صَلٰوۃِ	الۡعِشَآءِ	ثَلٰثُ	عَوۡرٰتٍ
اور	سے (کے)	پیچھے	نماز	عشاء	تین (وقت)	پردے (کے ہیں)
اور نمازِ عشاء کے بعد(۹۸) یہ تین وقت تمہاری شرم کے ہیں(۹۹)						

نہ ظاہر ہوں تو مُستحب خصوصاً بارہ برس کے بعد بہت مُؤکَّد (یعنی سخت تاکید ہے) کہ یہ زمانہ قُربِ بُلوغ و کمالِ اِشتہا کا ہے (یعنی ۱۲ برس کی عمر کی لڑکی کے بالِغہ ہو جانے اور شہوت کے کمال تک پہنچنے کا قریبی دور ہے)۔ (فتاوٰی رضویہ ج۲۳ ص۶۳۹)
("پردے کے بارے میں سوال جواب" ص: ۷۳)

تفسیر:

(۹۸) کیونکہ اِس وقت عموماً بیداری کا لباس اُتار دیا جاتا ہے اور نیند کا معمولی لباس بَنیان و تہ بند پہن لیا جاتا ہے۔

(۹۹) اِس سے معلوم ہوا کہ اِن تین وقتوں کے علاوہ دیگر اَوقات میں بچّے اور اپنے غلام بغیر اِجازت گھر میں آسکتے ہیں۔ اِن کے علاوہ دوسرے لوگ کسی وقت بھی بغیر اِجازت گھر میں نہیں آسکتے۔

لَـكُمْ ؕ		لَیۡسَ	عَلَیۡـكُمْ		وَ	لَا
لَ	كُمْ	لَیۡسَ	عَلَیۡ	كُمْ	وَ	لَا
واسطے	تمہارے	نہیں	پر	تم	اور	نہ
ان		تین	کے	بعد		کچھ

عَلَیۡـهِمْ		جُنَاحٌۢ	بَعۡدَهُـنَّ ؕ		طَوّٰفُوۡنَ
عَلَیۡ	هِمْ	جُنَاحٌۢ	بَعۡدَ	هُنَّ	طَوّٰفُوۡنَ
پر	اُن	(کوئی) گناہ	بعد	اُن (کے)	پھرنے والے ہیں
گناہ نہیں تم پر نہ		اُن پر،	آمدورفت رکھتے		ہیں تمہارے

عَلَیۡـكُمْ		بَعۡضُـكُمْ		عَلٰی	بَعۡضٍ ؕ
عَلَیۡ	كُمْ	بَعۡضُ	كُمْ	عَلٰی	بَعۡضٍ ؕ
اوپر	تمہارے	بعض	تمہارے	اوپر	بعض (کے)
یہاں	ایک	دوسرے		کے	پاس(۱۰۰)

تفسیر:

(۱۰۰) یعنی چُونکہ اِن لوگوں کو کام کاج اور خدمت کے لیے گھر میں آنا جانا پڑتا ہے۔ اگر اِن پر اِذْن واِجازت کی پابندی لگائی گئی تو بڑا حَرَج واقعہ ہو گا۔ اس لیے اِن پر اِجازت لازِم نہیں کی گئی۔

كَذٰلِكَ		يُبَيِّنُ	اللّٰهُ	لَكُمْ	
كَ	ذٰلِكَ	يُبَيِّنُ	اللّٰهُ	لَ	كُمْ
طرح	اسی	بیان کرتا ہے	اللہ	لیے	تمہارے

اللہ یونہی بیان کرتا ہے تمہارے لئے

الْاٰيٰتِ ؕ	وَ	اللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ ﴿۵۸﴾
الْاٰيٰتِ	وَ	اللّٰهُ	عَلِيْمٌ	حَكِيْمٌ
آیتیں	اور	اللہ	خوب جاننے والا	بڑی حکمت والا ہے

آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے(۱۰۱)

تفسیر:

(۱۰۱) یعنی رب تعالیٰ کے تمام احکام علم وحکمت پر مبنی ہیں خواہ تمہاری سمجھ میں آئیں یا نہ آئیں۔

وَ	اِذَا	بَلَغَ	الْاَطْفَالُ	مِنْكُمُ		الْحُلُمَ
وَ	اِذَا	بَلَغَ	الْاَطْفَالُ	مِنْ	كُمُ	الْحُلُمَ
اور	جب	پہنچ جائیں	لڑکے	سے	تم (میں)	جوانی (کو)

اور جب تم میں لڑکے جوانی کو پہنچ جائیں

فَلْيَسْتَاْذِنُوْا			كَمَا	اسْتَاْذَنَ	الَّذِيْنَ	مِنْ
فَ	لْ	يَسْتَاْذِنُوْا	كَمَا	اسْتَاْذَنَ	الَّذِيْنَ	مِنْ
پس	چاہیے کہ	اجازت مانگیں وہ	جیسے	اجازت مانگی	(انہوں نے) جو	سے

تو وہ بھی اِذن مانگیں(۱۰۲) جیسے

تفسیر: (۱۰۲)اس سے معلوم ہوا کہ بالغ بیٹا، یا بھائی، اپنی ماں یا بہن پر بغیر کھنکارے نہ جائے، ممکن ہے کہ

وہ کسی وجہ سے بے پردہ یا ننگی ہو۔

قَبۡلِهِمۡ ؕ		کَذٰلِكَ		يُبَيِّنُ	اللّٰهُ
قَبۡلِ	هِمۡ	كَ	ذٰلِكَ	يُبَيِّنُ	اللّٰهُ
پہلے (تھے)	اُن	طرح	اسی	بیان کرتا ہے	اللہ
اُن کے اگلوں نے اِذن مانگا(۱۰۳) اللہ یونہی بیان فرماتا ہے					

تفسیر:

(۱۰۳) یہ حکم آزاد مَردوں کے لیے ہے غلام اگرچہ بالغ ہو، اپنی سیّدہ کے پاس اِن تینوں وقتوں کے علاوہ بے پردہ جاسکتا ہے*۔اسی لیے اَطفال کے ساتھ مِنۡکُم فرمایا۔یعنی تم آزادلوگوں میں سے۔اس لیے معلوم ہوا کہ اپنے گھر میں جوان بیٹی،ماں وغیرہ ہوں تو خبر کرکے داخل ہو۔ہاں اگر صرف بیوی ہو تو بلااِذن بھی داخل ہوسکتا ہے کہ بیوی سے کوئی حِجاب نہیں۔ماں بیٹی وغیرہ سے شرم وحیاء وحجاب ہے۔اِن کے چہرے ہاتھ، پاؤں کے علاوہ اور اَعضا دیکھنا درست نہیں۔ * (اس مسئلہ میں احناف کے دو قول ہیں،اصح یہ ہے کہ مالکہ پردہ کرے اسی کو مفسر نے اس سے پہلے صفحہ ۶۵ پر اختیار کیا)

لَكُمۡ		اٰيٰتِهٖ ؕ		وَ	اللّٰهُ	عَلِيۡمٌ	حَكِيۡمٌ ﴿۵۹﴾
لَ	كُمۡ	اٰيٰتِ	هٖ	وَ	اللّٰهُ	عَلِيۡمٌ	حَكِيۡمٌ
لیے	تمہارے	آیتیں	اپنی	اور	اللہ	خوب جاننے والا	بڑی حکمت والا ہے
تم سے اپنی آیتیں اور اللہ علم و حکمت والا ہے							

وَ	الۡقَوَاعِدُ	مِنَ	النِّسَآءِ	الّٰتِىۡ	لَا	يَرۡجُوۡنَ
وَ	الۡقَوَاعِدُ	مِنَ	النِّسَآءِ	الّٰتِىۡ	لَا	يَرۡجُوۡنَ
اور	بیٹھ رہنے والیاں	سے	عورتوں (میں)	وہ جو	نہیں	امید رکھتیں
اور بوڑھی خانہ نشین عورتیں(۱۰۴) جنہیں نکاح کی آرزو نہیں						

تفسیر:

(۱۰۴) یعنی بوڑھی عورتیں جنہیں حَیض آنا بند ہوچکا ہو اور اولاد کے قابل نہ رہیں، یہ عمر اَکثر پچپن سال ہوتی ہے۔ اِس زمانے میں عورتیں عموماً گوشہ نشینی اِختیار کرلیتی ہیں۔ اِس لیے اُنہیں "قَوَاعِد" فرمایا گیا۔ خیال رہے کہ یہ حکم صِرف بُوڑھی عورتوں کے لیے ہے۔

نِكَاحًا	فَلَيْسَ		عَلَيْهِنَّ		جُنَاحٌ	اَنْ
نِكَاحًا	فَ	لَيْسَ	عَلٰى	هِنَّ	جُنَاحٌ	اَنْ
نکاح (کی)	پس	نہیں	پر	اُن	گناہ	یہ کہ
ان	پر	کچھ	گناہ	نہیں		کہ

يَّضَعْنَ	ثِيَابَهُنَّ		غَيْرَ	مُتَبَرِّجٰتٍۭ
يَّضَعْنَ	ثِيَاب	هُنَّ	غَيْرَ	مُتَبَرِّجٰتٍۭ
اُتار رکھیں وہ	کپڑے	اپنے	نہ	ظاہر کرنے والیاں (ہوں)
اپنے بالائی کپڑے اُتار رکھیں	جب کہ	سِنگھار	نہ	چمکائیں (۱۰۵)

تفسیر:

(۱۰۵) یعنی ایسی بوڑھیوں کو اِجازت ہے کہ سر پر دَوپٹّہ، چادر نہ رکھیں لیکن پنڈلی وغیرہ کھولے رکھنے کی اِنہیں بھی اِجازت نہیں۔ زِینت سے مراد زینت کی جگہ ہے۔

بِزِيْنَةٍ ؕ		وَ	اَنْ	يَّسْتَعْفِفْنَ	خَيْرٌ
بِ	زِيْنَةٍ	وَ	اَنْ	يَّسْتَعْفِفْنَ	خَيْرٌ
کو	زینت	اور	اگر	بچیں وہ	بہتر (ہے)
اور اس سے	بچنا	ان کے لئے	اور	بہتر	ہے (۱۰۶)

تفسیر:

(۱۰۶) یعنی ایسی بوڑھیوں کو بھی بہتر یہی ہے کہ دوپٹہ وغیرہ اوڑھے رہیں۔ پہلا حکم فتویٰ تھا یہ حکم تقویٰ ہے۔

لَّـهُنَّ ط		وَ	اللّٰهُ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ (۶۰)
لَّ	هُنَّ	وَ	اللّٰهُ	سَمِيْعٌ	عَلِيْمٌ
واسطے	ان (کے)	اور	اللہ	سننے والا	جاننے والا ہے
اور		اللہ	سنتا	جانتا	ہے،

لَيْسَ	عَلَى	الْاَعْمٰى	حَرَجٌ	وَّ	لَا	عَلَى	الْاَعْرَجِ	حَرَجٌ
لَيْسَ	عَلَى	الْاَعْمٰى	حَرَجٌ	وَّ	لَا	عَلَى	الْاَعْرَجِ	حَرَجٌ
نہیں	اوپر	اندھے (کے)	تنگی	اور	نہ	اوپر	لنگڑے (کے)	تنگی
نہ	اندھے	پر	تنگی	اور	نہ	لنگڑے	پر	مضائقہ

وَّ	لَا	عَلَى	الْمَرِيْضِ	حَرَجٌ	وَّ	لَا	عَلٰٓى
وَّ	لَا	عَلَى	الْمَرِيْضِ	حَرَجٌ	وَّ	لَا	عَلٰٓى
اور	نہ	اوپر	بیمار (کے)	حرج	اور	نہ	پر
اور نہ بیمار پر روک (۱۰۷)				اور نہ تم میں			کسی پر

تفسیر:

(۱۰۷)**شانِ نُزول:** صحابہ کرام (رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن) حُضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے ساتھ جِہاد کو جاتے تو معذور صحابہ (رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن) کو جو بُوجہِ عُذر جہاد میں شرکت نہ کرسکتے تھے اپنے گھروں کی چابیاں دے جاتے تھے کہ وہ اُن کے گھروں کی دیکھ بھال رکھیں اور اُنہیں اِجازت دے جاتے تھے کہ کھانے پینے کی چیزیں نکال کر کھائیں پئیں۔ وہ حضرات (رِضْوَانُ اللّٰہِ تَعَالٰی عَلَیْھِمْ اَجْمَعِیْن) اِس خرچ میں بہت حَرَج

محسوس کرتے تھے۔ اِن کے متعلّق یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

بُیُوْتِـکُمْ		مِنْ	تَاْکُلُوْا	اَنْ	اَنْفُسِـکُمْ	
کُمْ	بُیُوْتِ	مِنْ	تَاْکُلُوْا	اَنْ	کُمْ	اَنْفُسِ
اپنے	گھروں	سے	کھاؤ تم	یہ کہ	تمہاری	جانوں
گھر(۱۰۸)	کے		اولاد	اپنی	کھاؤ	کہ

تفسیر:

(۱۰۸) خیال رہے کہ اَولاد کا گھر اپنا گھر ہے۔ اور اُن کی کمائی اپنی کمائی ہے۔ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمْ) نے فرمایا کہ تو اور تیرا مال تیرے باپ کا ہے[1]۔ یہاں یہی مراد ہے کیونکہ کسی شخص کو خود اپنے گھر اور اپنی کمائی سے کھانے میں تَرَدُّد ہوتا ہی نہیں۔ اس کا بیان فرمانا زیادہ مفید نہ ہوتا۔ لہٰذا اپنے گھر سے مراد اپنی اولاد کا گھر ہونا چاہئے۔ ایسے ہی بیوی کے لیے خاوند کا گھر[2] اور غلام کے لیے مَولا کا گھر اپنا گھر ہے۔ (روح البیان وغیرہ)

اُمَّھٰتِـکُمْ		بُیُوْتِ	اَوْ	اٰبَآئِـکُمْ		بُیُوْتِ	اَوْ
کُمْ	اُمَّھٰتِ	بُیُوْتِ	اَوْ	کُمْ	اٰبَآءِ	بُیُوْتِ	اَوْ
اپنی (کے)	ماؤں	گھروں	یا	اپنے (کے)	باپوں	گھروں	یا
گھر(۱۰۹)	کے	ماں	اپنی	یا	گھر	کے باپ	یا اپنے

تفسیر:

(۱۰۹) باپ وماں میں، دادا اور نانا بھی شامل ہیں۔

اَوْ	اَخَوٰتِکُمْ	بُیُوْتِ	اَوْ	اِخْوَانِکُمْ	بُیُوْتِ	اَوْ

(1)…((اَنْتَ وَمَالُكَ لِأَبِيكَ)). (سنن ابن ماجه، کتاب التجارات، ما للرجل من مال ولده، ۳/۸۰، حدیث:۲۲۹۲)

(2)…اور خاوند کے لئے بیوی کا۔ (خزائن العرفان، روح البیان)

اَوْ	بُیُوْتِ	اِخْوَانِ	كُمْ	اَوْ	بُیُوْتِ	اَخَوٰتِ	كُمْ	اَوْ
یا	گھروں	بھائیوں	اپنے (کے)	یا	گھروں	بہنوں	اپنی (کے)	یا
یا اپنے بھائیوں کے یہاں یا اپنی بہنوں کے گھر (۱۱۰)								

تفسیر:

(۱۱۰) یعنی اگر بہن شادی کے بعد اپنے گھر آباد ہو اور بھائی ضَرورۃً وہاں رہے یا بطورِ مہمان وہاں جائے تو اُس کے گھر کھانا پینا نہ شرعاً ممنوع ہے نہ عقلاً، بعض نادان بہن یا بیٹی کے گھر کھانا عار سمجھتے ہیں انہیں اِس آیت پر نظر رکھنی چاہئے، یہ ہندوؤں کی رَسم ہے یعنی بیٹی یا بہن کے گھر کھانا معیوب سمجھنا، بلکہ اگر بیٹی یا بہن امیر ہو، باپ یا بھائی فقیر یا معذور ہوں تو ان امیر بہن و بیٹی پر ان معذوروں کا نَفقہ واجب ہے مگر عورتیں یہ نفقہ اپنے مال سے دیں۔ خاوند کے مال سے اُس کی اِجازت کے بغیر نہ دیں۔

بُیُوْتِ اَعْمَامِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِكُمْ						
بُیُوْتِ	اَعْمَامِ	كُمْ	اَوْ	بُیُوْتِ	عَمّٰتِ	كُمْ
گھروں	چچاؤں	اپنے (کے)	یا	گھروں	پھوپھیوں	اپنی (کے)
یا اپنے چچاؤں کے یہاں یا اپنی پھوپھیوں کے گھر						

اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِكُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِكُمْ							
اَوْ	بُیُوْتِ	اَخْوَالِ	كُمْ	اَوْ	بُیُوْتِ	خٰلٰتِ	كُمْ
یا	گھروں	ماموؤں	اپنے (کے)	یا	گھروں	خالاؤں	اپنی
یا اپنے ماموؤں کے یہاں یا اپنی خالاؤں کے گھر (۱۱۱)							

تفسیر:

(۱۱۱) کہ عام طور پر اِن گھروں سے کھانے پینے میں عار وشرم محسوس نہیں ہوا کرتی۔

اَوْ	مَا	مَلَكْتُمْ	مَّفَاتِحَهٗۤ	اَوْ	صَدِيْقِكُمْ ؕ		
اَوْ	مَا	مَلَكْتُمْ	مَّفَاتِحَ	هٗ	اَوْ	صَدِيْق	كُمْ
یا	(وہ) جو	مالک ہو تم	کنجیوں (کی)	اُس (کی)	یا	دوست	اپنے (کے سے)
یا جہاں کی کنجیاں تمہارے قبضہ میں ہیں(۱۱۲) یا اپنے دوست کے یہاں							

تفسیر:

(۱۱۲)اس میں وکیل، مُختارِ عام (یعنی عام اور کُلّی اختیار و اجازت والا) اور گھر کے کار پَرداز سب ہی شامل ہیں جن کے متعلِق گھر کے اِنتظامات ہوتے ہیں۔ [کارپَرداز (یعنی سربراہ)]

لَيْسَ	عَلَيْكُمْ		جُنَاحٌ	اَنْ	تَاْكُلُوْا	جَمِيْعًا
لَيْسَ	عَلَىٰ	كُمْ	جُنَاحٌ	اَنْ	تَاْكُلُوْا	جَمِيْعًا
نہیں	اوپر	تمہارے	گناہ	یہ کہ	کھاؤ تم	مِل کر
تم پر کوئی الزام نہیں کہ مل کر کھاؤ						

اَوْ	اَشْتَاتًا ؕ	فَاِذَا		دَخَلْتُمْ	بُيُوْتًا	فَسَلِّمُوْا	
اَوْ	اَشْتَاتًا	فَ	اِذَا	دَخَلْتُمْ	بُيُوْتًا	فَ	سَلِّمُوْا
یا	الگ الگ	تو	جب	داخل ہو تم	گھروں (میں)	تو	سلام کہو
یا الگ الگ(۱۱۳) پھر جب کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو(۱۱۴)							

تفسیر:

(۱۱۳) یعنی اِن گھروں سے تمہیں کھانے پینے کی اِجازت ہے۔ خواہ گھر والوں کے ساتھ کھاؤ یا ان کی غیر موجودگی میں۔ بشر طیکہ تمہیں معلوم ہو کہ وہ تمہارے اس کھانے پینے سے راضی ہیں۔ اس زمانہ میں یہ حال تھا کہ دوست، دوست کے گھر سے اس کی غیر موجودگی میں جو چاہتا لے لیتا، اور گھر والے کو جب خبر ہوتی تو وہ بہت خوش ہوتا۔ اب چونکہ یہ فَیّاضی نہیں رہی۔ لہٰذا اب بے اِجازت کھانا درست نہیں۔ (تفسیر خزائن العرفان و مدارک و جلالین)

اِمام ابو حنیفہ (رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی) نے فرمایا: کہ جو کوئی ذِی رِحْم مَحْرَم [1] کے گھر سے چوری کرلے اُس کے ہاتھ نہ کٹیں گے۔ ان کی دلیل یہ آیت ہوسکتی ہے۔ اِس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ جب اِن لوگوں کو اُن گھروں میں آنے جانے کی اِجازت ہے تو جو مال گھر میں آزاد پڑا ہے وہ اِس کے حق میں محفوظ نہ رہا اور غیر محفوظ مال کی چوری سے ہاتھ نہیں کٹتا۔

(۱۱۴) یعنی گھر میں داخل ہوتے وقت گھر والوں کو سلام کرو اگرچہ وہ تمہارے ماں، باپ بہن بھائی اولاد، بیوی ہی ہوں۔ جب کہ وہ بَدمذہب نہ ہوں۔ **مسئلہ:** اگر خالی مکان میں داخل ہوں تو یوں کہو **اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ وَرَحْمَۃُ اللہِ وَبَرَکَاتُہ**، مُلّا علی قاری (رَحِمَہُ اللہُ تَعَالٰی) نے "شرحِ شِفا" میں فرمایا: [2] کہ مسلمانوں کے خالی گھروں میں حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی رُوح جَلوہ گر ہوتی ہے اس لیے وہاں حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو سلام کیا جاتا ہے۔

عَلٰٓی	اَنْفُسِکُمْ		تَحِیَّۃً	مِّنْ	عِنْدِ	اللہِ	مُبٰرَکَۃً
عَلٰٓی	اَنْفُسِ	کُمْ	تَحِیَّۃً	مِّنْ	عِنْدِ	اللہِ	مُبٰرَکَۃً
اوپر	آدمیوں (کے)	اپنے	ملتے وقت کی اچھی دُعا	سے	پاس	اللہ (کے)	مبارک
ملتے وقت کی اچھی دعا اللہ کے پاس سے مبارک							

(1)... یعنی وہ نسبی رشتہ دار جس سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہو، یہ یا تو اُصول ہوتے ہیں جیسے، باپ، دادا، ماں، دادی یا فروع جیسے: بیٹا، بیٹی، پوتا، پوتی، نواسہ، نواسی اور کبھی نہ اصل نہ فرع جیسے: بھائی، بہن اور چچا، پھوپی یہ سب ذی رحم محرم ہیں، اور بعض اوقات محرم تو ہوتا ہے لیکن ذی رحم نہیں ہوتا جیسے: رضاعی بھائی (یا وہ جسکی حرمت) مصاہرت کی وجہ سے ہو جیسے ساس اور بیوی کی دوسرے خاوند سے اولادیں اور داماد اور بیٹے کی بیوی، اور بعض اوقات ذی رحم تو ہوتا ہے۔ لیکن محرم نہیں ہوتا جیسے: چچا زاد بھائی۔ (ملخص از بہارِ شریعت، ۳/۹۴، مکتبۃ المدینہ)

(2)... شفا اور شرح شفا کی عبارت یہ ہے: **(قال)** أي ابن دينار وهو من كِبار التابعين المكّيين وفقهائهم: **(إنْ لمْ يكن في البيتِ أحدٌ فقُلْ: السلامُ على النّبي ورَحْمةُ اللهِ وبَرَكاتُه)** أي لأنّ رُوحَه عليه السلام حاضر في بيوت أهل الإسلام. (شرح الشفا لملا علی القاری، الباب الرابع في حكم الصلاة عليه صلى الله عليه وآله وسلم والتسليم، ۲/۱۱۸)

طَيِّبَةً ؕ		كَذٰلِكَ		يُبَيِّنُ	اللّٰهُ	لَكُمُ		الْاٰيٰتِ
طَيِّبَةً	كَ	ذٰلِكَ		يُبَيِّنُ	اللّٰهُ	لَ	كُمُ	الْاٰيٰتِ
پاکیزہ	طرح	اسی		بیان کرتا ہے	اللہ	لیے	تمہارے	آیتیں
پاکیزہ(۱۱۵)			اللہ یونہی بیان فرماتا ہے تم سے آیتیں					

تفسیر:

(۱۱۵) تَحِيَّة کے معنی ہیں حیات یعنی زندگی و سلامتی کی دعا کرنی۔ یعنی رب تعالیٰ نے تمہیں یہ سلام اس لیے سکھایا کہ یہ دُعائے زندگی ہے جس سے ایک دوسرے کے دل خوش ہوتے ہیں۔

لَعَلَّكُمْ		تَعْقِلُوْنَ ﴿۶۱﴾	اِنَّمَا	الْمُؤْمِنُوْنَ	الَّذِيْنَ
لَعَلَّ	كُمْ	تَعْقِلُوْنَ	اِنَّمَا	الْمُؤْمِنُوْنَ	الَّذِيْنَ
یہ اُمید کرتے	(کہ) تم	سمجھو	سوائے اس کے نہیں	مومن	وہ لوگ ہیں
کہ تمہیں سمجھ ہو۔			ایمان والے تو وہی ہیں(۱۱۶)		جو

تفسیر:

(۱۱۶) یعنی کامل مومن وہ ہیں جن میں آئندہ ذکر کئے ہوئے اَوصاف ہیں کہ وہ عقائد کے پکّے اور اَعمال کے نیک ہوں۔

اٰمَنُوْا	بِاللّٰهِ		وَ	رَسُوْلِهٖ		وَ	اِذَا
اٰمَنُوْا	بِ	اللّٰهِ	وَ	رَسُوْلِ	هٖ	وَ	اِذَا
جو ایمان لائے	ساتھ	اللہ (کے)	اور	رسول (کے)	اس (کے)	اور	جب
اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے							

كَانُوْا	مَعَهٗ	عَلٰٓى	اَمْرٍ	جَامِعٍ	لَّمْ	يَذْهَبُوْا

كَانُوْا	مَعَ	هٗ	عَلٰٓى	اَمْرٍ	جَامِعٍ	لَّمْ	يَذْهَبُوْا
ہوتے ہیں وہ	ساتھ	اس (کے)	پر	کسی کام	اجتماعی	(تو) نہیں	جاتے وہ
پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لئے جمع کئے گئے ہوں تو نہ جائیں(۱۱۷)							

تفسیر:

(۱۱۷) یعنی اگر حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) نے ان کو جمعہ و عید میں یا جہاد و تدبیرِ جنگ کے مشوروں کے لیے جمع فرمایا ہو تو بغیر حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے اجازت لیے ہوئے واپس نہ ہوں۔

حَتّٰى	يَسْتَاْذِنُوْهُ ؕ		اِنَّ	الَّذِيْنَ	يَسْتَاْذِنُوْنَكَ	
حَتّٰى	يَسْتَاْذِنُوْ	هٗ	اِنَّ	الَّذِيْنَ	يَسْتَاْذِنُوْنَ	كَ
جب تک	(نہ) اجازت لے لیں	اُس (سے)	تحقیق	وہ لوگ	جو اجازت مانگتے ہیں	آپ (سے)
جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں(۱۱۸) وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں						

تفسیر:

(۱۱۸) معلوم ہوا کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی مجلسِ پاک کا ادب یہ ہے کہ وہاں سے بے اجازت نہ جائے، اس لیے اب بھی روضۂ مطہرہ پر حاضری دینے والے بوقتِ وداع اَلوداعیہ سلام عرض کرتے ہوئے اجازت طلب کرتے ہیں، اس وقت قیامت کا نمونہ ہوتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِـاللّٰهِ		وَ	رَسُوْلِـهٖ ۚ	
اُولٰٓئِكَ	الَّذِيْنَ	يُؤْمِنُوْنَ	بِ	اللّٰهِ	وَ	رَسُوْلِ	هٖ
یہ لوگ	وہی ہیں	جو ایمان رکھتے ہیں	ساتھ/پر	اللہ	اور	رسول	اس (کے)
وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں(۱۱۹)							

تفسیر:

(۱۱۹) یعنی مومنوں کی علامت یہ ہے کہ وہ آپ (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) سے اجازت لے کر آپ کی مجلس

شریف سے جاتے ہیں اور منافق یونہی بغیر پوچھے ہوئے اُٹھ جاتے ہیں۔ یہ اجازت چاہنا ایمان کی علامت ہے اور جہاد میں (پیچھے) رہ جانے کی اجازت چاہنا مُنافقت کی پہچان ہے، رب (عَزَّوَجَلَّ) فرماتا ہے: ﴿اِنَّمَا یَسْتَاْذِنُكَ الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ﴾ [1]۔

فَـاِذَا		اسْتَاْذَنُوْكَ		لِـبَعْضِ		شَاْنِـهِمْ	
فَ	اِذَا	اسْتَاْذَنُوْ	كَ	لِ	بَعْضِ	شَاْنِ	هِمْ
پھر	جب	اجازت مانگیں وہ	آپ (سے)	کیلئے	بعض (کسی)	کام	اپنے
پھر جب وہ تم سے اجازت مانگیں(۱۲۰) اپنے کسی کام کے لئے							

تفسیر:

(۱۲۰) اس سے دربارِ رسول (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا ادب معلوم ہوا کہ آئیں بھی اجازت لے کر اور جائیں بھی اِذن حاصل کرکے جیسا کہ غلاموں کا مولا کے دربار میں طریقہ ہوتا ہے۔

فَـاْذَنْ		لِّـمَنْ		شِئْتَ	مِنْـهُمْ		وَ
فَ	اْذَنْ	لِّ	مَنْ	شِئْتَ	مِنْ	هُمْ	وَ
پس	اجازت دیجئے	واسطے	اس کے (کہ)	چاہیں آپ	سے	اُن (میں)	اور
تو ان میں جسے تم چاہو اجازت دے دو(۱۲۱) اور							

تفسیر:

(۱۲۱) معلوم ہوا کہ سُلطانِ کونین (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کے دربار کے آداب خود ربّ تعالیٰ سکھاتا ہے بلکہ اُس نے اَدب کے قوانین بنائے اور یہ آداب ہمیشہ کے لیے ہیں۔ وہاں تو فرشتے بھی بغیر اجازت حاصل کیے حاضر نہیں ہوتے اور سرکار (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) مُختار ہیں خواہ اجازت دیں یا نہ دیں۔

---

(1)...ترجمہ کنزالایمان: [تم سے یہ چھٹی وہی مانگتے ہیں جو اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں رکھتے]۔ (پ ۱۰، التوبۃ: ۴۵)

اسْتَغْفِرْ	لَهُمُ		اللّٰهَ ؕ	اِنَّ	اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ ﴿۶۲﴾
اسْتَغْفِرْ	لَ	هُمُ	اللّٰهَ	اِنَّ	اللّٰهَ	غَفُوْرٌ	رَّحِيْمٌ
بخشش طلب کیجئے	کیلئے	اُن	اللّٰہ (سے)	تحقیق	اللّٰہ	بہت بخشنے والا	نہایت مہربان (ہے)
ان کے لئے اللّٰہ سے معافی مانگو بیشک اللّٰہ بخشنے والا مہربان ہے(۱۲۲)							

تفسیر:

(۱۲۲) اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے۔ **ایک:** یہ کہ حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ) کی شفاعت برحق ہے کہ رب تعالیٰ نے حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ) کو شفاعت کا حکم دیا۔ **دوسرے:** یہ کہ حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ) کی شفاعت مومنوں کے لیے ہے کفّار اس سے محروم ہیں۔ **تیسرے:** یہ کہ اللّٰہ تعالیٰ مسلمانوں پر بڑا مہربان ہے کہ اپنے حبیب (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ) کو اِن کے لیے دعائے خیر کا حکم دیتا ہے۔ **چوتھے:** یہ کہ اللّٰہ تعالیٰ اُسی کے لیے غفورٌ رّحیم ہے جس کی شفاعت حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ) کردیں، اِسی لیے حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ) کے اِستغفار کے بعد اپنی مَغفرت کا ذِکر فرمایا۔ **پانچویں:** یہ کہ ہر مومن حضور (صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ) کی شفاعت کا مُحتاج ہے۔ دیکھو صحابہ کِرام (رِضْوَانُ اللهِ تَعَالٰى عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْن) جو اولیاء اللّٰہ کے سردار ہیں اِن کے متعلِّق شفاعت کا حکم دیا گیا تو اوروں کا کیا پوچھنا۔

لَا	تَجْعَلُوْا	دُعَآءَ	الرَّسُوْلِ	بَيْنَكُمْ		كَدُعَآءِ		
لَا	تَجْعَلُوْا	دُعَآءَ	الرَّسُوْلِ	بَيْنَ	كُمْ	كَ	دُعَآءِ	
نہ	بنالو تم	پکارنے (کو)	رسول (کے)	درمیان	اپنے	مثل	پکارنے	
رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو								

بَعْضِكُمْ		بَعْضًا ؕ	قَدْ	يَعْلَمُ	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ
بَعْضِ	كُمْ	بَعْضًا	قَدْ	يَعْلَمُ	اللّٰهُ	الَّذِيْنَ
بعض	تمہارے (کا)	بعض (کو)	بیشک	جانتا ہے	اللّٰہ	ان لوگوں (کو)

پکارتا	ہے(۱۲۳)	بیشک	اللہ	جانتا	ہے	جو	تم	میں		

تفسیر:

(۱۲۳) یعنی حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی پکار اور حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی طلب کو ایک دوسرے کی طلب کی طرح نہ سمجھو کہ قبول کرو یا نہ کرو۔ بلکہ اِن کی طلب پر فوراً حاضر ہو جاؤ اگرچہ نماز میں یا کسی اور کام میں (ہو)، رب (عَزَّوَجَلَّ) فرماتا ہے: ﴿اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ﴾(1)۔

یا حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کو ایسے اَلقاب و آواز سے نہ پکارو جیسے ایک دوسرے کو پکار لیتے ہو۔ اِنہیں بھیّا، ابّا، چچّا، بَشر کہہ کر نہ پکارو۔ اِنہیں یارسول اللہ (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم)، یا شَفِیْعَ الْمُذْنِبِیْن (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) وغیرہ اَدب کے اَلقاب سے یاد کرو۔

يَتَسَلَّلُوْنَ		مِنْكُمْ		لِوَاذًا	فَلْيَحْذَرِ		
يَتَسَلَّلُوْنَ	مِنْ	كُمْ		لِوَاذًا	فَ	لْ	يَحْذَرِ
جو کھسک جاتے ہیں	سے	تم (میں)		کسی چیز کی آڑ لے کر	پس	چاہیے کہ	ڈریں
چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر(۱۲۴) تو ڈریں							

تفسیر:

(۱۲۴) **شانِ نُزول:** منافقین پر حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کا وَعظ سننا دُشوار ہوتا تھا اور چپکے سے کِھسکتے کِھسکتے مسجد کے کِنارہ تک پہنچ جاتے اور پھر کسی چیز کی آڑ لے کر چپکے سے مَجلسِ پاک سے نکل جاتے تھے، اِن کے متعلّق یہ عِتاب والی آیت نازل ہوئی۔

الَّذِيْنَ	يُخَالِفُوْنَ	عَنْ	اَمْرِهٖۤ		اَنْ	تُصِيْبَهُمْ	
الَّذِيْنَ	يُخَالِفُوْنَ	عَنْ	اَمْرِ	هٖۤ	اَنْ	تُصِيْبَ	هُمْ

(1)... **ترجمہ کنزالایمان:** [اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں بلائیں] ۔(پ ۹، الانفال: ۲۴)

وہ لوگ	جو خلاف کرتے ہیں	سے	حکم	اُس (کے)	کہ	پہنچے	انہیں
وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں							

فِتْنَةٌ	اَوْ	يُصِيْبَهُمْ		عَذَابٌ	اَلِيْمٌ ﴿۶۳﴾
فِتْنَةٌ	اَوْ	يُصِيْبَ	هُمْ	عَذَابٌ	اَلِيْمٌ
کوئی فتنہ	یا	پہنچے	انہیں	عذاب	دردناک
کوئی فتنہ پہنچے (۱۲۵) یا ان پر دردناک عذاب پڑے (۱۲۶)					

تفسیر:

(۱۲۵) تکلیف، قتل، زَلزلے، ظالم بادشاہوں کا تَسلُّط، ہولناک حادثے۔ اس سے معلوم ہوا کہ حضور (صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ) کی مخالفت سے دنیاوی عذاب بھی آجاتے ہیں، آخرت کے عذاب اِس کے علاوہ ہیں۔

(۱۲۶) یعنی آخرت کا عذاب یا اِیمان پر خاتمہ نصیب نہ ہونا۔ یہ لفظِ اَوْ منعِ خُلو کے لیے ہے[1]، اِجتماعِ دونوں عذابوں کا ممکن ہے۔

اَلَاۤ	اِنَّ		لِلّٰهِ	مَا	فِي	السَّمٰوٰتِ	وَ	الْاَرْضِ ؕ
اَلَاۤ	اِنَّ	لِ	لّٰهِ	مَا	فِي	السَّمٰوٰتِ	وَ	الْاَرْضِ ؕ
خبردار	تحقیق	واسطے	اللہ (کے ہے)	جو (ہے)	میں	آسمانوں	اور	زمین
سن لو بیشک اللہ ہی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے								

قَدْ	يَعْلَمُ	مَاۤ	اَنْتُمْ	عَلَيْهِ ؕ		وَ	يَوْمَ
قَدْ	يَعْلَمُ	مَاۤ	اَنْتُمْ	عَلَىٰ	هِ	وَ	يَوْمَ
بیشک	جانتا ہے وہ	(وہ) جو	تم (ہو)	پر	اُس	اور	اُس دن (کو)

---

(1)... یعنی دنیاوی یا آخرت کے عذابوں میں سے کوئی ایک تو ضرور ہوگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں ہوں۔ (علمیہ)

بیشک وہ جانتا ہے جس حال پر تم ہو اور اس دن کو

یُرْجَعُوْنَ	اِلَیْـہِ		فَیُنَبِّئُـھُمْ			بِمَا
یُرْجَعُوْنَ	اِلَیْ	ہٖ	فَ	یُنَبِّئُ	ھُمْ	بِمَا
پھیرے جائیں گے وہ	طرف	اُس (کی)	پس	بتائے گا وہ	انہیں	جو
جس میں اس کی طرف پھیرے جائیں گے تو وہ انہیں بتادے گا جو کچھ						

عَمِلُوْا ط	وَ	اللہُ	بِكُلِّ		شَیْءٍ	عَلِیْمٌ ﴿۶۴﴾
عَمِلُوْا	وَ	اللہُ	بِ	كُلِّ	شَیْءٍ	عَلِیْمٌ
کیا انہوں نے	اور	اللہ	ساتھ (کو)	ہر	چیز	خوب جاننے والا ہے
انہوں نے کیا اور اللہ سب کچھ جانتا ہے(۱۲۷)						

تفسیر:

(۱۲۷) یعنی اللہ تعالیٰ تو سب کچھ جانتا ہے، کُفّار کا یہ حساب و کتاب اُنہیں روزِ محشر رُسوا کرنے کے لیے ہو گا۔

سوالات

(۱)... کیا حضور (صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم) کی اِطاعت ہر حال میں واجب ہے خواہ وہ حکم بظاہر عقل میں آئے یا نہ آئے؟

(۲)... درج ذیل آیت کا شانِ نُزول بیان کریں؟

﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لِیَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِیْنَ مَلَكَتْ اَیْمَانُكُمْ وَ الَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ﴾

(۳)... مذہبِ حنفی میں بُلوغ کی مدّت کیا ہے؟

(۴)...بُوڑھی خواتین کے دَوپٹّہ وغیرہ اَوڑھے رہنے کے متعلّق قرآنِ مجید نے کیا بیان فرمایا ہے؟

(۵)...بیٹی یا بہن کے گھر کھانا کھانے کو بُرا سمجھنا کیسا ہے؟

(۶)...اگر کوئی ذِی رِحم مَحرَم کے گھر چوری کرے تو کیا اِمامِ اَعظم اَبُو حنیفہ (رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ) کے نزدیک اُسکے ہاتھ کاٹے جائیں گے؟

(۷)...اگر خالی مکان میں داخل ہوں تو سلام کیسے کرنا چاہئے؟

(۸)...درج ذیل آیت کے معانی وشانِ نُزول بیان کریں؟

﴿لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًاؕ قَدْ یَعْلَمُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْكُمْ لِوَاذًاۚ فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖۤ اَنْ تُصِیْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ یُصِیْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ﴾۔

ختم شُد

جاری از صفحہ 106

... دکھایا تواس کو تسلی دینے والا اور اس کے آنسو پونچھنے والا یہاں دوسرا کون ہے؟ بس ہر ساس یہ سمجھ لے اور ٹھان لے کہ مجھے اپنی بہو سے ہر حال میں شفقت و محبت کرنی ہے بہو مجھے خواہ کچھ نہیں سمجھے مگر میں تو اس کو اپنی بیٹی ہی سمجھوں گی تو پھر سمجھ لو کہ ساس بہو کا جھگڑا آدھے سے زیادہ ختم ہو گیا۔**بہو کے فرائض**:۔ ہر بہو کو لازم ہے کہ اپنی ساس کو اپنی ماں کی جگہ سمجھے اور ہمیشہ ساس کی تعظیم اور اس کی فرماں برداری و خدمت گزاری کو اپنا فرض سمجھے۔ساس اگر کسی معاملہ میں ڈانٹ ڈپٹ کرے تو خاموشی سے سن لے۔اور ہر گز ہر گز، خبر دار خبر دار کبھی ساس کو پلٹ کر الٹا سیدھا جواب نہ دے بلکہ صبر کرے اسی طرح اپنے خسر کو بھی اپنے باپ کی جگہ جان کر اس کی تعظیم وخدمت کو اپنے لئے لازم سمجھے۔اور ساس خسر کی زندگی میں ان سے الگ رہنے کی خواہش نہ ظاہر کرے اور اپنی دیورانیوں اور جیٹھانیوں اور نندوں سے بھی حسب مراتب اچھا برتاؤ رکھے اور یہ ٹھان لے کہ مجھے ہر حال میں انہی لوگوں کے ساتھ زندگی بسر کرنی ہے۔

بیٹے کے فرائض:۔ ہر بیٹے کو لازم ہے کہ جب اس کی دلہن گھر آجائے تو حسب دستور اپنی دلہن سے خوب خوب پیار و محبت کرے لیکن ماں باپ کے ادب واحترام اور ان کی خدمت واطاعت میں ہر گز ہر گز بال برابر بھی فرق نہ آنے دے۔اب بھی ہر چیز کا لین دین ماں ہی کے ہاتھ سے کرتا رہے اور اپنی دلہن کو بھی یہی تاکید کرتا رہے کہ بغیر میری ماں اور میرے باپ کی رائے کے ہر گز ہر گز نہ کوئی کام کرے نہ بغیر ان دونوں سے اجازت لئے گھر کی کوئی چیز استعمال کرے۔اس طرز عمل سے ساس کے دل کو سکون واطمینان رہے گا کہ اب بھی گھر کی مالکہ میں ہی ہوں اور بیٹا بہو دونوں میرے فرماں بردار ہیں۔ پھر ہر گز ہر گز کبھی بھی وہ اپنے بیٹے اور بہو سے نہیں لڑے گی جو لڑکے شادی کے بعد اپنی ماں سے لاپروائی برتنے لگتے ہیں اور اپنی دلہن کو گھر کی مالکہ بنالیا کرتے ہیں۔ عموماً اسی گھر میں ساس بہو کی لڑائیاں ہوا کرتی ہیں لیکن جن گھروں میں ساس بہو اور بیٹے اپنی مذکورہ بالا فرائض کا خیال رکھتے ہیں۔ان گھروں میں ساس بہو کی لڑائیوں کی نوبت ہی نہیں آتی۔ (جنتی زیور، ص: 63تا68، مکتبۃ المدینہ)

مآخذ و مراجع

	نام کتاب	مؤلف، مصنف، متوفی، وغیرہ	مطبوعہ، سن طباعت
۱	القرآن الكريم	کلام الٰہی	مکتبۃ المدینہ کراچی
۲	صحيح البخاري	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری * متوفی ۲۵۶ھ	دار الكتب العلمية بيروت١٤١٩هـ
۳	صحيح مسلم	امام ابوحسین مسلم بن حجاج قشیری * متوفی ۲۶۱ھ	دارالمغنى عرب شريف ١٤١٩هـ
٤	سنن أبي داود	امام ابوداود سلیمان بن اشعث سجستانی * متوفی ۲۷۵ھ	دار احياء التراث بيروت ١٤٢١هـ
۵	سنن الترمذي	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی * متوفی ۲۷۹ھ	دار الفكربيروت١٤١٤هـ
٦	سنن ابن ماجة	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ * متوفی ۲۷۳ھ	دار المعرفة بيروت١٤٢٠هـ
۷	المستدرك	امام محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری * متوفی ۴۰۵ھ	دارالفكر بيروت١٤١٨هـ
۸	فتح الباري	امام حافظ ابن حجر عسقلانی شافعی * متوفی ۸۵۲ھ	دار الكتب العلمية بيروت١٤٢٠هـ
۹	المعجم الكبير	حافظ ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی * متوفی ۳۶۰ھ	دار احياء التراث بيروت١٤٢٢هـ
۱۰	عمدة القاري	شیخ الامام بدر الدین ابو محمد محمود بن احمد عینی * متوفی ۸۵۵ھ	دار الفكر بيروت، ١٤١٨ هـ
۱۱	مرقاة المفاتيح	علامہ فاضل علی بن سلطان محمد قاری * متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الفكربيروت١٤١٤هـ
۱۲	شرح شفا	علامہ فاضل علی بن سلطان محمد قاری * متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الكتب العلمية بيروت١٤٢١هـ
۱۳	مشكل الآثار	ابو جعفر طحاوی احمد بن محمد بن سلمۃ ازدی مصری حنفی * متوفی سنۃ ۳۲۱ھ	دار الكتب العلمية بيروت١٤١٥هـ
١٤	رد المحتار	محمد امین ابن عابدین شامی، * متوفی ۱۲۵۲ھ	دار المعرفة١٤٢٠ هـ
۱۵	البحر الرائق	علامہ زین الدین بن نجیم، * متوفی ۹۷۰ھ	کوئٹہ ۱۴۲۰ھ
۱۶	فتاویٰ رضویہ	امامِ اہلسنت مولانا شاہ احمد رضاخان علیہ رحمۃ الرحمن	رضافاؤنڈیشن، مرکز الاولیاء لاہور
۱۷	بہارِ شریعت	صدرالشریعہ حضرت علامہ امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ القوی	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی
۱۸	پردے کے بارے میں سوال جواب (نیا ایڈیشن)	بانیِ دعوتِ اسلامی، حضرت علامہ مولانا محمد الیاس عطار قادری رضوی دامت برکاتہم العالیہ	مکتبۃ المدینہ، باب المدینہ کراچی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سُنّت کی بہاریں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ عَزَّوَجَلَّ تبلیغِ قراٰن وسُنّت کی عالمگیر غیر سیاسی تحریک **دعوتِ اسلامی** کے مہکے مہکے مَدَنی ماحول میں بکثرت سُنّتیں سیکھی اور سکھائی جاتی ہیں، ہر جُمعرات مغرِب کی نَماز کے بعد آپ کے شہر میں ہونے والے دعوتِ اسلامی کے ہفتہ وار سُنّتوں بھرے اجتِماع میں رِضائے الٰہی کیلئے اچھّی اچھّی نیّتوں کے ساتھ ساری رات گزارنے کی مَدَنی اِلتجا ہے۔ عاشِقانِ رسول کے **مَدَنی قافِلوں** میں بہ نیّتِ ثواب سُنّتوں کی تربیّت کیلئے سفر اور روزانہ **فکرِ مدینہ** کے ذَرِیعے **مَدَنی اِنعامات** کا رِسالہ پُر کرکے ہر مَدَنی ماہ کے ابتِدائی دس دن کے اندر اندر اپنے یہاں کے ذمّے دار کو جَمع کروانے کا معمول بنالیجئے، اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اِس کی بَرَکت سے پابندِ سنّت بننے، گُناہوں سے نفرت کرنے اور **ایمان کی حفاظت** کیلئے کُڑھنے کا ذِہن بنے گا۔

ہر اسلامی بھائی اپنا یہ ذِہن بنائے کہ **"مجھے اپنی اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کرنی ہے۔"** اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ اپنی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی اِنعامات"** پر عمل اور ساری دنیا کے لوگوں کی اِصلاح کی کوشش کے لیے **"مَدَنی قافلوں"** میں سفر کرنا ہے۔ اِنْ شَآءَاللّٰہ عَزَّوَجَلَّ

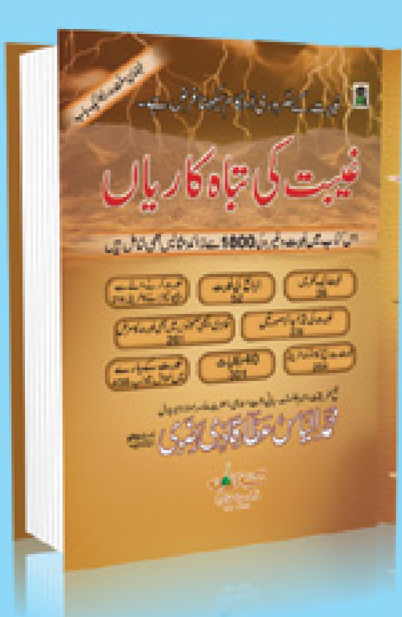

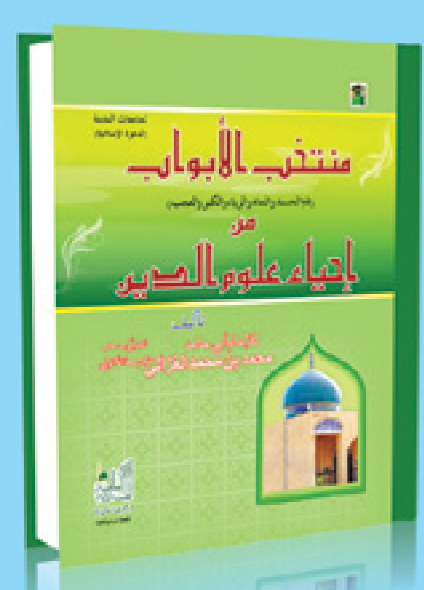

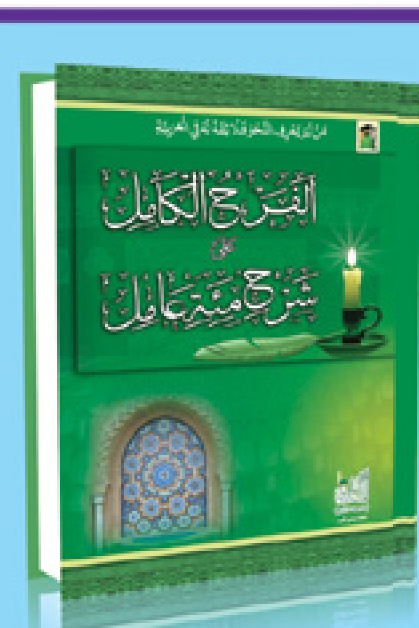

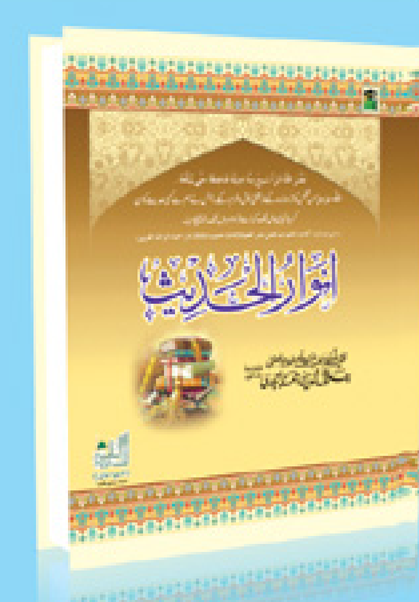

ISBN 978-969-579-804-1
0101509
MAKTABA TUL MADINAH
MC 1286

فیضانِ مدینہ، محلّہ سوداگران، پرانی سبزی منڈی، باب المدینہ (کراچی)
UAN: +923 111 25 26 92 Ext: 1284
Web: www.dawateislami.net / Email: ilmia@dawateislami.net